يتلوا عليهم ايته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة.

خطباتِ محمود

جلد چہارم

تصحیح شدہ

افادات

حضرت مولانا مفتی محمود ابن مولانا سلیمان حافظجی بارڈولی دامت برکاتہم

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات، ہند

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

خطباتِ محمود

جلد چہارم

افادات

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی دامت برکاتہم

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب:......................خطباتِ محمود (جلد چہارم)

افادات:......................مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

صفحات:......................۲۱۶

ناشر:......................نورانی مکاتب

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب آسنوی، سملک، آسنا۔98240,96267

Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

الامین کتابستان دیوبند، یوپی۔01336,221212

زم زم بک ڈپو، دیوبند۔Mo.09359229903

جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، سورت، گجرات

جامعہ دارالاحسان، نواپور، نندوربار، مہاراشٹر

اجمالی فہرست

فہرستِ مضامین

آج کے مسلمانوں کے حالات

درود شریف کی فضیلت (قسط دوم)

☆......☆......☆

پیش خدمت

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ الحاج غلام محمد ابن ابراہیم ملا

ولادت

آپ کی ولادت: ۱۳؍ جولائی، ۱۹۴۰ء میں نانی نرولی، ضلع سورت میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اور حفظ کی تکمیل وطن ہی میں حاصل کی، نانی نرولی کے ایک مشہور حافظ صاحب ''حافظ اسحاق ابن ابراہیم دیسائی'' آپ کے درجۂ حفظ کے استاذ ہیں، پھر آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور دورۂ حدیث تک مکمل تعلیم وہیں حاصل کی۔

درس وتدریس

ہماری معلومات کے مطابق آپ نے تدریس کی ابتدا مدرسہ مفتاح العلوم تراج میں کی، پھر جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں تشریف لائے اور تقریباً ۲۰؍ سال آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں، جامعہ ڈابھیل سے مستعفی ہونے کے بعد مدرسہ اصلاح البنات سملک میں آپ نے کچھ عرصہ تدریسی خدمات انجام دیں۔

درسی خصوصیات

مرحوم کا درس بڑا نرالا ہوتا تھا، خصوصاً ''کنز الدقائق'' ایک طویل عرصہ تک آپ کے زیرِ درس رہی، کنز کی دقیق سے دقیق عبارتیں بہت ہی سہل انداز میں طلبہ کو سمجھا دیا کرتے تھے، ابتدائی سال میں جس سہولت کے ساتھ کنز کی عبارت حل کراتے

تھے، بالکل اسی سہل انداز سے سال کے آخری ایام میں- جب کے درس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے-عبارت سمجھا دیا کرتے تھے۔

اردو زبان بولنے کا ڈھنگ بہت ہی نرالا تھا، بہت ہی فصیح اردو بولتے تھے، قرآن مجید کا ترجمہ پڑھاتے وقت ترجمہ ایک خاص لہجے سے کرتے تھے،آپ کے درس میں لغویات کبھی نہیں ہوتی تھی اور پر رعب، باوجاہت،نورانی شکل وصورت کی وجہ سے طلبہ کو بھی آپ کے سامنے لغویات کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

اخلاص کا حال یہ تھا کہ کنز کے حواشی سے جب کوئی بات بیان کرنی ہوتو حاشیہ نمبر کے ساتھ سیدھا طلبہ کو حاشیہ ہی سے عبارت پڑھ کر حل کراتے تھےاور ترجمہ پڑھاتے وقت ترجمۂ شیخ الہند سامنے ہوتا؛لیکن ترجمہ آسان اور عام انداز کا ہوتا، دورانِ درس آپ کا تکیۂ کلام ''میں نے کہا'' یہ ہوا کرتا تھا۔

درس میں ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ: غیر مقلدین کواہلِ حدیث کہنے کی وجہ کبھی آپ لوگوں نے سوچی؟ پھر خود فرمایا کہ: کسی مسئلے کے متعلق متعدد روایات ہوں تو ان میں ناسخ ومنسوخ،مقدم مؤخراور تطبیق کا لحاظ کیے بغیر طبیعت کو جس میں آسانی لگے ایسی ایک حدیث کو لے لینا اوراس پر ضد کر کے اڑ جانا، اسی لیے نام ہوگیا اہل حدیث۔

سبق میں تنبیہ کا انداز بھی بڑا انرالا تھا، ایک مرتبہ دورانِ درس ایک طالب علم کی زور سے ہوا خارج ہوئی،تو اس پر دوسرے طالب علم کو زور سے ہنسی آ گئی تو اس پر ارشاد فرمایا''میں نے کہا بے حیائی پر کیا بے حیائی ہو رہی ہے''۔

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ بہت ماہر جلد ساز بھی تھے،سالہا سال تک جامعہ کے شعبۂ جلد سازی کے ذریعہ کئی طلبہ کواس کا ماہر بنادیا،مرحوم کا عطر کا کاروبار بھی

خارج اوقات میں تھا، الگ الگ قسم کے عطر کو ملا کر نئی خوشبو تیار کرنے میں بڑی مہارت تھی، آپ عطر کے کاروبار کے سلسلے میں لطافت کے انداز میں کبھی کبھی یہ جملہ ارشاد فرماتے ”میں نے کہا کہ ہمارا کاروبار ایسا کہ ہاتھ اور کپڑے ملوث ہوں تو بھی اس میں نفع ہی نفع ہے“۔

عام طور پر دیگر فضولیات اور لغویات سے بالکل یکسور ہتے تھے، مسجد، مدرسہ، مکان کے سوا کہیں ادھر ادھر جانا نہیں ہوتا تھا، متعدد امراض میں طویل عرصہ رہے؛ لیکن بڑے صبر سے رہتے، کبھی بیماریوں کی شکایت زبان پر نہ ہوتی۔

اصلاحی تعلق و بیعت

غالباً دارالعلوم دیوبند کے زمانے میں پہلی بیعت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے کی تھی، پھر جامعہ ڈابھیل سے مستعفی ہونے کے بعد جلال آباد کا باقاعدہ سفر کر کے حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحبؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا۔

اولاد

مرحوم کی پہلی اہلیہ سے:

(۱) قاری فرید احمد، مقیم حال زامبیا۔

(۲) حافظ سراج احمد، مقیم حال پیرس (فرانس)

(۳) ایک صاحب زادے خلیل احمد کا زمانۂ طالب علمی میں انتقال ہو گیا تھا۔

(۴) صاحب زادی فاطمہ بی بی، آنکڑود کے یونس بھائی قاضی کے نکاح میں ہے، اس وقت ویسما میں مقیم ہے۔

(۵) فریدہ جو قاری یوسف نرولی، مدرس: اصلاح البنات کے نکاح میں ہے۔

پہلی اہلیہ کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح ہوا، ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ اب تک حیات ہیں۔

بندے کو استاذِ مرحوم سے قرآن مجید کا ترجمہ سورۂ یوسف سے ختمِ قرآن تک اور مشکوۃ شریف جلد اول، کنز الدقائق، نورالانوار، شرح تہذیب کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

وفات وتدفین

۲۲؍رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ جمعرات، مطابق ۲؍ستمبر ۲۰۱۰ء ڈابھیل ضلع نوساری میں ہوئی۔

آپ مرحوم ڈابھیل سملک کے مشہور قبرستان جس میں بڑے بڑے علما مدفون ہیں وہیں آرام فرمارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں آپ کی قبر پر نازل ہوں۔

ہندستان اور بیرونِ ہند دنیا کے کئی ملکوں میں بڑے بڑے علما، صلحا اور نامور مفتیانِ کرام آپ کے تلامذہ آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہیں۔

اپنے خطبات کی اس چوتھی جلد کا ثواب استاذِ مرحوم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، اللہ تعالیٰ آں مرحوم کی تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے، اور ہم سب کی تعلیم وتربیت کے لیے جو محنت کی اس کا بہترین صلہ آخرت میں عطا فرمائے، آمین۔

کلماتِ بابرکت

از

استاذی و مشفقی حضرت مولانا یوسف صاحب کاوی دامت برکاتہم

تمام تعریفیں اس خالقِ لوح وقلم کے لیے ہیں جس نے انسان کو قوتِ نطق و گویائی عطافرمائی اور لاکھوں درود وسلام ہوں اس نبیٔ امی ﷺ پر جس کو خود خالقِ نطق و گویائی نے فصاحت و بلاغت کے بلند ترین مقام سے سرفراز فرمایا اور کروڑوں رحمتیں ہوں ان پاک نفس بندگانِ باصفا و مردانِ راہِ خدا پر جن کے وعظوں اور تقریروں، بیانوں اور خطبوں نے ہر دور میں امتِ احمدیہ کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھا، جن کی شعلہ بیانی وگرم نوائی نے لاکھوں قلوب میں زندگی کی لہر دوڑادی، جن کے گرم گرم نفس سے بے شمار کشتہ و مردہ شمعیں جل اٹھیں:

جلا سکتی ہے شمعِ کُشتہ کو موجِ نَفَس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ قوموں اور ملکوں کی انقلابی تاریخ میں وعظ وخطابت کا نمایاں رول رہا ہے، اسلامی تاریخ میں صرف ''عہدِ نبوت'' پر ایک نظر ڈالیے: سینکڑوں واقعات مل جائیں گے، جن کے پسِ پشت خطابت کا جوہر کارفرما ہوگا، چاہے کوہِ صفا کی وادی ہو یا نجاشی کا دربار، طائف کی گلیاں ہوں یا عکاظ وذوالمجنہ کے بازار، بدر وحنین کی سرزمین ہو یا موتہ کا معرکۂ کارزار، مدینہ کے شب وروز کے انقلابی مواعظ ہوں یا حجۃ

الوداع کا رخصتی پیغام، ہر جگہ وعظ وخطابت کی سحر بیانی اور طلسم طرازی کا کردار صاف نظر آئے گا، خطابت کی اسی اہمیت وافادیت کی بنا پر افصح اللسان پیغمبر علیہ السلام کی لسانِ گوہرفشاں سے یہ زریں جملہ نکلا:

ان من البیان لسحرا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقدس کارواں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے امتِ محمدیہ میں لاتعدی ولاتحصی بندے ایسے گزرے ہیں، جنھوں نے وعظ وخطابت کے ذریعہ دلوں کو گرمایا، آنکھوں کو نرمایا اور زندگیوں کو بدلوایا۔

مجھے نہایت خوشی اور فخر ہے کہ ان پاک طینت بندگانِ باصفا کی صف میں عزیز القدر حضرت مفتی محمود صاحب بارڈولی زید مجدہ وفضلہ (استاذِ تفسیر وفقہ جامعہ ڈابھیل) بھی شامل ہیں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ موصوف شیریں بیاں خطیب ومقرر ہیں، زمانۂ طالب علمی ہی سے اس میدان کے شہسوار بنے ہوئے ہیں، ان کی شعلہ نوا خطابت اور رقت آمیز مواعظ کا شہرہ گجرات کے دیہاتوں سے لے کر برطانیہ اور بارباڈوس کے شہروں تک ہے، غیروں کا مجمع ہو یا اپنوں کا ہجوم، سیاسی اسٹیج ہو یا روحانی منبر، اصلاحی مجالس ہو یا درسِ تفسیر، جنگ آزادی کا گرم گرم موضوع ہو یا دعوت وتبلیغ کا سادہ دل سوز تذکرہ ان میں سے کونسی ایسی جگہ ہے کہ جہاں ان کے خطابت کا رنگ نہیں جمتا، یہاں خطاب شروع ہوا اور وہاں آنکھیں نم اور دل پرغم، مجلس ختم ہوئی اور لوگ چشمِ گریاں اور قلبِ

بریاں کے ساتھ اٹھے اور کیا ہی اچھے اٹھے کہ زندگی بدل دینے کا فیصلہ لے کر اٹھے، سچ تو یہ ہے کہ ایک دنیا ان کے فیضِ خطابت سے مستفیض ہو رہی ہے۔

ضرورت تھی کہ عزیز موصوف کے مواعظ و بیانات کو کتابی شکل میں شائع کر کے ان کے افادے کو عام و تام کیا جاتا، بے حد خوشی کی بات ہے کہ ان کے زریں مواعظ و بیانات سلسلہ وار زیورِ طباعت سے آراستہ ہو رہے ہیں، زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

عزیز موصوف کا اصرار تھا کہ میں بھی اس پر چند کلمات تحریر کر دوں، ماشاء اللہ ان کے مواعظِ حسنہ کو دیکھا، پڑھا، بہت ہی جامع و نصیحت آموز، پرسوز و باا ثر اور قابلِ عمل پایا۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ قارئین کو اس سے از حد فائدہ پہنچائیں، ذریعۂ نجات بنائیں، عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور عزیز القدر موصوف کو مزید دینی، علمی، اصلاحی اور ملی خدمات کی توفیق وسعادت عطا فرمائیں، آمین بجاہِ سید المرسلین۔

دعا گو و دعا جو

محمد یوسف احمد اکاوی المظاہری غفرلہ

مقیم جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، نوساری، گجرات

۱۴ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

پیش لفظ

از صاحبِ خطبات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علٰی سیدنامحمد خاتم النبیین وعلٰی الٰہ وصحبہ وعلٰی من تبعھم باحسان الٰی یوم الدین:

أما بعد!

میرے اکابر نے مجھے تقریر کرنا سکھایا

الحمدللہ! بچپن ہی سے تقریر کا شوق ہے، گھر میں علما اور اللہ والوں کی آمد ہوتی رہتی ہے، جس کی برکت سے نیک لوگوں کی تقاریر سننا اور خود عمدہ عمدہ تقریریں کرنا یہ دونوں اچھے جذبے نصیب ہوئے۔

والدہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ کچھ اس طرح یاد بھی ہے کہ بچپن میں تو رات کو گھر میں سب کو جمع کیا کرتا تھا، پھر کوئی کتاب ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوجاتا، متفرق آیات، چھوٹی سورتیں پڑھتا تھا یا کچھ دینی باتیں بول دیا کرتا، کبھی کبھی اس مقصد کے لیے قریبی رشتے دار اپنے گھروں میں بھی بلا لیتے، کبھی خود سے رشتے داروں کے یہاں جا کر گھر کے لوگوں کو جمع کر کے کھڑے ہو کر کچھ باتیں بول دیتا؛ اس کے لیے کبھی جمعہ کے خطبے کے طرز پر ہاتھ میں عصا بھی ہوتا، خاص کر خاندانی رشتے دار عورتوں کو اس طرح کی چیزوں میں بڑا لطف آتا۔

ہمارے یہاں بارڈولی میں ''مسلم اسٹوڈنٹ یونین'' نامی ایک تنظیم ہے، جس کے ذمے دار حضرات میرے بچپن کے زمانے میں عام مسلمانوں کے فائدے کے لیے علما کی تقاریر اور وعظ کے پروگرام منعقد کرتے اور مدارسِ عربیہ، اسکول اور کالج میں پڑھنے والے طلبہ اور طالبات کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے اور حوصلہ افزائی کے لیے مختلف پروگرام منعقد کرتے تھے اور اچھے خاصے انعامات بھی دیا کرتے تھے، اس طرح کی تنظیمیں مسلمانوں کی آبادیوں میں ہونی چاہیے، اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے، اسی تنظیم کے پلیٹ فارم سے برادرِ بزرگوار الحاج احمد صاحب کی بھی بڑی خدمات رہی ہیں۔

عوامی مجمع میں تقریر کی ابتدا

میرے مکتب اور اسکول کے بالکل ابتدائی دور میں اسی تنظیم نے ایک پروگرام منعقد کیا، جس میں بولنے کی صلاحیت کو اجاگر کرنے کے لیے ایک مسابقہ رکھا گیا، مختلف عنوان بھی تنظیم کے ذمے داروں کی طرف سے دیے گئے، اس میں سے ایک مضمون بھائی صاحب کی وساطت سے میرے لیے طے ہوا، جس کا عنوان تھا ''مجھے دیہاتی زندگی پسند ہے یا شہری زندگی''۔

بڑی ہمشیرہ اس وقت لندن سے وطن آئی ہوئی تھیں، انھوں نے یہ مضمون مرتب کیا اور بڑے بھائی صاحب نے اس میں کمی بیشی کی اور یہ مضمون گجراتی زبان میں مجھ سے رٹوایا گیا، پھر پروگرام کی جو تاریخ طے تھی اس رات میں بارڈولی کا قدیم مدرسہ اسلامیہ۔ جو اسٹیشن روڈ پر واقع تھا، جہاں آج کل راشن کنٹرول کی دکان ہے اور پورا شوپنگ مول بنا ہوا ہے، اس۔ کے بالائی ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے اللہ

تعالیٰ کے فضل سے وہ مضمون کھڑے ہو کر بول دیا، یہ ہوئی عوامی مجمع میں تقریر کے لیے کھڑے رہنے کی باقاعدہ ابتدا۔

میری فارسی کی ابتدا اور جامعہ میں داخلہ

پھر جس سال (S.S.C) جو اس وقت دسویں جماعت سے ہوتی تھی، اس کے امتحانات سے فراغت ہوئی تو والد صاحب نے گھر پر فارسی کی ابتدائی کتابیں شروع کروادی تھیں اور شوال کے مہینے سے جامعہ ڈابھیل میں داخلہ ہوا، ہمارے یہاں جامعہ میں درجۂ فارسی دوم کے طلبہ سے انجمن میں لازمی تقریر کی شروعات ہوتی ہے۔

بندے نے درجۂ فارسی دوم کی کچھ کتابیں خارج میں پڑھ کر دوسرے سال سیدھے عربی اول میں داخلہ لیا اور انجمن میں تقریر کی باری بھی لازمی ہوئی، الحمدللہ! بہت ہی خوشی سے اور پابندی کے ساتھ تقریر کی باری نبھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

تقریر سیکھنے والے مبتدی طلبہ کو ہدایات

ابتدائی مرحلے میں تو تقاریر رٹنی ہی پڑتی ہیں، مشہور اور نامور مقررین اور قادر الکلام خطیبوں کی تقاریر رٹ لی جاویں، اسی طرح اچھی اچھی تقاریر کو کیسٹ سے سن کر رٹ لیا جاوے تو الفاظ اور تعبیرات کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ ہو جاتا ہے، بندے کو اس زمانے میں علامہ ندویؒ کے ''خطباتِ مدراس'' اور میر واعظ مرحوم مولانا فاروق کشمیری کی کتاب ''اسلام کا آفاقی پیغام'' جیسی کتابوں سے بہت ہی فائدہ ہوا، آج کل تو کتابی مارکیٹ میں ابتدائی رٹنے کے قابل تقاریر کے بہت سارے مجموعے مل رہے ہیں، اس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

درجۂ عربی دوم سے جامعہ کے شعبۂ تقریر وتحریر کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرنے کا موقع ملنا شروع ہوا، اس سال ''بابری مسجد کی تاریخی حقیقت'' پر بندے نے تقریر کی۔

میرے رفیقِ حجرہ مولانا سلیم صاحب کمکوتری صاحب مدظلہ العالی کی فارسی اور اردو دونوں بہت ہی اچھی تھیں، انھوں نے اپنے رفقا کے ساتھ روزانہ کچھ وقت طے کیا تھا کہ اس وقت اردو زبان کے اونچے الفاظ، حسین تعبیرات کے ساتھ آپسی بات چیت کریں، اس سے اردو زبان بولنے کی بڑی اچھی مشق ہوئی۔

میرے مخلص دوست مولانا صادق ابن مولانا ولی اللہ آچھودی صاحب سے اسی طرح کی دوستی سے بندے کو خطابت کی تعبیرات اور بہت سارے عمدہ الفاظ سیکھنے کو ملے۔

ہمارے یہاں مدارس میں عامۃً طلبہ غیر درسی اوقات میں علاقائی زبان میں زیادہ تر بات چیت کرتے ہیں، اگر وہ بھی روزانہ کچھ نہ کچھ وقت عمدہ اردو اور عربی میں ضروری آپسی بات چیت کا معمول بنالیویں تو بہت ہی فائدہ ہوگا۔

درجۂ عربی سوم میں جب پہنچے تو پورے ملک میں ''شاہ بانو مقدمہ'' کے نتیجے میں ''مسلم پرسنل لا'' کی تحریک چلی، جمعیت علمائے ہند اور مسلم پرسنل لا بورڈ دونوں تنظیموں کے ذریعہ پورے ملک میں تحریک شروع ہوئی۔

ہمارے جنوبی گجرات میں اس تحریک کی سرپرستی ہمارے جامعہ ڈابھیل کے اس دور کے مہتمم، میرے مشفق حضرت مولانا سعید احمد بزرگ سملکیؒ فرمارہے تھے، اس

کی ایک شکل یہ بھی تھی کہ گاؤں گاؤں، شہر شہر سے بڑی تعداد میں ٹیلی گرام (تار) مرکزی حکومت کو احتجاجی طور پر روانہ کیے جائیں، تار، ٹیلی گرام اس زمانے میں خبر پہنچانے کا ایک تیز تر ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔

حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے اس دور کے انجمن کے صدر مولانا سلیم ایسات کمکو تروی کو مکلف کیا کہ انجمن میں اچھی تقریر کرنے والے طلبہ کو مسلم پرسنل لا کیا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس موضوع پر تیاری کرائیں۔

اس زمانے میں اس موضوع پر کئی رسائل شائع ہو چکے تھے اور اسلامی ماہنامہ رسائل میں مستقل مضامین بھی شائع ہوتے تھے، ان سب سے مواد جمع کر کے چند طلبہ سے اس موضوع پر تیاری کرائی گئی اور انجمن میں اس کی مشق کرائی گئی، پھر اطراف میں مسلمانوں کی آبادیوں کی فہرست تیار کروائی گئی اور کئی مہینوں تک مسلسل ہر جمعہ طلبہ کو مختلف جگہوں پر دو دو کی جوڑی بنا کر بھیجا گیا، مختلف بستی کے ذمے داروں کو پہلے اطلاع دی جاتی، طلبہ وہاں پہنچ کر جمعہ سے پہلے اس موضوع پر تقریر کرتے اور عام مسلمانوں کو پرسنل لا کی حقیقت سمجھاتے اور تقریر کے اخیر میں ٹیلی گرام کی تشکیل ہوتی اور نماز کے بعد مسلمانوں کے ذمے دار حضرات ڈاک خانہ جاتے اور مقامی حضرات اور مقامی مسلم تنظیموں کے نام سے احتجاجی تار مرکزی حکومت کو روانہ کرتے۔

اس تار کا مضمون جامعہ ہی سے ہم ساتھ لے کر جاتے، جو انگریزی میں ٹائپ کیا ہوا تھا اور اس کے نیچے گجراتی میں اس کا ترجمہ تھا، پھر اس تار کی رسیدات لے کر شام کو طلبہ جامعہ میں واپس آتے۔

جانے والے طلبہ میں سے ہر طالب علم کی کوشش یہ ہوتی کہ اس کی وساطت سے زیادہ سے زیادہ تار روانہ ہوں طلبہ میں ایک مسابقتی انداز پیدا ہو گیا، جمعہ کی شام کو لوٹ کر جب انجمن کے صدر صاحب کو تار کی رسیدات جمع کرائی جاتیں تو ہر ایک دوسرے سے پوچھتا کہ: تونے کتنے تار کرائے؟ اور سنیچر کے دن خود حضرت مہتمم صاحب مرحوم صدر انجمن سے پوری رپورٹ لیتے، دعائیں دیتے، حوصلہ افزائی فرماتے۔

بندہ اس وقت بہت ہی کم عمر، نحیف الجسم تھا اور تقریر جذباتی ہوتی جس سے عوام پر بہت ہی اثر ہوتا، اس زمانے میں بہت اچھی طرح یاد ہے کہ ایک ٹوٹے پھوٹے شعر سے تقریر کی شروعات کرتا:

طفلِ مکتب ہوں، نہ واعظ ہوں نہ فرزانہ
صدائیں گونج اٹھی ہیں دل میں سنا دوں حق کا پروانہ

جس کی برکت سے بفضل اللہ تار کی رسید بندے کی سب سے زیادہ ہو گئیں، جس کے نتیجے میں حضرت مہتمم صاحب مرحوم کی دعائیں اور خصوصی توجہات حاصل ہوئی۔

اسی زمانے میں میرے استاذِ محترم قاری یوسف علی صاحب بھٹئی مدظلہ العالی۔ مقیم حال ریونین فرانس۔ نے شبِ جمعہ میں بھٹئی میں پرسنل لا کے موضوع کے متعلق بندے کی تقریر کا باقاعدہ انعقاد کیا۔

اِس سے یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ اساتذہ کی اس طرح کی حوصلہ افزائی طلبہ

کی ترقی کے لیے بہت ہی فائدے کا ذریعہ ہے۔

طلبہ کو اپنے اساتذہ کے مشورہ سے کتابیں خریدنی چاہیے

درجۂ عربی چہارم کے سال جب ''خطباتِ حکیم الاسلام'' کی ابتدائی جلدیں شائع ہوکر آئیں تو قاری یوسف علی صاحب ہی کے مشورے اور حکم سے اس کو خریدنے کی سعادت حاصل ہوئیں۔

اس لیے طلبہ کو اپنے اساتذہ کے مشورے سے کتابیں خریدنی چاہیے۔

پرسنل لا کی تحریک کے چند فوائد

الحمدللہ! اِن تحریکات کے نتیجے میں حکومتِ ہند نے پرسنل لا کے سلسلے میں مسلمانوں کے مطالبات بڑی حد تک منظور کرلیے اور اس تحریک سے جو دوسرے فوائد ہمارے سامنے آئے، وہ بھی بہت اچھے ہیں:

(۱) حکومت سے کوئی چیز منوانے میں سیدھے سادے طریقے کے خطوط اور ٹیلی گرام کی تحریک سے بھی بہت سارے کام بنتے ہیں۔

(۲) مسلمانوں نے ''پرسنل لا'' کیا ہے؟ اس چیز کو سمجھا اور مسلم عوام میں ملّی مسائل کے سلسلے میں بیداری پیدا ہوئی۔

(۳) مدرسے والے علما اور عوام میں ربط بڑھ گیا۔

(۴) طلبہ میں عام مسلمانوں کے مجمع میں کھڑے ہوکر بولنے کی مشق ہوئی۔

(۵) خود طلبہ میں ملی مسائل کو سمجھنے کی بیداری ہوئی۔

(۶) عام مسلمانوں سے کیسے ملیں؟ کیسے ان سے کام کروائیں؟ اس کا طریقہ سیکھنے کو ملا۔

ہماری باتیں دوسروں تک پہنچانے کے دو مضبوط ذریعے

آگے کی بات روک کر اس جگہ ایک اہم بات بھی عرض کر دوں: آج ہمارے عام مسلمانوں کو شکایت ہے کہ ہماری باتیں دوسروں تک پہنچانے کے ذرائع یعنی میڈیا ہمارے پاس نہیں ہے، ان کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ ہمارے پاس دو بہت ہی مضبوط ذرائع ہیں جس کی قدر کر لینی چاہیے:

(۱) حالیہ اور تازہ حالات کے متعلق رہنمائی کے لیے جمعہ کا بیان۔

(۲) مستقبل کی مضبوط عمارت بنانے کے لیے ہمارے پاس آنے والے مکتب یا مدرسے کے طلبہ کی ذہن سازی۔

یہ دو ہمارے پاس ایسے ذریعہ ہیں جس کے ذریعہ ہم ہماری باتوں کو خوب پھیلا سکتے ہیں۔

مضامین کی ترتیب میں اساتذہ کی رہبری

خیر! بندہ جس سال عربی سوم میں تھا، جامعہ کے سالانہ جلسے میں تقریر کرنے کا پہلی مرتبہ موقع ملا، جس کا موضوع تھا ''اسلام اور سائنس'' حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی ایک کتاب ''عصرِ حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہو'' اس سے اس موضوع پر بھر پور استفادہ کیا اور میرے مشفق استاذ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا واجد حسین صاحب نور اللہ مرقدہ اور دوسرے میرے بہت ہی مشفق استاذ اور

جامعہ کے شعبۂ تقریر وتحریر کے سرپرست حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی مدظلہ العالی نے اس تقریر میں بہت ہی اچھے اضافے کئے اور تصحیح کرکے مجھے دی۔

میرے استاذ محترم کا احسان

میں اپنے مشفق استاذ حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی دامت برکاتہم کے احسانات کو نہیں بھول سکتا؛اس لیے کہ سالانہ جلسے دوپہر میں دیر تک چلتے رہتے تھے،مقرر مہمان حضرات حسبِ دستور ناشتے سے شکم سیر ہوکر آتے تھے اور سالانہ جلسے کے دن جامعہ میں معلوم نہیں کیوں طلبہ اور مہمان کسی کے لیے بھی چائے ناشتے کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔

استاذِ محترم حضرت مولانا اسماعیل صاحب چاسوی مدظلہ العالی۔جو اس وقت جامعہ میں ہی اپنے اہل وعیال کے ساتھ مقیم تھے۔باقاعدہ خود تلاش کرکے فجر کے بعد مجھے گھر لے گئے اور بہت ہی پرتکلف ناشتہ کرایا اور ناشتے کے دوران بار بار یہ فرماتے رہے کہ جلسے میں دیر ہوگی ، تجھے تقریر کرنی ہے، تجھے آگے بیٹھنا ہے، پھر جلسہ ختم ہونے تک باہر نہیں نکل سکوگے؛اس لیے برابر ناشتہ کرلو؛ تاکہ بھوک نہ لگے۔

پھر تو الحمد للہ! بعد والے سالوں میں بھی دورۂ حدیث شریف تک جامعہ کے سالانہ جلسے میں تقریر کا موقع ملتا رہا۔

اللہ تعالیٰ ان اساتذۂ کرام کی ان عنایتوں کا دنیا وآخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے،صحت وعافیت کے ساتھ ان کے سایہ کو تادیر قائم فرمائے،آمین۔

حضرت مہتمم صاحبؒ کی عنایت اور حوصلہ افزائی

خیر! عربی سوم میں جامعہ کے سالانہ جلسے کی بات کر رہا تھا، اس وقت جلسہ جامعہ کی مسجد میں ہوا کرتا تھا، حضرت مہتمم صاحب مرحوم اپنی معذوری کی وجہ سے ویل چیر (Wheel Chair) پر تشریف فرما ہوتے تھے، جلسے میں بندے کی جب تقریر چل رہی تھی تو حضرت مہتمم صاحب کی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے اور تقریر ختم ہوتے ہی حضرت مہتمم صاحب نے اپنی بیرون ملک کی قیمتی گھڑی نکال کر علی الاعلان بطورِ انعام عنایت فرمائی، اس دور میں گھڑی وہ بھی بیرون ملک کی بہت قیمتی تحفہ سمجھا جاتا تھا، وہ بھی حضرت مہتمم صاحب اپنے مبارک ہاتھ سے اتار کر کسی طالب علم کو عنایت فرمادیں تو یہ بہت بڑی بات تھی، جلسے میں حاضرین اور بعد میں دور دور تک اس واقعے کی خوب شہرت ہوئی، اس سے پہلے والے سالوں میں قاری اشرف علی کوکنی اور قاری یونس صاحب کاوی عمدہ نعت پڑھنے پر حضرت مہتمم صاحب سے گھڑی کا انعام حاصل کر چکے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ذمے داروں اور بڑوں کی اس طرح کی حوصلہ افزائی طلبہ کو آگے بڑھانے میں بہت ہی مفید ہے۔

چھوٹوں کو آگے بڑھانا چاہیے

بندہ جب عربی چہارم میں پہنچا تو اس وقت دارالعلوم ماٹلی والا بھروچ میں پورے گجرات کے مدارس کے مابین ایک تقریری مسابقہ ہوا، اس میں ہر مدرسے سے

دورۂ حدیث شریف سے اچھی تقریر کرنے والے طالبِ علموں نے شرکت کی، صرف ہمارے جامعہ ڈابھیل سے درجۂ عربی چہارم کا بندہ ایک چھوٹا سا طالب علم تھا، موضوع تھا ''اسلام کا معاشرتی نظام'' اس زمانے میں عصر کے بعد میرے مشفق حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی کے گھر جانے کی سعادت حاصل ہوتی تھی، حضرت نے کئی رسائل کی ورق گردانی کر کے اس موضوع پر رہنمائی فرمائی، حضرت مہتمم صاحب مرحوم کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے منور فرمائے، وہ اس موضوع کے لیے خوب دل چسپی لے رہے تھے، مضمون کی تیاری کے سلسلے میں پوچھتے رہتے تھے، جب میں نے یہ عرض کیا کہ مضمون تیار ہوا ہے تو مزید اضافوں کے لیے استاذِ محترم مولانا ابراہیم پٹنی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے پاس بھیجا، موصوف نے جامعہ کے کتب خانے سے سادہ قلمی کتابت سے تیار شدہ ایک چھوٹا سا رسالہ نکال کر مجھے عنایت فرمایا، یہ حضرت مولانا سید بدرِ عالم میرٹھیؒ کا لکھا ہوا رسالہ تھا، جس کا نام تھا ''جواہر الحکم'' اس رسالے سے اپنے مضمون میں بہت سارے اضافے کیے اور دار العلوم ماٹلی والا کے اس مسابقہ سے اچھا خاصہ انعام بھی حاصل ہوا۔

اس طرح میرے ان اکابر کی سرپرستی میں اور ان کے تعاون سے بہت کچھ حاصل ہوا، ہمیں بھی یہ بات سیکھنے کو ملی کہ اپنے چھوٹوں کا اس طرح علمی تعاون یہ بھی ان کو آگے بڑھانے میں بہت ہی مفید ثابت ہوتا ہے۔

جامعہ کے اس سال سالانہ جلسے میں بھی بندے کی تقریر ہوئی اور مہمانِ خصوصی ''شیخ الحدیث حضرت مولانا معین الدین صاحب گونڈوی مرادآبادی'' ۔خلیفہ: شیخ

الحدیث حضرت محمد زکریاؒ۔ نے اپنے پورے وعظ کی زمین بندے کی تقریر بنائی اور تقریر کی شروعات ہی سے عزیزم محمود بارڈولی نامی ایک طالبِ علم نے تقریر میں یہ کہا، یہ کہا، اس طرح پورا وعظ فرماتے رہے، یہ بھی چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کا ایک انوکھا انداز ہے۔

جامعہ میں اناؤنسری

درجہ عربی پنجم کے سال جامعہ کا سالانہ جلسہ ایک انوکھے انداز میں ہوا، جامعہ کی مسجد کو چھوڑ کر جامعہ کے وسیع میدان میں جلسہ منعقد ہوا، جس میں اکابر علما کی ایک بڑی جماعت موجود تھی، خصوصاً پاکستان سے حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ اپنے پورے قافلے کے ساتھ تشریف لائے تھے، اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے میرے استاذ شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ مولانا نصیر احمد خاں صاحب نور اللہ مرقدہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے حضرت مولانا سید سلمان صاحب مظاہری مدظلہ العالی، حضرت مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم اور ندوۃ العلماء لکھنؤ سے حضرت مولانا سید سلمان حسنی ندوی تشریف لائے تھے اور گجرات کے نامور علما کی ایک بڑی جماعت موجود تھی، خصوصاً مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ بھی اس جلسے میں تشریف لائے تھے۔

حضرت مہتمم صاحب مرحوم نے پہلے ہی سے مجھے فرما دیا تھا کہ: تجھے اس سال ''ختمِ نبوت اور ردِ قادیانیت'' کے موضوع پر تقریر کرنی ہے، گویا اس اہم ترین موضوع سے دل چسپی حضرت مہتمم صاحب مرحوم کی توجہات کی برکت سے اسی زمانہ سے دل میں راسخ ہو گئی تھی، اللہ تعالیٰ اس اہم ذمے داری کو زندگی کی آخری گھڑی تک نبھانے کی توفیق اور سعادت نصیب فرمائے۔

اس زمانے میں جامعہ میں دستور یہ تھا کہ مختلف انجمنوں کے جلسوں میں دورۂ حدیث شریف کے طلبہ اناؤنسری اور نظامت کے فرائض انجام دیتے تھے، اس دستور کے خلاف استاذِ محترم امام الفن قاری ومقری احمد اللہ صاحب بھاگل پوری دامت برکاتہم العالیہ نے درجۂ ششم ہی سے انجمن لجنۃ القراء کے جلسوں میں اناؤنسری کی خدمت حوالے فرمائی، اس سے یہ کام بھی سیکھنے کو مل گیا اور حضرات اکابر کی توجہ سے آج تک وہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

اناؤنسری کے متعلق کچھ ضروری باتیں

جو حضرات جلسوں کی نظامت سنبھالتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اناؤنسری کے لیے کچھ ضروری باتیں ہم نوٹ کر کے رکھ سکتے ہیں اور دورانِ جلسہ اس سے استفادہ بھی کر سکتے ہیں؛ لیکن اناؤنسری تو زبانی ہی بولنے سے اچھی لگتی ہے۔

آج کل انحطاط کا اثر ہر شعبے پر ہے، اس سے بہت دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے طلبہ اور نئے فارغ علما چھوٹے چھوٹے پروگراموں میں بھی اناؤنسری کی باتیں پوری لکھ کر لاتے ہیں اور ایک ایک بات دیکھ کر بولتے ہیں، جو بہت ہی عیب کی بات ہے۔

بعض مرتبہ تیار لکھی ہوئی باتوں کو پڑھے جانے میں حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ آئے ہوئے مہمانوں کا شکریہ ادا نہیں ہوتا اور بسا اوقات پہلے سے کسی بزرگ کی آمد کی اطلاع نہیں ہوتی اور درمیان جلسہ ان کی حاضری ہو جاتی ہے یا کوئی اور اہم چیز پیش آجاتی ہے تو ان چیزوں کے تذکرے سے اناؤنسری اکثر خالی رہتی ہے۔

اب تو انحطاط کا حال یہ ہے کہ شکریہ کے کلمات بھی لکھ کر پڑھے جاتے ہیں؛

اس لیے اس کی طرف خصوصی توجہ دی جائے کہ جلسہ کی نظامت اور اناؤنسری محنت سے سیکھی جائے۔

اناؤنسری کا مقصد

اناؤنسری کا مقصد یہ ہے کہ پروگرام کی ترتیب سے حاضرین کو واقفیت حاصل ہو؛ اس لیے جب بھی کوئی پروگرام پیش کرو تو اس کے بعد اگر کسی بڑے عالمِ دین کا بیان ہوا ہو تو ان کی باتوں پر عمل کے لیے حاضرین کو توجہ دلائی جاوے، ہو سکے تو ایک دو جملوں میں ان کے بیان کا خلاصہ بھی آپ پیش کر دیں اور اس بزرگ کی عافیت، صحت، عمر میں برکت کی دعا کا جملہ بول دیا جائے اور کوئی طالبِ علم کا پروگرام پیش ہوا ہو تو اس کے لیے حوصلہ افزائی کا کوئی جملہ اور ساتھ میں دعائیہ کلمات بول دیے جاویں۔

مختصر اور سادے کلمات دو پروگراموں کے بیچ میں بولے جائیں، بعض مرتبہ طویل اناؤنسری مجموعی طور پر جلسے کے اصل پروگراموں کی مقدار سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے وہ بھی ہرگز مناسب نہیں۔

مہمانوں کا تعارف

آج کل جلسوں میں تعارف بھی ایک اہم چیز ہو گئی ہے نئے آنے والے مہمانوں کا تعارف ضرور پیش کریں، ان کی کوئی خاص خوبی ہو تو اس کو ظاہر کیا جائے، تعارفی کلمات سے ان کی شخصیت سے حاضرین کو واقفیت ہو جائے، بس اس قدر تعارف کافی ہے، تعارف کا مقصد تعریف کرنا ہرگز نہیں ہے، اس کا خاص لحاظ رہے۔

خطیب العصر مولانا عبدالمجید ندیم صاحب مدظلہ کا مفید مشورہ

حضرت مولانا ندیم صاحب اس زمانے میں ہندوستان تشریف لایا کرتے تھے، آپ کے بیانات عوام میں بہت ہی مقبول تھے، ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے تھے، آپ کے بیانات ''پیغامِ حق وصداقت'' کے نام سے شائع ہوئے ہیں، وہ بھی پڑھنے کے قابل ہیں۔

اس زمانے میں جامعہ کا مہمان خانہ جامعہ کے احاطے سے پہلے لبِ سڑک تالاب کے کنارے پر جو دارالاساتذہ ہے اس میں ہوا کرتا تھا، اکابر علما، بزرگانِ دین کا جامعہ میں ورود ہوتا رہتا تھا اور وہیں ان کا قیام رہتا تھا، مہمان خانہ کے بالکل بازو میں حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کی قیام گاہ تھی، یہ اس دارالاساتذہ کے پہلے منزلے پر مشرق کی جانب کا جو فلیٹ ہے وہ حضرت مفتی صاحب کی قیام گاہ اور مغرب کی جانب کا جو فلیٹ ہے وہ مہمان خانہ ہوا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب اس مہمان خانے میں مقیم تھے، حضرت مفتی احمد صاحب مدظلہ العالی نے مجھ سے فرمایا کہ: مولانا کے پاس رہو اور جب وقت ہو جائے تو مسجد لے کر آجانا۔

خلوت میں مجھے بہت ہی اچھا موقع مل گیا، میں نے مولانا ندیم صاحب سے سوال کیا کہ: انسان کامیاب مقرر کیسے بنتا ہے؟ اس کا طریقہ آپ مجھے بتائیے۔

مولانا نے فرمایا: قرآن مجید کو اپنی تقریروں میں زیادہ سے زیادہ بیان کرو۔

مولانا کے اس رہنما جواب نے میری تقاریر میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کردی۔

بیان کے متعلق بندے کی ایک رائے

اس لیے بندے کی رائے یہ ہے کہ قرآن میں آئے ہوئے واقعات اورآخرت کے متعلق جو آیات ہیں اور دوسرے عام جو نصائح ہیں ان آیتوں کو پہلے تفاسیر میں دیکھ لیا جائے، زیادہ نہیں تو کم از کم ''معارف القرآن'' اور مولانا عثمانیؒ کے ''فوائد'' کو دیکھ لیا جائے اور واقعات کے لیے حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کی ''قصص القرآن'' دیکھ لی جائے، پھر اس کو عمومی انداز میں بیان کیا جائے۔

صحیح بات یہ ہے کہ جس قدر باتیں ہم قرآن اور احادیث سے بیان کریں گے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات بیان کریں گے، اس قدر تاثیر اور روحانیت بڑھ جاتی ہے۔

موزامبیک کے ایک سفر میں ایک قاری صاحب مجھ سے فرمانے لگے کہ: آپ کے بیانات میں جو قرآنی واقعات اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد بیان ہوتے ہیں اس سے بہت ہی روحانی فائدہ ہوتا ہے۔

لہٰذا احادیث کے لیے ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ کے مقبول ترین درس ''حدیث کے اصلاحی مضامین'' کا ضرور مطالعہ کر لیا جائے، مولانا نعمانیؒ کی ''معارف الحدیث'' بھی ان شاء اللہ! مفید ثابت ہوگی۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات کے لیے میں نے خود مولانا ندیم صاحبؒ کو دیکھا کہ وہ حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ کی کتاب ''عہدِ زریں'' مطالعہ میں رکھتے تھے۔

اس کے علاوہ حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ کی ''حیاۃ الصحابہ'' اور ''فضائلِ اعمال'' میں حکایتِ صحابہ والا حصہ بھی سامنے رہے۔

تقریر سیکھنے والے منتہی طلبہ کے لیے ہدایات

ہمارے جو طلبہ مشکوۃ، دورۂ حدیث شریف کی جماعت میں ہوتے ہیں، ان کے لیے خاص یہ مشورہ ہے کہ وہ اب تقاریر کو رٹنا چھوڑ دیں اور مذکورہ بالا تفسیر، حدیث، اور واقعاتِ صحابہ کی کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں اور خطباتِ حکیم الاسلام، اصلاحی خطبات، فیضِ ابرار جیسی پر مغز کتابیں مطالعہ میں رہیں اور اپنے مطالعہ کا نچوڑ بیان کرنے کی عادت ڈالیں، تب ہی آپ کامیاب مقرر ہو سکیں گے، ورنہ یہ عجوبہ بھی دیکھنے کو ملا کہ زمانۂ طالب علمی میں صرف رٹ کر جو حضرات تقریریں کرتے ہیں اور ایسی تقاریر سے مسابقات میں اول نمبر تک حاصل کر لیتے ہیں، بعد میں مطالعہ کے ذریعہ سے مختصر تقریر کرنا ان کے لیے دشوار ہو جاتا ہے۔

بیان میں مجمع کی رعایت بھی ضروری ہے

تقریر کرنے والوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کے سامنے جو مجمع موجود ہے ان کی سمجھ کی بھی رعایت کی جائے، عام مسلمانوں کے سامنے نہایت سادہ زبان استعمال کی جائے، بہت سی مرتبہ اردو تقریر میں مقامی زبان کے الفاظ کو بھی استعمال کیا جائے، تو سننے والوں کے لیے مزید سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

اونچی اردو کے متعلق ایک واقعہ

ہمارے یہاں ڈابھیل کے قریب میں ''کمکو تر'' نامی ایک بستی ہے، جیسا کہ زمانۂ طالبِ علمی میں طلبہ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہم درس ساتھیوں کے گھر تعطیلات

کے موقع پر جایا کرتے ہیں۔

ایک جمعہ کو مولانا سلیم صاحب نے کئی دوستوں کو اپنے وطن کمکوتر دعوت دی اور ہر ایک ساتھی سے ان کی قابلیت کے اعتبار سے اہلِ بستی کو دینی فائدہ حاصل ہو اس کی کوشش کی، ایک ساتھی کے ذمے۔جن کی مادری زبان اردو ہی تھی۔جمعہ سے پہلے تقریر طے کی، ان صاحب نے نہایت فصیح وبلیغ اونچے اونچے مشکل الفاظ کی بھر مار کے ساتھ جوشیلی تقریر کر ڈالی، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ مسجد کے در و دیوار بھی ہل رہے ہیں، نماز کے بعد اہلِ بستی مسجد کے باہر کھڑے ہو کر آپس میں تبصرہ کر رہے تھے کہ مولانا کا بیان تو ماشاء اللہ بہت عمدہ رہا؛ لیکن ہم کو ایک بھی بات سمجھ میں نہیں آئی۔

اس لیے اس طرح کی تقاریر سے آپ حاضرین کو ظاہری طور پر متأثر تو کر سکتے ہیں؛ لیکن فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔

تقریر میں عمدہ اشعار بھی ضروری ہیں

تقریر کو عمدہ بنانے کے لیے موقع بہ موقع عمدہ عمدہ مناسب اشعار بھی آپ پیش کریں، اس کے لیے علامہ اقبال، غالب، مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی، قاری صدیق صاحب باندویؒ، میرے مرشدِ اول حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ وغیرہ حضرات کے اشعار بڑی مقدار میں آپ ضرور یاد کرلیں۔

تقریر میں وقت کا لحاظ کرنا از حد ضروری ہے

تقریر کرنے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بہت لمبی تقریر نہ کرے،

وقت کا خاص لحاظ رکھے، خصوصاً جمعہ کی نماز کے وقت جو مجمع ہوتا ہے اس میں ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں؛ اس لیے ان کے اوقات کی خصوصی رعایت کی جائے، کمال یہ ہے کہ آپ کو جتنا وقت طے کرکے بتایا جائے آپ اس سے ایک دو منٹ پہلے ہی اپنی تقریر ختم کردیں، جب ۵، ۱۰، ۱۵ منٹ ایسے مختصر وقت میں تقریر کرنی ہو تو مختصر خطبہ، اس کے بعد ایک آیت یا ایک حدیث پیش کرکے اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح کردیں، تمہیدی گفتگو میں زیادہ وقت ضائع نہ کریں۔

طویل تقریر کے متعلق ایک سبق آموز واقعہ

میرے استاذِ محترم قاری رشید بزرگ صاحب سملکیؒ نے ایک واقعہ سنایا کہ جس زمانے میں وہ کوساڑی میں مدرس تھے، ایک مولانا صاحب کو اہلِ بستی نے دعوت دی، عشا کے بعد قرأت، نعت کے بعد جب مولانا کی تقریر شروع ہوئی تو مولانا صاحب بولتے ہی چلے گئے، بستی کے اکثر کسان لوگ دن بھر کے تھکے ہوئے، مولانا صاحب کی تقریر میں اپنی نیند کی ایک مقدار پورا کرلی اور تقریباً رات کے بارہ بجے دعا شروع ہوئی، صبح اہلِ بستی آپس میں تبصرہ کررہے تھے کہ مولانا صاحب کے پاس جتنا علم تھا وہ سب ہمارے سامنے بیان کردیا۔

دوسرا واقعہ

ایک صاحب کی تقریر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عام طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بیان فرماتے ہیں اور جب تک فرعون غرق نہ ہو وہ اپنی تقریر ختم نہیں

کرتے، چاہے پورا مجمع نیند کے سمندر میں غرق ہوجائے۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ کا عجیب ملفوظ

میرے مشفق بزرگ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی لکھنوی مدظلہ العالی نے اپنے دادا امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقیؒ کا ملفوظ سنایا کہ ”رات کے جلسوں کی تاخیر کی وجہ سے اگر کسی کی فجر کی نماز کا نشاط تک ختم ہوگیا تو تمھارا وہ رات والا جلسہ معصیت (غیر مستحسن) ہے“۔

اس لیے اس طرح کی بے موقع طویل تقاریر سے احتراز کرنا چاہیے۔

تقریر میں موقع اور محل کی رعایت

تقریر کرنے والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ موقع و محل دونوں کی رعایت کرے، مثلاً نکاح کا موقع ہے تو اس کے مناسبِ حال باتیں بیان کی جائیں، موت و تعزیت کا موقع ہے تو اس طرح کی باتیں بیان کی جائیں، اسی طرح تبلیغی اجتماع یا گشت کا دن ہو تو اس کے مناسبِ حال باتیں بتائی جائیں، اس کے لیے حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ، حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوریؒ، حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولہ مدظلہ العالی، ان حضرات کے بیانات کئی کئی جلدوں میں شائع ہوئے ہیں، اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

بہت سی مرتبہ مجمع میں غیر مسلم بھی موجود ہوتے ہیں، ایسی صورت میں اسلامی اخلاق، نبئ کریم ﷺ کی حقوقِ انسانیت اور امنِ عام کے متعلق پاکیزہ تعلیمات، توحید اس طرح کے مضامین کا انتخاب کیا جائے۔

مستورات کے بیان میں احتیاط اور ایک واقعہ

مستورات میں جب بیان کرنے جائیں تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، میرے دوست مفتی عبدالقادر صاحب بھٹئی مدظلہ۔ مقیم پناما۔ نے سنایا کہ:

ایک بستی کے لوگ جہاں دعوت وتبلیغ کا کام نیا نیا شروع ہوا تھا، وہاں ایک تبلیغی جماعت پہلی مرتبہ پہنچی، اہلِ بستی نے خوب استقبال کیا اور مشورے سے کئی مجالس طے کیں، اس میں ایک مجلس مستورات کے بیان کی بھی طے ہوئی، ایک جذباتی ساتھی نے امیر صاحب سے کہا کہ: مستورات میں میرا ہی بیان ہوگا۔

احتیاطاً امیر صاحب بھی ساتھ میں گئے، اس ساتھی نے تقریر شروع کی تو پہلی ہی بات یہ کہی کہ: میری محترمہ ماؤں اور بیویو!

امیر صاحب نے فوراً خود بیان شروع کردیا کہ یہ تو بات کو بگاڑنے والا ہے۔

ایک تجربے کی بات

مستورات کے مجمع میں تجربے سے یہ بات سامنے آئی کہ عذابِ قبر، جہنم کے خوفناک مناظر اس طرح کی باتیں زیادہ مؤثر ہوتی ہیں اور عورتوں کی آنکھوں میں آنسوں جاری ہوجاتے ہیں اور بہت جلدی وہ باتوں کو قبول کرلیتی ہیں۔

بندے نے بہت سی مرتبہ حضرت آسیہ۔ امرأۃِ فرعون۔ کی مظلومیت، حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعات سنائے، اس طرح کے واقعات سے بہت ہی فائدہ ہوا۔

بیان سے پہلے کی نہایت ہی اہم ہدایت

یہ سب باتیں تو ظاہری ہوئیں، حقیقت میں ہدایت تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے یہاں سے ملتی ہے؛ اس لیے تقریر سے پہلے صلاۃ الحاجہ پڑھ کر خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا جائے، صلوۃ الحاجہ کا موقع نہ ہو تو صرف دعا ہی کر لی جائے، کچھ نہ کچھ نیک عمل مثلاً تلاوت کی ایک مقدار یا چالیس درود یا ذکر اس مجلس کی نیت سے کر لیا جائے تو اس کے انوار بیان میں شامل ہوتے ہیں۔

بیان کے بعد اگر حاضرین کی طرف سے کچھ تعریفی بات بھی سامنے آئے تو عجب میں ہرگز مبتلا نہ ہوں؛ بلکہ ہر بیان کے بعد کمی کوتاہی اور حق ادا نہ ہوا، اس کے اعتراف کے ساتھ استغفار کا اہتمام کیا جائے اور بیان کی مقبولیت عند اللہ اور فائدے کے عام ہونے کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں۔

میں نے بارہا اپنے مشفق اور مرشدِ ثانی حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کا یہ معمول دیکھا اور خاص کر دینی مجالس یا دینی اسفار سے پہلے خود بھی اور اپنے ماتحتوں سے دعاؤں کا اہتمام کرتے اور کرواتے ہیں۔

زمانۂ طالبِ علمی میں ایک مرتبہ استاذِ محترم حضرت مولانا ابراہیم صاحب کاوی رحمت اللہ علیہ کے حکم سے ۲۷/رمضان کو ختمِ قرآن کی نسبت سے بلیشور بیان کے لیے جانا ہوا تو استاذِ محترم نے روانگی کے وقت فرمایا: تقریر شروع کرنے سے پہلے تین مرتبہ:

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ (طه)

اور تین مرتبہ:

سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳۲﴾

اول آخر درود شریف کے ساتھ پڑھ لینا۔

اِس پر پابندی کرنے سے بھی بہت ہی فائدہ محسوس ہوا۔

بیان کے دوران تلاوت کے متعلق ایک خاص ہدایت

ایک بہت ہی خاص اور اہم بات یہ ہے کہ تقریر کے دوران جب بھی قرآن مجید کی آیت پیش کرنی ہو تو اس کو تجوید کی رعایت کے ساتھ عمدہ لہجے میں تلاوت کریں، اس کا بھی ایک خاص اثر سامعین کے دلوں پر ہوتا ہے اور جس قدر قرآن کی آیتیں اور احادیثِ مبارکہ ہم عربی میں صحیح عبارت سے پیش کریں گے تو ان الفاظ کی برکات ضرور ہمارے بیان میں شامل ہوں گی، اس کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جائے۔

یہ کچھ گزارشات خطبات اور تقریر کے متعلق اپنے دوستوں کی درخواست پر اور تیسری جلد کے وقت وعدہ کے مطابق لکھ دی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے، فائدے کا ذریعہ بنائے۔

اِس چوتھی جلد کی تیاری کے لیے تمام معاونین حضرات کو اللہ تعالیٰ جزاءِ خیر عطا فرمائے، اس کو قبول اور نافع بنائے، آمین۔

فقط والسلام

العبد الضعیف محمود بارڈولی

جامعہ ڈابھیل

شورش کاشمیری کی خطابت کے بارے میں کچھ اہم باتیں

بندے نے مفتی معاذ صاحب بمبوی سے درخواست کی تھی، انھوں نے بہت ہی عمدہ اقتباس تلاش کر کے دیے جو قارئین کے فائدے کے لیے پیش خدمت ہیں۔

مشہور مقرر و صحافی جناب شورش کاشمیری کی کتاب ''فنِ خطابت'' سے کچھ اہم باتیں اختصار کے ساتھ پیش کر دوں، مقررین درجِ ذیل ہدایات کا لحاظ کریں:

(۱) آواز صاف رکھو، مستحکم بناؤ اور اس طرح بناؤ کہ اس میں ایک طرح کی نغمگی ہو۔

(۲) الفاظ چبا کر نہ بولو۔

(۳) خطبا، ادبا، شعرا، حکما، علما کی بات چیت پر نگاہ رکھو، ان سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔

(۴) کھانے کے بعد فوراً تقریر نہ کرو، پیٹ بھر کر تقریر کرنا آواز کو بوجھل کرتا ہے۔

(۵) مطالعہ بھی قدرے بلند آواز سے کیجیے؛ تا کہ لہجہ اور اس کا نشیب و فراز طبیعتِ ثانیہ بن جائے۔

(۶) اشارے نہ بھولیں، ہمارے چہرے کی سلوٹیں، باہوں کے زاویے اور آنکھوں کے دورے ہماری خطابت کا اعلان ہے۔

(۷) مطالعہ کے وقت چیدہ جملے اور اہم باتیں مع حوالہ نوٹ کرتے رہیں، ورنہ ضرورت پر حوالہ کو ترسو گے۔

(۸) ابتدا ہی میں گرج گونج پیدا نہ کیجیے، ملائمت و سلاست سے چلیے، جب

لوگ ہمہ تن گوش ہوجائیں تو اظہار واسلوب کے زاویے اپنی حرارت خود قائم کریں گے۔

(۹) ہمیشہ دوستانہ طریق سے خطاب کرو، کبھی اجنبی انداز میں نہ بولو؛ اس لیے کوئی ایسا پہلو ضرور تلاش کرو جو آپ کے اور عوام کے مابین مشترک ہو۔

(۱۰) تلخ حقائق شیریں انداز میں پیش کرو۔

(۱۱) طویل سنجیدہ تقریر سے سامعین اکتانے لگیں تو لہجہ بدل کر یا مزاحیہ شگوفہ چھوڑ کر شگفتگی پیدا کرو۔

(۱۲) تمثیلات کے ساتھ عوام کو سمجھانا ایسا ہے جیسا کہ کھانے کے ساتھ شیرینی۔

(۱۳) زبان ہمیشہ، ہر لحظہ اور آخر تک سیکھیے، بے زبان عالم علم کا مزار ہے۔

(۱۴) عوام کی نفسیات جانو، وہی مقرر کامیاب ہوسکتا ہے جو عوام کی نفسیات جانتا اور انسانی طبائع کی بوقلمونیوں سے واقف ہو۔

(۱۵) مقرر کے لیے سب سے بڑی نعمت اس کا حافظہ ہے، لہٰذا ہر وہ چیز استعمال کرو جس سے قوتِ حافظہ کو جلا ملے۔

(۱۶) عوام کی ذہنی سطح سے بلند تعبیرات واستعارے استعمال نہ کرو۔ (ملخصاً فن خطابت ۸۶ تا ۱۰۱)

اِن سب کے ساتھ ایک کامیاب مقرر بننے کے لیے توحیدِ کامل، محبتِ فاتحِ عالم، صداقتِ اسلام پر مکمل یقین، امت کا غم اور دلِ دردمند ضروری ہے کہ

نغمہ ہے ناتمام خونِ جگر کے بغیر	عشق ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

مسلمانوں پر

آنے والے حالات

اقتباسات

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: میں نے اللہ کے دربار میں عرض کیا ''اے اللہ! تو ہم لوگوں کی پریشانیوں کو دیکھ کہ ہم مسلمان کیسی پریشانی میں ہیں'' تو مجھے الہام ہوا، اللہ کی طرف سے میرے دل میں آیا کہ ''اے میرے بندو! تم تمھارے حالات کو دیکھو۔

جیسے اعمال دنیا سے اوپر یعنی آسمانوں پر چڑھتے ہیں ویسے احوال آسمان سے زمین پر اترتے ہیں۔

ایک بزرگ کا ایک عجیب فرمان ہے کہ ''اگر کبھی مجھ پر دو دن تین دن چار دن پانچ دن تک کوئی تکلیف نہیں آتی، کوئی مصیبت نہیں آتی تو میں اللہ کے سامنے روتا ہوں کہ میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے؛ اسی لیے اس نے مجھے چھیڑا نہیں ہے۔

بہت سی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکلیف آتی ہے تو ہم کو ایسا لگتا ہے اللہ تکلیف دے رہے ہیں؛ لیکن ان تکالیف، ان حالات، ان مصیبتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی بہت بڑا انعام ہم کو عطا فرماتے ہیں۔

فتنے کے زمانے میں قرآن کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھو، دین اور شریعت پر مضبوطی سے عمل رکھو، فتنے کے زمانے میں دین جاننے والے علما اور اللہ والوں سے تعلق رکھو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (البقرۃ)

ترجمہ: اور ہم ضرور تم کو آزمائیں گے (کبھی تو) تھوڑے سے خوف سے اور (کبھی تو) تھوڑی سی بھوک سے اور (کبھی تو) تھوڑے سے مال اور جان اور پھلوں میں کمی کرنے سے اور (ایسے امتحان کے حالات میں) صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دو ﴿۱۵۵﴾ یہ (صبر کرنے والے) وہ ہیں کہ جب ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم سب تو اللہ ہی کی ملکی میں ہیں اور ہم سب اسی (اللہ) کی طرف لوٹ کر جانے

والے ہیں﴿۱۵۶﴾انہی (صبر کرنے والوں) پر ان کے رب کی طرف سے (خاص) عنایتیں ہیں اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں﴿۱۵۷﴾

وقال تعالٰی فی مقام اٰخر:

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۧ﴿۱۲۰﴾ (آل عمران)

ترجمہ: اگر تم (مسلمانوں) کو کوئی بھلائی پہنچے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تم (مسلمانوں) کو کوئی برائی پہنچے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کو اپنا لو اور تم تقویٰ والے بن جاؤ تو ان کی سازش تمھارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گی، یقینی بات ہے کہ جو کام بھی وہ لوگ کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ (کے علم اور قدرت) کے احاطے میں ہے﴿۱۲۰﴾

صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النّبی الکریم ونحن علٰی ذٰلک لمن الشّاھدین والشّاکرین۔

مسلمانوں کے عجیب حالات

دنیا میں اس وقت مسلمان عجیب حالات سے گذر رہے ہیں، کہیں پر مسلمان آسمانی آفتوں میں پھنسے ہوئے ہیں:

سیلاب ہے۔

زلزلہ ہے۔

آندھی اور طوفان ہے۔

کہیں پرزمینی اور انسانی آفتوں میں مبتلا ہیں:

فسادات ہورہے ہیں۔

مسلمانوں کوقتل کیا جاتا ہے۔

زندہ جلایا جارہا ہے۔

عجیب حالات امت پر گذر رہے ہیں، جب ان حالات کو ہم سنتے ہیں تو ہمارے دلوں میں ایک بے چینی پیدا ہوتی ہے۔

یہ سب کیا ہورہا ہے؟

کب تک ایسا ہوتا رہے گا؟

اور یہ بے چینی پیدا ہونی بھی چاہیے، یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔

مسلمانوں پرحالات آنے کی وجہ سے بے چین ہونا ایمان کی علامت ہے

حدیثِ پاک میں ہمیں یہ بتلایا گیا کہ: پوری دنیا کے مسلمان ایک بدن کی طرح ہیں، بدن کے ایک حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا بدن بے چین ہوجاتا ہے، بالکل اسی طریقے سے دنیا کے کسی مسلمان کو تکلیف ہو، کسی علاقے میں مسلمانوں کا نقصان ہو، مسلمان پریشان ہوں تو دنیا کے دوسرے مسلمان بے چین ہوجاتے ہیں، یہ ان کے ایمانی جذبے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

کمزور ایمان کی علامت

مسلمانوں کی تکلیف سن کر اگر ہم کو بے چینی نہ ہو تو سمجھ لو کہ ہمارے اندر ایمان بالکل کمزور ہو چکا ہے؛ اس لیے ایسے حالات سن کر بے چینی ہونا، پریشانی ہونا، الجھن

اور ٹینشن ہونا، یہ ہمارے اندر ایمانی غیرت کے ہونے کی نشانی ہے۔

حالات آنے کی وجوہات

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

اور کب تک ہوتا رہے گا؟

آج اسی کے متعلق قرآن مجید کی کچھ آیتوں کو لے کر میں آپ سے کچھ بات کروں گا۔

پہلی وجہ: گناہ

ایک اہم سبب جو ایسے حالات سن کر ہم سب کے ذہن میں آتا ہے کہ: یہ مسلمانوں کو ان کے گناہوں کی سزا مل رہی ہے اور یہ چیز قرآن میں ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ (الشوریٰ)

ترجمہ: اور تم کو جو مصیبت (سختی) پہنچتی ہے سو وہ تمھارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہوں کو وہ (اللہ تعالیٰ) معاف ہی کر دیتے ہیں۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ (الروم)

ترجمہ: لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے جو (برے) کام کر رکھے ہیں اس کی وجہ

سے زمین اور سمندر میں فساد پھیل گیا ہے؛ تا کہ انھوں نے جو کام کیے ہیں (اللہ تعالیٰ) ان میں سے کچھ کاموں کا ان کو مزہ چکھادیویں؛ تا کہ وہ (گناہوں کے کاموں سے) باز آجاویں۔

یہ قرآن کی آیتوں سے ہم کو معلوم ہو رہا ہے۔

ایک بزرگ کا عجیب الہام

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: میں نے اللہ کے دربار میں عرض کیا:

اے اللہ! تو ہم لوگوں کی پریشانیوں کو دیکھ کہ ہم مسلمان کیسی پریشانی میں ہیں؟

تو اللہ کی طرف سے میرے دل میں آیا کہ:

اے میرے بندو! تم تمھارے حالات کو دیکھو، تم میری نافرمانی کرتے ہو، گناہ کرتے ہو تو میں تمھارے لیے ایسے حالات بھیجتا ہوں۔

یہ ایک سبب ہے؛ اس لیے حالات کے موقع پر ہم فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کریں، اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، استغفار کریں اور اپنے اعمال درست کرلیں، یہ ہماری ذمے داری بنتی ہے۔

ایک آدمی جو حالات پر نظر رکھتا ہے وہ جب ایسی چیزوں کو سنتا ہے تو فوراً اس کا دل متأثر ہوتا ہے اور ان حالات کو کیسے دور کریں؟ اس کی وہ فکر میں رہتا ہے۔

اعمال اور حالات کے متعلق ایک سمجھنے کی مثال

ایک صاحب نے بیان میں ایک اچھی مثال دی، جس سے اعمال اور حالات سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے:

ایک بے چارہ گاؤں کا رہنے والا آدمی -جس کے بدن پر پرانے انداز کے کپڑے -سفر کر کے کسی شہر میں پہنچا،شہر میں اونچی اونچی عمارتیں ہوتی ہیں،ان میں اوپر چڑھنے اور اترنے کے لیے لفٹ لگی ہوئی ہوتی ہے،اس بے چارے دیہاتی نے زندگی میں کبھی لفٹ نہیں دیکھی تھی، پہلے تو وہ اس اونچی عمارت کو دیکھنے کے لیے قریب گیا، پھر اس میں اس نے لفٹ دیکھی تو بہت حیران ہوا کہ یہ کیا چیز ہے؟

لفٹ میں ایک چلانے والا ہوتا ہے،جس کو ''لفٹ مین'' کہتے ہے۔

اب یہ دیہاتی آدمی کھڑے ہو کر لفٹ کو دیکھ رہا ہے،اس نے دیکھا کہ ایک آدمی پھٹے پرانے کپڑے والا ہاتھ میں سبزی اور سامان کا بڑا تھیلا لے کر لفٹ میں سوار ہوا اور لفٹ اوپر کی طرف گئی، پھر جب لفٹ نیچے آئی تو ایک صاحب ہاتھ میں بریف کیس لیے ہوئے سوٹ بوٹ میں تیار باہر نکلے۔

یہ دیہاتی بے چارہ یہ منظر دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لفٹ کوئی مشین ہے،جس میں پھٹے پرانے کپڑے والا آدمی سوار ہو جاوے اور وہ مشین اوپر جا کر نیچے آوے اتنے میں انسانی حالت بدل جاتی ہے اور پھٹے پرانے کپڑے والا سوٹ بوٹ والا ہو جاتا ہے۔

اس دیہاتی نے بھی سوچا کہ یہ تو بہت اچھی مشین ہے؛لہذا وہ خود بھی اس میں بیٹھ گیا،اب وہ لفٹ چلانے والا پوچھتا ہے: کہاں جانا ہے؟

اس دیہاتی نے جواب دیا: اوپر۔

وہ لفٹ والا اس دیہاتی کو اوپر لے گیا۔

وہاں جا کر وہ دیہاتی کہتا ہے: نیچے چلو۔

تو وہ لفٹ والا اس کو نیچے لے آیا۔

اب وہ دیہاتی نیچے آکر اپنے پورے بدن کو بار بار دیکھتا ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، تو پھر لفٹ والے سے کہتا ہے: اوپر لے چلو۔ اس طرح دو تین مرتبہ اس دیہاتی نے اوپر نیچے کا سفر کیا۔

پھر وہ لفٹ والا سوال کرتا ہے: بھائی کیا بات ہے؟ کیوں اوپر نیچے ہو رہے ہو؟

اس پر اس دیہاتی نے کہا: مجھے اپنی حالت بدلوانی ہے۔

لفٹ والا پوچھتا ہے: یہ لفٹ ہے، یہاں کیسے حالت بدلوانی؟ یہ تو اوپر نیچے جانے آنے کے لیے ہے۔

اس پر اس دیہاتی نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی بات بتائی کہ: میں نے کھڑے ہو کر دیکھا کہ پہلے ایک غریب، پھٹے پرانے کپڑے والا آدمی سبزی کا تھیلا ہاتھ میں لے کر اوپر گیا اور پھر واپس آیا تو وہ سوٹ بوٹ بریف کیس والا ہو گیا، تو یہ دیکھ کر میں بھی اپنی حالت بدلوانے آیا ہوں۔

اس پر اس لفٹ چلانے والے نے بتلایا کہ: وہ آدمی جو پھٹے پرانے کپڑے والا ہاتھ میں سبزی لیے ہوئے تم نے دیکھا وہ تو ملازم تھا اور بعد میں جو صاحب سوٹ بوٹ والے دیکھے وہ کسی فلیٹ میں رہنے والے کوئی سیٹھ صاحب تھے، دونوں الگ الگ شخص تھے، پھر اس لفٹ والے نے کہا: ارے دیہاتی بھائی! اس لفٹ میں تو جیسا نیچے سے اوپر جاتا ہے ویسا ہی اوپر سے نیچے آتا ہے، نیچے اوپر ہونے سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

میرے دینی بھائیو! اسی طرح کا حال ہمارے اعمال کا ہے، جیسے اعمال دنیا سے اوپر یعنی آسمانوں پر چڑھتے ہیں ویسے احوال آسمان سے زمین پر اترتے ہیں، ہمارے

اعمال اچھے ہوں گے تو وہاں سے حالات کے فیصلے بھی اچھے ہوں گے، ہمارے اعمال برے ہوں گے تو وہاں سے اعمال کے فیصلے بھی اسی کے مطابق ہوں گے؛ اس لیے اعمال کو درست کرنے کی فکر کرو۔

ہمیشہ حالات گناہوں کی وجہ سے نہیں آتے

لیکن ایک بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھالو کہ ہمیشہ برے حالات گناہوں کی وجہ سے ہی آئیں ایسا نہیں ہوتا ہے، ایسا تو ہوتا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے برے حالات آتے ہیں؛ لیکن ہمیشہ، ہر مرتبہ گناہ ہی کی وجہ سے برے حالات آئیں، ایسا ضروری نہیں؛ اس لیے کسی علاقے کے مسلمانوں پر یا کسی انسان پر برے حالات آئیں تو ہم کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ بہت بڑا گنہگار ہوگا، بہت برائیاں کرتا ہوگا، اس لیے عذاب آیا۔

دوسری وجہ

بہت سی مرتبہ حالات آنے کے دوسرے اسباب بھی ہوتے ہیں:

میں آپ کو ایک بات سمجھاؤں: اس کو تو ہم میں سے ہر ایک آدمی سمجھتا ہے کہ انسان کس کو چھیڑتا ہے؟ جس سے انسان کو محبت اور پیار اور تعلق ہوتا ہے اسی کو انسان چھیڑتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ایمان والوں کے ساتھ محبت ہے اور اسی محبت میں، اسی پیار میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے حالات مسلمانوں پر آتے ہیں۔

ایک بزرگ کا عجیب فرمان

ایک بزرگ کا ایک عجیب فرمان ہے کہ ”کبھی مجھ پر دو دن تین دن چار دن پانچ دن کوئی تکلیف نہیں آتی، کوئی مصیبت نہیں آتی تو میں اللہ کے سامنے روتا ہوں کہ میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے؛ اسی لیے اس نے مجھے چھیڑا نہیں ہے۔“

لہذا یہ حالات اللہ تعالیٰ کی مؤمنوں کے ساتھ جو محبت ہے، پیار ہے اس محبت اور پیار اور اس تعلق کی وجہ سے بھی، ایسے حالات عالم میں آتے ہیں اور ہمارا اللہ کے ساتھ جو تعلق ہے، یہ مضمون قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ)

ایمان والوں کی سب سے زیادہ محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایمان والوں کے ساتھ بڑی محبت فرماتے ہیں اور اسی محبت میں، اسی پیار میں یہ حالات آتے ہیں، یہ سب اللہ کی مؤمنوں کے ساتھ محبت کی نشانی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی حالات آئے

آپ اندازہ لگاؤ کہ میرے اور آپ پر اور پوری دنیا کے تمام مسلمانوں پر جو حالات آتے ہیں یہ تو کچھ نہیں ہیں، اللہ کے پیغمبر علیہم السلام پر جو حالات آئے وہ اس سے بہت زیادہ اور سخت ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ: اللہ کے ایک نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سگے بھائیوں نے اٹھا کر کنویں میں ڈال دیا، ان کو لوگوں نے بازار میں لے جا کر بیچ دیا،

سالوں تک جیل میں سزا بھگتنی پڑی۔

اب کیا ہم یہ کہیں گے کہ: حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنویں میں ڈالا، بیچ دیا، جیل میں بند کیا گیا، یہ ان کے گناہوں کی سزا تھی؟

کوئی مؤمن ہے جو یہ ہمت کر سکے؟

یہ کونسی چیز ہے؟ اللہ کو اپنے نبیوں کے ساتھ اپنے پیغمبروں کے ساتھ جو محبت ہوتی ہے جو پیار ہوتا ہے اس محبت اور پیار کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے ساتھ ایسے حالات کا معاملہ فرماتے ہیں۔

حالات آنے کی تیسری وجہ

بہت سی مرتبہ حالات آنے کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے ایمان کا، ہمارے اسلام کا امتحان لیتے ہیں کہ میرے بندے کے اندر ایمان کتنا ہے؟ میرے ساتھ تعلق کتنا اور کیسا ہے؟

یہ مضمون بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرما دیا ہے:

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۵﴾ (البقرۃ)

ہم تمھارا امتحان لیں گے، تم کو آزمائیں گے، کبھی بھوک کے ذریعہ سے، کبھی خوف اور ڈر کے ذریعہ سے، کبھی مال کم ہو جائے گا، کبھی کاروبار ٹھپ پڑ جائے گا، کبھی کھیتی باڑیاں اجڑ جائیں گی، ہم تمھارے ایمان کا امتحان لیں گے، آزمائش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ میرا بندہ ایسی تکلیف کے موقع پر مجھ کو یاد رکھتا

ہے یا مجھے بھول جاتا ہے؟

اسی لیے تو حدیث میں آتا ہے:

عن سعد بن أبي وقاص قال: قلتُ: یارسول اللّٰہ! أيُّ الناس أشد بلاء؟

قال: الأنبیاءُ ثم الأمثلُ فالأمثلُ (الترمذي)

سب سے زیادہ تکلیف اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر آتی ہیں۔

اب نبیوں پر تکلیف آئی، پریشانیاں آئیں تو کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عذاب ہے؟ سزا ہے؟

نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کا امتحان لیتے ہیں، نبیوں کو آزماتے ہیں۔

ایک وظیفہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھے؛ لیکن جب کبھی ہم کو ذاتی طور پر یا خاندان میں یا کاروبار میں یا اجتماعی طور پر مسلمانوں پر کوئی برے حالات آئیں، تو "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ لیا کریں، یہ بہت پیارا وظیفہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے جو آدمی مصیبت کے وقت "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اچھا بدلہ عطا فرماتے ہیں اور اتنا دیتے ہیں کہ وہ بندہ راضی ہو جاوے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: مصیبت کے وقت جو کلمات پڑھنے کے واسطے اس امت کو دیے گئے ہیں وہ کسی دوسری امت کو نہیں دیے گئے، دیکھو! حضرت یعقوب علیہ السلام نے بڑی مصیبت کے وقت "یَاسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ" پڑھا

یعنی ہائے افسوس یوسف پر۔ اگر ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کا مبارک کلمہ پچھلی امت کو ملا ہوا ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام یہی کلمہ پڑھتے۔

اس لیے یہ ''انالله وانا اليه راجعون'' والا وظیفہ بہت بڑی نعمت ہے۔

جنت میں گھر بنانے والی چار عادتیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جس آدمی میں چار عادتیں جمع ہوجاویں اس کے لیے جنت میں گھر بن جاتا ہے:

(۱) اپنے سب کاموں میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے۔

(۲) مصیبت کے وقت ''انالله وانا اليه راجعون'' پڑھے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی نعمت پر الحمدللہ پڑھے۔

(۴) جب کوئی گناہ ہوجاوے تو اس پر ''استغفر اللہ'' پڑھے۔

ایک صحابی کا عجیب قصہ

ایک صحابی کا بچہ کا انتقال ہوگیا، انھوں نے اپنے بچے کو دفن کیا، وہ صحابی ابھی وہاں سے نکلے ہی تھے کہ ایک دوسرے صحابی نے ان کو یہ خوش خبری سنائی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ موت کے فرشتے سے دریافت فرماتے ہیں کہ: تو نے میرے بندے کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے کلیجے کا ٹکڑا (بیٹا) چھین لیا تو اس بندے نے کیا کہا؟

موت کے فرشتے نے عرض کیا کہ: اللہ! آپ کے اس بندے نے آپ کی

تعریف کی اور ''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس گھر کا نام ''بَیتُ الْحَمْد'' رکھو۔

ہر مصیبت کے وقت ''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھو

ہم لوگوں نے اپنا ایک مزاج بنالیا ہے کہ صرف وفات کے موقع پر ''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھتے ہیں؛ حالاں کہ چھوٹی یا بڑی ہر مصیبت کے موقع پر ''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھنا چاہیے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ کے مکان میں چراغ بجھ گیا تو آپ ﷺ نے ''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کے جوتے مبارک کی پٹی ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ نے ''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ کے انگوٹھے مبارک میں کانٹا چبھا تو آپ ﷺ اس کے درد سے بار بار ''انا للّٰه وانا الیه راجعون'' پڑھ رہے تھے۔

مصیبت آنے پر اللہ کی طرف سے ملنے والے انعامات

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ معاف فرماتے ہیں، اسی طرح بندے کے لیے بعض مرتبہ کوئی اعلیٰ درجہ لکھا ہوا ہوتا ہے اور اس کے اعمال ایسے نہیں ہوتے ہیں جو اس کو وہاں

تک پہنچا سکیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مال اور اولاد پر کوئی مصیبت بھیجی جاتی ہے اور بندہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کی برکت سے وہ بندہ اونچے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

اس لیے مصیبت سامنے سے مانگنی نہیں ہے؛ لیکن آجاوے تو ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھے اور اس پر صبر کرے۔

ایک دعا کی عجیب فضیلت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک بار میرے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ گھر میں آئے اور کہا کہ: آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث شریف سن کر آیا ہوں جو میرے نزدیک دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، وہ یہ ہے کہ جس شخص کو مصیبت پہنچے اور اس کے بعد یہ دعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ عِنْدَکَ أَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ ھٰذِہٖ، اَللّٰھُمَّ اخْلُفْنِیْ فِیْھَا بِخَیْرٍ مِّنْھَا۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اپنی اس مصیبت میں ثواب کی امید رکھتا ہوں، اے اللہ! تو مجھ کو اس کے بدلے میں بہتر چیز عطا فرما۔

جو آدمی ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کے بعد یہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائیں گے۔

خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یہ حدیث مجھ کو یاد آئی، جب دعا پڑھنے کا ارادہ کیا تو یہ خیال آیا کہ مجھ کو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ملے گا؟ مگر چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا؛ اس لیے پڑھ لی، چنانچہ اس دعا کی برکت سے عدت گذرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نکاح کا پیغام دیا، جن

سے دنیا میں کوئی بھی بہتر نہیں۔ (مسلم شریف)

حالات آنے کی چوتھی وجہ

میرے دینی بھائیو! ایک اور بڑی اہم بات یاد رکھ لو کہ ''یہ حالات بہت سی مرتبہ اس لیے آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی بڑی نعمت دینا چاہتے ہیں''۔

اس نکتے (Point) کو یاد رکھو گے تو ان شاء اللہ کبھی کوئی تکلیف مصیبت معلوم نہیں ہوگی۔

یہ مضمون ابھی میں آپ کو اللہ کے کرم سے قرآن سے ثابت کر کے بتاتا ہوں:

دیکھیے! قرآن میں ایک جگہ پر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم نے آگ میں ڈالا، کیسے حالات آئے؟ حدیث میں ہے کہ: ننگا کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور اس مصیبت کے ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا ''خلیل'' بنایا، اپنا دوست بنالیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حالات

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بہت ساری مصیبتیں آئیں؛ لیکن ان مصیبتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنے بڑے انعام سے نوازا کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے گھرانے کے ذریعہ کعبۃ اللہ بنوایا۔

مکہ شہر آباد کروایا۔

حج کا فریضہ شروع فرمایا۔

زمزم کا کنواں شروع کروایا۔

قربانی کی سنت جاری کروائی۔

قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ان کو ''پیشوا'' اور ''امام'' بنادیا۔

تو کبھی کبھی تکلیف کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی بہت بڑا انعام عطا فرماتے ہیں؛ اس لیے ایسی تکلیف کے موقع پر بندوں کو گھبرانا نہیں جانا چاہیے۔

طائف میں آپ ﷺ پر حالات

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ طائف تشریف لے گئے، آپ ﷺ پر طائف میں کیسی کیسی تکالیف آئیں؟ اکیلے، تنِ تنہا، کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں اور اس تکلیف کو حضور ﷺ نے اکیلے برداشت کیا، لہولہان ہوئے، زخمی ہوئے، پریشان ہوئے، طائف میں حضور ﷺ کے پیچھے نو جوانوں نے تالیاں بجائیں، اتنی ساری تکلیفیں حضور ﷺ نے طائف میں اٹھائیں۔

تکلیف کے بعد دو انعام ملے

لیکن طائف سے تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے دو بڑے انعام عطا فرمائے:

(۱) آپ ﷺ طائف سے آرہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں، اس جگہ کو ''بطنِ نخلہ'' کہتے ہیں اور نماز میں قرآن پڑھ رہے ہیں، اس قرآن کے پڑھنے کی برکت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ستر (70) جناتوں کو ایمان عطا فرمایا اور

ان کے واسطے سے دوسرے جناتوں کو بھی ایمان نصیب ہوا، جناتوں کی بڑی جماعت حضور ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لائی اور اسلام میں داخل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ (الأحقاف)

ترجمہ: اور (اے نبی! وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو تمھاری طرف متوجہ کیا اور وہ قرآن سننے لگے، پھر جب وہ (جنات) وہاں (یعنی قرآن سننے کی جگہ) پہنچ گئے تو تو انھوں نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا کہ: خاموش رہو، پھر جب (قرآن کی) تلاوت ہو چکی تو وہ اپنی قوم کے پاس ڈرانے کی غرض سے واپس گئے ﴿۲۹﴾

جنات کی جماعت بطنِ نخلہ نامی جگہ پہنچی، اس جماعت نے تہجد میں حضور ﷺ کا قرآن سنا، وہ ایمان لائے، پھر جا کر اپنی پوری قوم کو ایمان کی دعوت دی۔

ایک عجیب وغریب واقعہ

علامہ ابن قیم جوزیؒ نے اپنی کتاب میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ: حضرت سہل ابن عبد اللہ تستریؒ بہت بڑے اللہ والے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ کعبۃ اللہ کے سامنے بڑی عمر کے ایک جن نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے بدن پر ایک پرانا کرتا ہے اور وہ پرانا جبہ نور سے چمک رہا ہے۔

حضرت سہل ابن عبد اللہؒ فرماتے ہیں کہ: جب اس جن نے سلام پھیرا تو میں

نے جا کر ان کی ملاقات کی، سلام کیا اور میں نے ان سے پوچھا کہ: یہ آپ کا کرتہ اتنا نورانی کیسے ہے؟

اس جِن نے مجھے جواب میں کہا کہ: اے سہل! یہ میرا وہ کرتا ہے کہ میں نے اسی کرتے کو پہن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کی تھی اور ان پر میں ایمان لایا تھا، پھر اسی کرتے کو پہن کر میں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کی اور اسی کرتے کو پہن کر میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ایمان قبول کیا تھا اور دو دو نبیوں کی ملاقات اسی کرتے میں ہوئی، اسی کرتے میں دو دو نبیوں پر میں ایمان لایا تو اس کی نورانیت اس کے انوار میرے اس کرتے میں چمک رہے ہیں۔

پھر آگے اس جِن نے جو بات بتلائی وہ میں سنانا چاہتا ہوں، اس نے کہا: اے سہل بن عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سورۂ جِن میں جن جناتوں کا قصہ بیان فرمایا اور پوری ''سورۂ جن'' جن جناتوں کے متعلق نازل فرمائی، ان جناتوں میں سے ایک میں بھی ہوں۔

بہر حال! طائف کی تکلیف کے بعد یہ مبارک واقعہ پیش آیا اور یہ انعام اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو عطا فرمایا۔

دوسرا انعام

دوسرا بڑا انعام طائف کی تکلیف کے بعد یہ ملا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کو معراج عطا فرمائی، معراج کا واقعہ طائف کے فوراً بعد پیش آیا ہے۔

حقیقت یہ سمجھ میں آئی کہ بہت سی مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکلیف آتی ہے

تو ہم کو لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکلیف دے رہے ہیں؛ لیکن ان تکالیف، ان حالات اور ان مصیبتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی بہت بڑا انعام ہم کو عطا فرماتے ہیں۔

حمل کے وقت عورت کی تکلیف

آپ سب جانتے ہیں، قرآن میں بھی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے، ایک عورت ذات ہے، اس کو بچہ پیدا ہوتا ہے، اس عورت ذات کو کتنی تکلیف ہوتی ہے؟

اللہ نے خود اس تکلیف کو قرآن میں ہمارے سامنے بیان فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط (الأحقاف)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (خاص طور پر ماں کے ساتھ کیوں کہ) اس کی ماں نے اس کو بڑی تکلیف سے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا اور بڑی تکلیف سے اس کو جنا۔

جس دن سے عورت کو حمل رہتا ہے، تکلیف بھی شروع ہو جاتی ہے، کبھی قے ہوگی، کبھی کمر میں درد ہوگا، کبھی پیٹ میں درد، کبھی پیر میں درد، کبھی گھٹنوں میں درد، کبھی گھبراہٹ، کبھی بے چینی، پورا ایک زمانہ اسی کیفیت میں گذرتا ہے۔

ایک بچہ کم از کم ماں کے پیٹ میں چھ مہینے رہتا ہے، زیادہ سے زیادہ دو سال رہتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔

اس لیے چھ مہینے پر بچہ پیدا ہو جائے تو عورت پر شک کرنا جائز نہیں ہے، حدیث سے ثابت ہے کہ شادی کے بعد چھ مہینے پر بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور کبھی دو سال تک بھی

بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔

اب اندازہ لگاؤ! چھ مہینے سے لے کر دو سال تک کا زمانہ ایک بچہ ماں کے پیٹ میں رہے، ماں کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی؟

ولادت کے وقت عورت کو تکلیف

دوسری تکلیف ولادت کے وقت ہوتی ہے، ہم لوگ بھی آپس میں بات کرتے ہیں کہ ''درد شروع ہوا اس لیے بیوی کو دواخانہ (Hospital) لے کر چلے گئے''۔

یہ جو درد شروع ہوتا ہے اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ موت اور بچہ پیدا ہونے کے درد دونوں میں ایک درجے کا فرق باقی رہتا ہے، اتنی تکلیف ماں کو ہوتی ہے۔

شہید عورت

اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ بچہ پیدا ہوتے وقت اس درد کی وجہ سے کسی عورت کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو شہادت کا مقام عطا فرماتے ہیں، وہ شہید سمجھی جاتی ہے۔

عورت کو تکلیف کے بعد بچے کی شکل میں نعمت

اب آپ دیکھیے! ایک عورت نے چھ مہینے، سات مہینے، نو مہینے، دس مہینے، دو سال تک پیٹ میں بچے کی اتنی بڑی تکلیف اٹھائی؛ لیکن آپ سب جانتے ہیں کہ اس کی ساری تکلیف، اس کا سارا درد، ساری پریشانی، کب ختم ہوگئی؟ جب بچے کی شکل میں نعمت اللہ کی طرف سے اس کو نصیب ہوتی ہے، جیسے ہی بچہ ملا اب وہ عورت اپنی ساری

تکلیفوں کو بھول جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ تکلیف کے پیچھے کوئی نعمت اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔

ان حالات کے بعد ایک انعام

اب ان حالات کی روشنی میں سن لو کہ اس وقت جو حالات پورے عالم میں مسلمانوں پر ہیں، الحمدللہ! میں نے قیامت کی احادیث پر ریسرچ (Research) کیا ہے، بہت گہرائی (Deep) میں ریسرچ کیا ہے، ان تمام احادیث کی روشنی میں اللہ کی ذات پر پورے یقین کے ساتھ میں کہتا ہوں کہ ''یہ حالات جو اس وقت دنیا میں چل رہے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بہت بڑی ایک نعمت عطا فرمانے والے ہیں''، اور وہ نعمت کونسی؟ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک جگہ ذکر فرمایا ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ (آل عمران)

ترجمہ: اور تم کم ہمت مت بنو اور تم غمگین بھی مت ہوؤ اور تم ہی لوگ غالب رہو گے اگر تم (کامل) ایمان والے ہو جاؤ ﴿۱۳۹﴾۔

اللہ ایمان والوں کو ساری دنیا میں اونچا مقام عطا فرمائیں گے، یہ پوری دنیا اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے، اس دنیا کی حکومت اور اس کے خزانے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ہاتھ میں عطا فرمانا چاہتے ہیں؛ اس کے لیے یہ سب ماحول بن رہا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی مظلومیت

وتر کی تیسری رکعت میں جو آیت پڑھی گئی اس کے مضمون پر آپ نے غور کیا؟

حضرت یوسف علیہ السلام کبھی کنویں میں گئے۔
کبھی جیل میں گئے۔
مظلوم بنے، بہت مظالم ان پر ڈھائے گئے۔

ایک سات سال کا بچہ اس کو باپ سے ہٹا کر کنویں میں ڈال دیا جائے، کیسی مظلومیت ہے؟ اسی بچے کو لے جا کر لوگ بیچ دیں اور کیسے بیچ دیں؟

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو بہت معمولی قیمت میں گنتی کے چند درہم میں (قافلے والوں کے ہاتھ) بیچ دیا اور ان بھائیوں کو یوسف کی قیمت سے کوئی دل چسپی نہیں تھی (یعنی بھائیوں کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ یوسف ابا کی نظروں سے دور ہو جائے، قیمت سے ان کو کوئی دل چسپی نہیں تھی) (۲۰)

امام ابن کثیر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: بیس درہم کے بدلے میں اللہ کے ایک معصوم نبی کو، ایک معصوم بچہ کو سگے بھائیوں نے بیچ دیا۔

مسلمانوں کے خون کی ارزانی

آج دنیا میں مسلمانوں کا خون پانی سے بھی زیادہ سستا ہو چکا ہے اور مسلمانوں کی جائدادیں، مسلمانوں کا پٹرول، مسلمانوں کے خزانے لوٹے جا رہے ہیں اور کسی کو کوئی فکر نہیں، کوئی بولنے والا نہیں، ان کا اصلی نشانہ مسلمان ہیں کہ مسلمانوں کو کسی طرح بھی ختم کرو۔

بہر حال! پھر کیا ہوا، سبحان اللہ! کنویں میں ڈالنے والے، جو بیس درہم میں

اللہ کے نبی کو بیچنے والے، ایک دن کتنا پیارا اور خوشی کا آیا:

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ (یوسف)

اے اللہ! میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں؟ تو نے مجھے کنویں سے نکال کر مصر کا بادشاہ بنا دیا، کہاں کنواں اور کہاں مصر کی حکومت؟ تو نے مجھے پورے مصر کا بادشاہ بنا دیا۔

میرے بھائیو! گھبرانے کی کوئی بات نہیں، یہ حالات ہیں، ان حالات کے بعد اللہ تعالیٰ پوری دنیا کی حکومت مسلمانوں کو دینا چاہتے ہیں، کبھی اللہ موقع دیں گے تو سورۂ یوسف کی تفسیر تمام نکات کے ساتھ ان شاء اللہ سناؤں گا۔

مصر میں قحط

بیچ میں ایک موقع یہ آیا کہ مصر کا بادشاہ بہت پریشان تھا کہ قحط پڑنے والا ہے، پریشانی آنے والی ہے، بادشاہ فکر میں ہے کہ میں کیا کروں؟ خزانہ ختم ہو جائے گا تو اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: کوئی گھبرانے کی بات نہیں، پریشانی جو آنے والی ہے تو اس پریشانی کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے فن عطا فرمایا ہے:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

ترجمہ: (یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو) کہا کہ: تو مجھ کو زمین کے خزانوں کے انتظام پر لگا دے، میں اچھی طرح (خزانوں کی) حفاظت کروں گا (اور خزانوں کے انتظام کو) اچھی طرح جانتا بھی ہوں ﴿۵۵﴾

اے بادشاہ! گھبراؤ مت، مجھے مصر کا خزانہ حوالے کر دو، پورے سسٹم کو کیسے

چلانا، اکونومی (Economy) کو کیسے کنٹرول کرنا، معاشیات و اقتصادیات کیسے چلانا؟ اللہ تعالیٰ نے یہ علم مجھے عطا فرمایا ہے، میں تمھارے ملک کی اکونومی کو، تمھارے ملک کی رِزرو بینک کو، تمھارے خزانے کو برابر سنبھالوں گا، تم بالکل بے فکر ہو جاؤ۔

لیکن میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ جب دنیا کی حکومت مسلمانوں کو دینا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے ہم اس کے سنبھالنے کے لائق تو بن جائیں، ''**انی حفیظ علیم**'' سے یہی اشارہ ملتا ہے کہ اتنی بڑی ذمے داری سر پر آنے والی ہے تو اتنی بڑی ذمے داری کو سنبھالنے کے لائق تو ہم بن جائیں، جس دن ہم لائق بن جائیں گے ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہم کو بہت جلدی عطا فرما دیں گے۔

الغرض! ان حالات کے پیچھے اللہ تعالیٰ بہت بڑی نعمت عطا فرمانے والے ہیں۔

ایک عجیب حدیث

ہم نے حضرت امام مہدی والی کتاب میں تمام حدیثیں لکھی ہیں، اس میں ایک حدیث آپ پڑھو گے کہ:

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ''اللہ'' کا لفظ کوئی آدمی بولے گا تو اس بولنے پر لوگ اس کو قتل کر دیں گے، اس زمانے میں اللہ کا نام لینا، کلمہ پڑھنا، اللہ تعالیٰ کے احکام کو جاری کرنے کی بات کرنا، بس! یہی اس کا جرم ہوگا قتل کرنے کے واسطے، ایسا دور بھی امت پر آنے والا ہے۔

حالات سے حفاظت کی دعا کرنی چاہیے

میں آج کل ایک بات سب لوگوں کو عرض کیا کرتا ہوں: دیکھو! جب بچہ پیدا

ہو جاتا ہے تو بہت خوشی ہوتی ہے؛ لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے کے جو دن ہوتے ہیں، بہت تکلیف کے دن ہوتے ہیں، اللہ اس امت کو اب بہت جلدی عزت کا اونچا مقام عطا فرمانے والے ہیں؛ لیکن یہ اس سے پہلے کے دن جو تکلیف کے، درد کے، پریشانی کے ہیں، اللہ عافیت کے ساتھ امت پر سے گذار دے، اس کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرتے رہو۔

ایک عجیب واقعہ

ایک عجیب قصہ میں آپ کو سناتا ہوں:

دہلی میں ایک قبرستان ہے ''قبرستان مہدیان'' یہ وہ مبارک قبرستان ہے کہ جس میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ، حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ، ان سارے اکابر اولیاء اللہ کی قبریں ہیں، جن حضرات کی برکت سے پورے ہندوستان میں، پورے ایشیا میں، حدیث شریف کا علم پہنچا، ان سب حضرات کی قبریں بھی اسی قبرستان میں ہیں۔

اس قبرستان میں مرکزی جمیعۃ علماء ہند کی آفس بھی ہے، اس میں ہمارے ایک دوست ۔اللہ ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے، جو مجھ سے بڑی محبت رکھتے تھے، ابھی ابھی ایک دو سال پہلے ان کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا فضیل احمد صاحب گورکھپوری قاسمیؒ وہاں اس آفس میں رہتے تھے، آج کل مرحوم کے بھائی محقق عالمِ دین حضرت مولانا عزیر صاحب اور مرحوم کے صاحب زادے مولانا سہیل صاحب وہاں ہوتے ہیں۔

مولانا فضیل صاحبؒ نے خود مجھے یہ واقعہ سنایا، قبرستان مہدیان کے باہر

ایک راستہ ہے، اس کا نام ''یر درد روڈ'' ہے، ایک مرتبہ دو تین سادھو۔ جو ہندوؤں کے یہاں بڑے اونچے درجے کے مذہبی پیشوا سمجھے جاتے ہیں۔قبرستان میں آ گئے اور ساری قبروں پر ادھر ادھر گئے، کچھ منتر پڑھے، سنسکرت بھاشا میں کچھ سلوک پڑھے اور پھر وہاں سے نکلتے ہوئے میری آفس میں آئے اور میری آفس میں آ کر میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور بہت دیر تک سنسکرت میں سلوک بولتے رہے، میں نے ان کو بٹھایا، بٹھانے کے بعد میں نے ان سے بات چیت کی تو وہ سادھو مہاراج جو تھے انھوں نے میرے سامنے دو باتیں کیں:

پہلی بات یہ کی کہ: مولانا صاحب! اس قبرستان میں میں بڑے بڑے مہاتما لوگ سوئے ہوئے ہیں، ان کا روحانی پاور، ان کی روحانی طاقت بہت عجیب ہے، ہم اس راستے سے گذر رہے تھے تو ان کے روحانی پاور نے ہمارے دلوں پر اثر کیا۔

ان سادھوؤں کے یہاں بھی الگ لائن کے روحانی مجاہدات ہوتے ہیں۔

ان میں سے ایک نے کہا: ان کی روحانی طاقت نے میرے دل پر وہ اثر کیا کہ میں خود اس قبرستان میں ان کی قبروں پر حاضر ہوا۔

دوسری بات اس نے یہ کہی کہ: ہمارے ہندو دھرم کی جو مذہب کی بنیادی کتابیں ہیں ''وید''۔وید ان کی اصل مذہبی کتابیں ہیں۔کہا کہ: میں وید کا بہت بڑا عالم (وِدْوان) ہوں، مجھے وید کا جو علم حاصل ہے اور دوسری اپنے دھرم کی جو کتابیں میں نے پڑھی ہیں اس کی روشنی میں بہت یقین کے ساتھ میں یہ بات آپ سے کہتا ہوں کہ:

وہ زمانہ بہت نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ تم مسلمانون کو پوری دنیا کی حکومت عطا فرمانے والے ہیں۔

پھر وہ سادھو اٹھ کر جانے لگا تو اس نے جاتے جاتے میرے سامنے ایک درخواست کی۔مولانا نے خود مجھے سنایا۔کہ اس نے جو درخواست کی اس درخواست نے مجھ کو رلا دیا۔

اس نے یہ کہا کہ: مولانا صاحب! میری آپ سے ایک درخواست ہے کہ جس دن آپ لوگوں کے ہاتھ میں پوری دنیا کی حکومت آئے تو اس دن تم ہمارے ساتھ یعنی ہندوؤں کے ساتھ وہ برتاؤ، وہ معاملہ، وہ سلوک کرنا جو تمھارے نبی نے مکہ کی فتح کے موقع پر مکہ کے کافروں کے ساتھ کیا تھا،تم ہمارے ساتھ وہ معاملہ، وہ سلوک مت کرنا جو اس وقت ہمارے ہندو لوگ تمھارے ساتھ کر رہے ہیں۔

بیس سال کا لمبا زمانہ یعنی تیرہ سال مکہ میں کافروں نے تمھارے نبی کو ستایا تھا، سات برس مدینہ میں ستایا،بیس سال تک مشرکوں نے تمھارے نبی کو پریشان کیا، اکیسواں سال آیا اور وہ ہجرت کا آٹھواں سال تھا،جس کو ''فتحِ مکہ'' کا سال کہا جاتا ہے،تمھارے نبی چودہ ہزار صحابہ کو لے کر مکہ آئے تھے تو تمھارے نبی کے ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا تھا کہ:

اليوم يوم الملحمة، اليوم تستحل الكعبة۔

اے مکہ والو! آج بدلہ کا دن ہے،کل تک تمھاری تلوار تھی اور ہماری گردنیں تھیں، آج ہماری تلوار اور تمھاری گردنیں ہوں گی، آج مکہ کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہیں گی، ہم انتقام لیں گے، بلال حبشی رضی اللہ عنہ پر جو ظلم ہوئے تھے،صہیب رومی رضی اللہ عنہ پر ظلم ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ کے نبی کو نکالا گیا تھا،مسلمانوں پر ظلم کیے گئے تھے،اس کا ہم بدلہ لینے کے لیے آئے ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا تو تمھارے نبی نے کیا فرمایا تھا؟

اس نوجوان صحابی کو بلایا اور بلانے کے بعد کہا کہ ''میرے لاڈلے سعد! کس نے تم کو اجازت دی یہ اعلان کرنے کی؟

تمھارے نبی نے فرمایا: بلکہ مکہ کی گلیوں میں جاکر اعلان کردو کہ:

الیوم یوم المرحمۃ۔

آج تو رحم کرنے کا دن ہے۔

میں رحم کرنے آیا ہوں۔

میں معاف کرنے کے لیے آیا ہوں۔

میں آج مکہ والوں سے وہ بات کہوں گا، جو میرے بھائی یوسف نے کہی تھی:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ۔

آج تم سے بدلہ نہیں لیا جائے گا، اللہ تم سب کو معاف فرمادے۔

یہ بات کہہ کر وہ سادھو اٹھ کر چلے گئے۔

عبرت کا مقام

میرے دینی بھائیو! کیسی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت ایک کافر کو معلوم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کے ساتھ جو حسنِ سلوک کیا، معافی کا برتاؤ کیا، وہ ایک سادھو کو معلوم ہے؛ لیکن ہم مسلمانوں کو معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو سیرتِ طیبہ پڑھنے کی اور اس کے مطابق عمل کرنے توفیق عطا فرمائے، دوسروں کے ساتھ معافی، رحم وکرم کی توفیق عطا فرمائے، حسنِ اخلاق والی زندگی عطا فرمائے، آمین۔

فتنے کے زمانے میں کیا کرنا چاہیے

میرے بھائیو! تکلیف کے دن زیادہ لمبے نہیں ہوا کرتے، اللہ تعالیٰ اس امت کو ان شاء اللہ بہت جلدی وہ خوشی کے دن دکھلائیں گے، حدیثوں پر ہمارا یقین ہے، قرآن کی آیتوں پر ہمارا ایمان ہے۔

لیکن اس فتنے کے زمانے میں قرآن کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھو، دین اور شریعت پر مضبوطی سے عمل رکھو، اس فتنے کے زمانے میں دین جاننے والے علما اور اللہ والوں سے تعلق رکھو۔

فتنے سے حفاظت ہوگی قرآن کی برکت سے۔

فتنے سے حفاظت ہوگی دین دار علما، اولیاء اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے سے۔

ایک بات اور سنا دوں کہ فتنے کے زمانے میں مسلمانوں کی جو بڑی جماعت، اکثریت والی ہوتی ہے اس کے ساتھ تم رہنا، الگ سے چھوٹی چھوٹی، نئی نئی جماعتیں مت بنانا۔

آج لوگوں میں یہ مزاج بن رہا ہے کہ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد، چار آدمیوں کی الگ جماعت، الگ تنظیم، الگ الگ انجمن ایسا مت کرو؛ بلکہ فتنے کے زمانے میں اگر فتنے سے بچنا ہو تو مسلمانوں کی جو اجتماعی جماعت ہوتی ہے "سوادِ اعظم" اس سے مل جل کر رہنا تو اللہ فتنوں سے حفاظت فرمائیں گے"۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک عجیب علاج بتلایا:

وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط (آل عمران)

ترجمہ: اور اگر تم صبر کو اپنا لو اور تم تقویٰ والے بن جاؤ تو ان کی سازش تمھارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گی۔

صبر سے رہو اور اللہ سے ڈر ڈر کر زندگی گذارو، ہر حرام سے اپنے آپ کو بچاؤ تو ان شاء اللہ ان لوگوں کی کوئی اسکیم، کوئی پلاننگ ہم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو، پوری دنیا کے مسلمانوں کو عزت کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے، عافیت، سہولت، نرمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان دنوں کو گذروا دے اور بہت جلدی اللہ تعالیٰ خوشی کے دن دکھلائے اور امت کو عزت کے اعلیٰ مقامات عطا فرمائے، آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
اپنی قوم کو دعوت دینا

اقتباسات

عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ کوئی بھی دین کا داعی، دین کی بات لے کر اٹھتا ہے تو لوگ اس کے مخالف بن جاتے ہیں؛ لیکن داعی کو تکلیف اور مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیے؛ بلکہ دین کی دعوت جاری رکھنی چاہیے۔

میرے مرشدِ ثانی حضرت شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ: جب گھر میں بیوی بچے دینی مزاج کے ہوں گے تو آدمی گھر سے باہر پورے اطمینان کے ساتھ دین کے کام کر سکتا ہے اور اگر گھر کا ماحول درست نہیں ہوتا تو پھر باہر دینی کام میں الجھنیں ہی رہتی ہیں اور دوسرے لوگوں پر بھی ہماری دعوت کا اثر کم ہوتا ہے۔

پورا ملکِ شام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مبارک نظروں کی برکت سے برکت والا ہو گیا۔

دنیا میں سب سے زیادہ خوب صورت عورت حضرت حواء رضی اللہ عنہا ہیں، اس کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

کبھی بھی مجبوری کا موقع ہو تو ہمارے لیے ایک راستہ ہے اور وہ راستہ ہے اللہ کے دربار میں دعا کرنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿٩٩﴾ (الصافات)

صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کا قوم کو دعوت دینا

اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں میں مقام اور مرتبہ کی حیثیت سے دوسرے نمبر کے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش عراق میں ہوئی۔

اس زمانے میں عراق کا ’’بابل‘‘ شہر بہت مشہور تھا، اسی بابل شہر میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، وہ بابل شہر بعد میں ویران ہوگیا، ابھی کچھ وقت قبل اس کے کھنڈرات نکلے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دین کی دعوت دینے کا حکم دیا، عراق کے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے، وہاں کا بادشاہ خود کافر تھا اور لوگوں کے پاس کفر اور شرک کرواتا تھا، آپ کے ابا جان آزر اور آپ کی امی دونوں پکے کافر تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ابا آزر بت بنانے میں بڑے ماہر تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی تو پورا عراق آپ کا مخالف ہو گیا، ماں باپ بھی آپ کے مخالف ہو گئے۔

عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ کوئی بھی دین کا داعی، دین کی بات لے کر اٹھتا ہے تو لوگ اس کے مخالف بن جاتے ہیں؛ لیکن داعی کو تکلیف اور مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیے؛ بلکہ دین کی دعوت جاری رکھنی چاہیے۔

قوم کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ستانا

دشمنوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ستانا شروع کیا اور آپ کو ختم کر دینے کا پلان بنایا، آپ کے لیے بڑی خطرناک آگ جلائی گئی اور اس آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا گیا؛ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حفاظت فرمائی، قرآن مجید میں آیت کریمہ ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ (الأنبياء)

ترجمہ: ہم نے حکم دیا کہ: اے آگ! تو ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی (آرام) والی ہو جا ﴿۶۹﴾

اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا تو آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے ٹھنڈی اور

سلامتی والی بن گئی، اللہ تعالیٰ نے آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حفاظت فرمائی، اس کا واقعہ بہت لمبا ہے، ان شاء اللہ کسی دوسرے وقت عرض کروں گا۔

اس آیت کا فائدہ

اگر کسی کو بخار آجائے تو اکتالیس (41) مرتبہ یہ آیتِ کریمہ اول آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کو پلا دو یا بیمار پر دم کر دو تو ان شاء اللہ اس کا بخار ختم ہو جائے گا، گھر میں بچوں کو بخار آجائے، بڑوں کو بخار آجائے، تو اس آیت کا یہ عمل بہت فائدہ والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استقامت

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے آگ سے بچ گئے؛ لیکن آپ نے عراق میں دین کی دعوت نہیں چھوڑی، بہت تکلیفیں برداشت کیں، کوئی ایمان نہیں لایا؛ بلکہ لوگ آپ کے دشمن بن گئے، صرف دو آدمی ایمان لائے، ایک مرد تھا اور ایک عورت تھی، مرد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے یا بھانجے۔ اس بھتیجے یا بھانجے کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعد میں نبی بنایا۔ جن کا نام حضرت لوط علیہ السلام ہے اور ایک عورت ایمان لائی وہ آپ علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی برابر مدد کرتی رہیں۔

اِس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ہماری بہنوں کو چاہیے کہ وہ دین کے کاموں میں اپنے شوہروں کی مدد کرنے والیاں بنیں۔

نیک کام میں دوسرے کی مدد کرنی چاہیے نہ کہ برے کام میں

حدیث پاک میں بھی آتا ہے کہ: ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ نیکی اور بھلائی کے کام میں دوسرے مسلمان بھائی کی مدد کرے۔

قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (المائدۃ)

ترجمہ: اورتم نیکی اور تقویٰ کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کے کام میں تم ایک دوسرے کی مدد مت کیا کرو اورتم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم نیک خاتون ہیں، وہ بڑی نیک عورت ہیں کہ جس نے پورے گندے ماحول میں اپنے شوہر کی مدد کی، خود بھی ایمان لائیں، ایمان پر مضبوط رہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کرتی رہیں۔

انسان کو جب گھر والوں کی طرف سے دینی کام میں مدد ملتی ہے تو بہت آسانی ہو جاتی ہے۔

گھر والوں کی اصلاح

میرے مرشدِ ثانی حضرت شیخ الحدیث مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ: جب گھر میں بیوی بچے دینی مزاج کے ہوں گے تو آدمی گھر سے

باہر پورے اطمینان کے ساتھ دین کے کام کر سکتا ہے، اگر گھر کا ماحول درست نہیں ہوتا تو پھر باہر دینی کام میں الجھنیں ہی رہتی ہیں اور دوسرے لوگوں پر بھی ہماری دعوت کا اثر کم ہوتا ہے۔

اس لیے قرآن مجید میں بھی ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم ہمارے گھر والوں کو دین دار بنانے کی خاص فکر کریں، یہ ہماری ذمے داری ہے اور ضروری بھی ہے، ورنہ آدمی گھر کے باہر دینی کاموں میں مشغول رہے اور گھر والے بے دین ہوں، نمازی نہ ہوں، حرام کام کرتے ہوں، تو یہ ہرگز ہرگز مناسب نہیں ہے، انسان کو اپنے گھر والوں کی بھی دینی فکر کرنا چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت

اب اللہ کا حکم آیا: ابراہیم! یہ عراق کے لوگ ایمان نہیں لاتے، مسلمان نہیں ہوتے تو تم عراق چھوڑ کر چلے جاؤ، یہاں سے ہجرت کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار و مشرکین کی دشمنی تو انبیاء علیہم السلام سے ہمیشہ ہی ہوتی چلی آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عادت یہی رہی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم اپنے انکار اور ضد پر جمی رہی، پیغمبر کی بات نہ مانی، ان کے معجزات دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائی تو دو صورتوں میں سے ایک صورت کی گئی:

یا تو اس قوم پر آسمانی عذاب بھیج کر سب کو ہلاک کر دیا گیا، جیسے عاد و ثمود اور قومِ لوط و قومِ صالح کے ساتھ معاملہ کیا گیا۔

یا پھر یہ صورت ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو ان کافروں، نافرمانوں کی بستی سے ہجرت کرا کے دوسری طرف لے گیا اور وہاں ان کو قوت وشوکت دی گئی اور ان کی دعوت لوگوں میں مقبول ہوئی، لوگ ان پر ایمان لائے، حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق سے ہجرت کر کے شام تشریف لے گئے، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے ہجرت کر کے علاقۂ شام میں تشریف لائے اور آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے، پھر مدینہ سے تشریف لا کر مکہ فتح کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے قتل کے پلان سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کا آسمان پر بلا لینا بھی درحقیقت ایک قسم کی ہجرت تھی۔

اس دور کی ہجرت

اب ہجرت کرنا کتنا مشکل کام ہے کہ جس وطن میں پیدا ہوئے، جس وطن میں جوان ہوئے، اس وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا اور وہ بھی پرانے زمانے میں، آج تو ہزاروں میل، ہزاروں کلومیٹر کا سفر کرنا آسان، جب چاہے ہوائی جہاز وغیرہ سے سفر کر کے ملاقات کرنا آسان؛ لیکن وہ زمانہ تو بڑا مشکل اور خطرناک زمانہ تھا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہجرت کرنے کا حکم ملا تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ایسی وفادار عورت تھیں کہ انھوں نے فوراً ہجرت کی نیت کر لی اور آپ کے ساتھ ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس واقعہ کو بیان فرماتے ہیں:

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ۝۷۰ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى

الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ﴿۷۱﴾ (الأنبياء)

ترجمہ: انھوں نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تھا، سو ہم نے ان کو پوری طرح ناکام کرڈالا ﴿۷۰﴾ اور ہم اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اور لوط (علیہ السلام) کو بچا کر اس زمین (ملک شام) کی طرف لے گئے جس میں ہم نے تمام جہان والوں کے لیے برکت رکھی تھی۔

چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام ہجرت کے لیے نکلے تو ساتھ میں ان کی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا بھی اور آپ کے بھانجے یا بھتیجے لوط علیہ السلام بھی تھے، تین آدمی کی جماعت روانہ ہوئی، اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام جانے کے لیے روانہ ہوئے، جس کو آج کل سیریا (Syria) کہا جاتا ہے۔

برکت والا ملک، ملکِ شام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴿۱﴾

ترجمہ: اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات ہر عیب سے پاک ہے جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے وقت میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گئے، جس کے اطراف میں ہم نے (ہر قسم کی) برکتیں رکھی ہیں (اس بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے جانے کا مقصد یہ تھا) تاکہ ہم ان کو ہماری (قدرت کی) کچھ نشانیاں دکھلائیں، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہر بات سننے والے، ہر چیز دیکھنے والے ہیں ﴿۱﴾

یہ ملکِ شام ایسا ملک ہے کہ اس میں تمام دنیا کے لوگوں کے لیے اللہ نے برکت رکھی ہے، بہت برکتی علاقہ ہے۔

وہاں پانی کی ندیاں ہیں۔

پانی کے چشمے ہیں۔

پھلوں کے باغیچے ہیں، باڑیاں ہیں۔

اور بڑی برکت تو یہ ہے کہ اللہ کے ہزاروں نبی اور پیغمبر علیہم السلام ملکِ شام میں پیدا ہوئے اور ملکِ شام ہی میں ان کی قبریں بھی بنی ہوئی ہیں۔

خود ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب معراج میں تشریف لے گئے تو پہلے مکہ سے نکل کر ملکِ شام گئے اور ملکِ شام سے پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

بعض سیرت کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ ملکِ شام کی برکتوں سے بھی نوازنا چاہتے تھے؛ اس لیے معراج مکہ سے شروع ہوئی، پھر نبیٔ کریم ﷺ بیت المقدس تشریف لے گئے، وہاں سے پھر ساتوں آسمان وغیرہ کا سفر ہوا۔

اور دیکھا جائے تو دونوں باتیں ہوئیں، ملکِ شام جو نبیوں کی سرزمین ہے، وہاں کی برکتیں حضرت محمد ﷺ کو عطا کی گئیں اور آپ ﷺ کی برکتیں ملکِ شام کی زمین کو نصیب ہوئیں، ملکِ شام کی جس زمین پر ہزاروں نبیوں کے قدم مبارک کی برکتیں تھیں وہاں معراج میں حضور ﷺ کے قدم مبارک کی برکتیں بھی پہنچ گئیں۔

ملکِ شام کی برکت کا ایک راز

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر ایک کیسیٹ میں سنی تھی، اس میں سورۂ

اسراء کی تفسیر تھی، دورانِ بیان ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ باری تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک پہاڑ پر چڑھنے کا حکم دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام چڑھے، ارشاد ہوا: آپ دور دور تک نظر دوڑائیں اور خود باری تعالیٰ نے جہاں تک چاہا وہاں تک آپ کی نظر پہنچائی، پھر ارشاد فرمایا: جہاں جہاں تمھاری نظر پڑے گی، اس پورے علاقے کو ہم برکت والا بنا دیں گے، یہ پورا ملکِ شام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مبارک نظروں کی برکت سے برکت والا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو برکت والا بنایا اور ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نورانی نظر کو بنایا۔

اس لیے ہمیں بھی اللہ والوں کو دیکھنا چاہیے اور اللہ والوں کی برکتی نظریں حاصل کرنی چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سفر کے لیے نکلے، بڑا مشکل سفر، بڑا لمبا سفر، جانا تھا ملکِ شام؛ لیکن جب عراق سے نکلے تو سفر کرتے کرتے بیچ میں مصر آ گیا، پھر مصر سے آگے آپ کو ملکِ شام جانا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی بیوی سے محبت کی وجوہات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے بڑی محبت تھی اور محبت ہونا بھی ظاہری بات تھی کہ جس بیوی نے اکیلے پورے عراق میں آپ کا ساتھ دیا۔

اللہ کے نبی کے پورے عراق والے دشمن۔

سگے ماں باپ بھی دشمن۔

خاندان والے بھی دشمن۔

حکومت اور بادشاہ بھی دشمن۔

ایسے خطرناک ماحول میں جس بیوی نے آپ کا ساتھ دیا، آپ کی مدد کی، اس بیوی سے محبت تو ہونی ہی تھی۔

دوسری وجہ

دوسری بات یہ تھی کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے مدد کی اور ایمان بھی لائیں اور ایمان کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی بیوی سے محبت اور زیادہ ہوگئی۔

تیسری وجہ

تیسری وجہ یہ تھی کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا آپ کی رشتے دار تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شادی اپنے رشتے دار میں ہوئی تھی اور رشتہ داری کی وجہ سے محبت زیادہ تھی۔

ایک غلط سوچ کی اصلاح

آج کل بعض ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ: رشتے داروں میں شادی کرنے سے بعض خطرناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، یہ بات سراسر غلط ہے، خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کروایا۔

ڈاکٹر حضرات کی ایک بیماری ہے کہ جب کسی مرض کی صحیح وجہ سمجھ میں نہیں آتی تو وہ اس قسم کی باتیں بتادیتے ہیں۔

اس لیے رشتے داروں میں شادی کرو، اس میں کوئی تکلیف نہیں ہے، ہمارے بڑے کہا کرتے تھے: لڑکی گھر میں ہو تو شادی کے لیے محلے میں مت جاؤ، محلے میں ہو تو

گاؤں میں مت جاؤ، گاؤں میں ہو تو دوسرے گاؤں مت جاؤ۔

چوتھی وجہ

چوتھی وجہ کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حسین اور بہت خوب صورت بنایا تھا۔

دنیا کی سب سے زیادہ حسین عورت

کہتے ہیں: اس دنیا میں سب سے زیادہ حسین عورت حضرت حوا رضی اللہ عنہا تھیں اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا خوب صورت ہوں گی ہی؛ اس لیے کہ وہ دنیا کی تمام عورتوں کی ماں ہیں۔

نیز حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی پیدائش جنت میں ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے ان کو پیدا فرمایا تھا۔

دوسرے نمبر کی خوب صورت عورت

دوسرے نمبر کی خوب صورت عورت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

تو کتنی ساری فضیلتیں جمع ہو گئیں:

ایک تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے فتنے کے ماحول میں اپنے شوہر کی مدد کی۔

ایمان لے آئیں۔ رشتے دار تھیں۔ بڑی خوب صورت تھیں۔

پانچویں وجہ

اور بڑا کمال یہ ہوا کہ اللہ کے دین کے لیے جب ہجرت کا موقع آیا تو اس

عورت نے ایک بات بھی ادھر ادھر کی نہیں کی؛ بلکہ فوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کے لیے تیار ہوگئی۔

اِن وجوہات کی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان سے بڑی محبت تھی۔

''سینان'' بادشاہ کی بری عادت

دونوں میاں بیوی اور ساتھ میں بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام ہیں، ہجرت کرتے کرتے راستے میں مصر (Egypt) آیا، اس زمانے میں مصر کا جو بادشاہ ہوتا تھا اس کا لقب ''فرعون'' ہوا کرتا تھا اور اس زمانے کے بادشاہ کا نام ''سینان'' تھا اور وہ مصر کا بڑا ظالم بادشاہ تھا۔

اس کمبخت کی عادت یہ تھی کہ جونئی عورت ملکِ مصر میں آتی وہ اس کے ساتھ زبردستی برا کام کرتا تھا، پورے ملک میں ہر طرف راستے میں اس کے جاسوس بیٹھے رہتے تھے۔

جب سفر کرتے کرتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جماعت وہاں پہنچی تو جاسوسوں نے بادشاہ کو خبر دے دی کہ ایک بہت خوب صورت عورت اور اس کے ساتھ دو مرد آج ہمارے ملک میں آئے ہیں، تو اس ظالم بادشاہ کی نیت خراب ہوگئی۔

اس کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ اگر میاں بیوی سفر میں ساتھ ہوں تو شوہر کو الگ کر دیتا تھا اور بیوی کو اپنے محل میں بلا کر غلط کام کیا کرتا تھا اور اگر بھائی بہن ہوں، باپ بیٹی ہوں تو تھوڑی بہت رعایت کرتا تھا۔

جب اس کو اس کے جاسوسوں نے بتلایا تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

اپنے محل میں بلایا اور پوچھا: تم کون ہو؟ تمھارے ساتھ یہ کون ہے؟

ضرورت کے وقت توریہ کرنا جائز ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سچی بات بتائی، ظاہر میں ایسا لگتا تھا کہ کچھ جھوٹی بات ہے، ایسی مجبوری کے موقع پر ایسی بات کر سکتے ہیں جو حقیقت میں سچی ہو اور اوپر سے کچھ دوسری معلوم ہوتی ہو۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے ساتھ میری بہن ہے؛ حالاں کہ بیوی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ کے محل سے آکر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: دیکھ! بادشاہ پوچھے گا کہ تم دونوں کون ہو؟

تو میں نے اس کو بتلایا ہے کہ میرے ساتھ میری بہن ہے اور میں نے بہن اس اعتبار سے کہا ہے کہ اس پورے ملکِ مصر میں ایمان کے رشتے کے اعتبار سے ہم بھائی بہن ہیں، یہ ایمانی رشتہ ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات)

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں؛ اس لیے اپنے دو بھائیوں میں صلح (ملاپ) کرادو۔

اس کلمہ کی نسبت پر ہم دونوں بھائی بہن ہیں اور ویسے ہم دونوں میاں بیوی ہیں، اگر بادشاہ تجھ سے پوچھے تو تو بھی یہی کہہ دینا کہ ”ہم دونوں بھائی بہن ہیں اور نیت یہ رکھنا کہ ایمانی بھائی بہن والا رشتہ مراد ہے“۔

بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو واپس بھیج دیا اور پھر اس ظالم نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ: سارہ کو پکڑ کر میرے دربار میں لے آؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یہ بادشاہ بڑا ظالم، بدمعاش ہے، بڑا کم بخت ہے، عورتوں کے ساتھ برا کام کرتا ہے؛ اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت پریشان ہوئے کہ پتہ نہیں یہ میری بیوی کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی دعا

چنانچہ جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو پولیس والے پکڑ کر سواری پر بٹھا کر لے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وضو کیا، نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا میں مشغول ہو گئے اور جب تک حضرت سارہ رضی اللہ عنہا واپس آئیں، اللہ تعالیٰ کی طرف دل لگا کر دعا میں مشغول رہے اور اللہ کے سامنے دعا میں ہاتھ اٹھا کر کہا:

اے اللہ! تو میری بیوی کو اس ظالم کی برائی سے بچا کر رکھنا اور یہ بادشاہ جو میری بیوی کے ساتھ زنا کا، برے کام کا ارادہ رکھتا ہے، اے اللہ! تو اس ظالم سے میری بیوی کی حفاظت فرما لے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اللہ تعالیٰ نے عجیب بنایا تھا

میری دینی بہنو! ایسے موقع پر شوہر کے دل میں عجیب عجیب شک وشبہات پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل بڑا عجیب بنایا تھا، انھوں نے تو ایمان یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ:

اے اللہ! تو مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ؕ

ترجمہ: اور (وہ واقعہ ذرا سنو!) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! مجھے دکھایئے! آپ کس طرح (یعنی کس کیفیت سے) مردوں کو زندہ کریں گے؟ تو اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: کیا تم کو (اس مرنے کے بعد زندہ ہونے پر) یقین نہیں ہے؟ تو انھوں نے (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کیا کہ: (یقین) کیوں (نہیں ہوتا)؛ لیکن (چاہت یہ ہے کہ آنکھ سے وہ کیفیت دیکھ لوں) تاکہ میرے دل کو پورا اطمینان حاصل ہوجاوے۔

یعنی اے اللہ! تو مرنے کے بعد زندہ کرے گا میرا ایمان ہے؛ لیکن میں اپنے دل کے اطمینان کے لیے آنکھ سے بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ تو قیامت کے دن مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ دکھا دیا کہ کیسے اللہ مردوں کو زندہ کریں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل بڑا عجیب تھا، وہ آنکھ کے ذریعہ سے دیکھ کر پورا یقین۔ جو مشاہدہ کے درجہ کا ہوتا ہے۔ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

بہت بڑی تباہی کا ذریعہ

اب سپاہی بیوی کو پکڑ کر لے جائیں اور پتہ نہیں بادشاہ کیا کیا کرے، اللہ کے

نبی کے دل میں شک آجائے اور میری دینی بہنو! اگر کسی نبی کے دل میں اپنے کسی امتی کے لیے شک آجائے تو اس امتی کے لیے بڑی بربادی ہوتی ہے۔

اسی طرح شوہر کو بھی اپنے دل میں بیوی کے متعلق کوئی شک نہیں لانا چاہیے اور بیوی کو بھی شوہر پر شک نہیں کرنا چاہیے، ورنہ دونوں میں محبت کم ہوجاتی ہے۔

بات یہ چل رہی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا یقیناً دونوں میاں بیوی تھے؛ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور ماں سارہ رضی اللہ عنہا امتی تھیں، اس لیے نبی کے دل میں شک آجانا یہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے لیے تکلیف کا ذریعہ ہوسکتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد

اللہ تعالیٰ نے عجیب مدد فرمائی، اس بادشاہ کے محل کی جتنی دیواریں تھیں سب کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے کانچ جیسا بنادیا، آئینہ بنادیا؛ حالاں کہ وہ بڑی بڑی پتھروں کی دیواریں تھیں؛ لیکن اللہ کی عجیب قدرت!

کسی کو نہیں معلوم کہ کیا ہو رہا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس محل کے باہر بیٹھ کر سارا منظر دیکھ رہے ہیں کہ پولیس والے میری بیوی کو محل میں لے گئے، پھر بادشاہ کے دربار میں لے گئے، پھر بادشاہ کا جو سونے کا کمرہ تھا وہاں لے گئے، سب مناظر حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر بیٹھے بیٹھے دیکھ رہے ہیں اور یہ اللہ نے ان کے لیے اس لیے کردیا تاکہ ان کے دل میں اطمینان رہے کہ میری بیوی پاک ہے، اس کے ساتھ کوئی غلط کام نہیں ہوا ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ کی یہ غیبی مدد آئی۔

چنانچہ وہ ظالم بادشاہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے حسن کو دیکھ کر دیوانہ ہو گیا، اس نے پولیس سے کہا کہ: اس کو میرے سونے کے کمرے میں پہنچا دو۔

پولیس والوں نے پہنچا دیا۔

وہ بادشاہ اس کمرے میں گیا اور اس نے ماں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غلط کام کرنے کا ارادہ کیا، وہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف آگے بڑھنے لگا، اس پریشانی اور مجبوری کے موقع پر ماں سارہ رضی اللہ عنہا نے اٹھ کر جلدی جلدی وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور نماز پڑھ کر اللہ سے دعا مانگی۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی دعا

ان کی دعا کے مبارک الفاظ بھی کتابوں میں موجود ہیں، اس عورت نے دعا میں اللہ سے کہا کہ:

اے میرے اللہ! میں آپ پر ایمان لائی ہوں، آپ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائی ہوں۔

پھر آگے انھوں نے بڑی زبردست بات کہی کہ:

اے میرے اللہ! آپ جانتے ہیں آج تک میں نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی شرم گاہ کو نہیں کھولا ہے، میں نے ہمیشہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی ہے، اے میرے اللہ! آج اس مجبوری کے موقع پر تو اس ظالم بادشاہ سے میری حفاظت فرما۔

مجبوری کے وقت کیا کرنا چاہیے

میری دینی بہنو! ایسی مجبوری سے اللہ میری آپ سب کی حفاظت فرمائے۔

لیکن کبھی بھی مجبوری کا موقع ہو تو ہمارے لیے ایک راستہ ہے اور وہ راستہ ہے اللہ کے دربار میں دعا کرنا، خود اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں:

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (النمل:۶۲)

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بے قرار ہو کر اس کو پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور تکلیف دور کر دیتا ہے۔

اللہ کے سوا کون ہے جو مجبور کی دعا سن لے اور اس کی تکلیف اور پریشانی کو دور کر دے؟

مجبور کی دعا سننے والے صرف ''اللہ'' ہیں، اس کی تکلیف کو دور کرنے والے بھی صرف ''اللہ'' ہیں۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی دعا کی برکت

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا مانگی، اس دعا کی برکت یہ ہوئی کہ اس ظالم بادشاہ کا پورا بدن جکڑ گیا، ایسا ہو گیا جیسا لقوہ ہو گیا ہو اور جو ہاتھ اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف لمبا کیا تھا وہ ہاتھ بیکار ہو گیا اور پورے محل میں زلزلہ آ گیا اور اللہ کی قدرت سے زمین پھٹی اور وہ آہستہ آہستہ زمین میں دھنسنے لگا اور گھٹنے تک زمین میں دھنس گیا۔

اس نے دیکھا کہ یہ تو مجھ پر عذاب آ گیا کہ میرا پورا بدن جکڑ گیا اور میں زمین میں دھنس رہا ہوں تو اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے معافی مانگی اور معافی مانگتے ہوئے کہنے لگا ''پکا وعدہ کرتا ہوں اب ایسا کام نہیں کروں گا'' اے سارہ! مجھے معاف کر دو۔

چنانچہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ایک نبی کی بیوی تھیں، جس طرح ایک نبی کے دل

میں اللہ کی مخلوق کے لیے شفقت، نرمی اور محبت ہوتی ہے اسی طرح حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا دل بھی بڑا نرم تھا، فوراً حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے حضور دعا مانگنا شروع کی کہ ’’اے اللہ! اگر یہ ظالم مر گیا اور پورا زمین میں چلا گیا تو پورے مصر میں لوگ مجھے بدنام کریں گے کہ سارہ نے بادشاہ کو قتل کر ڈالا؛ اس لیے اے اللہ! تو اس بدنامی سے میری حفاظت فرما اور اس کو تو معاف کر دے۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور اس ظالم بادشاہ کا بدن پھر سے اچھا ہو گیا اور زمین کے اوپر آ گیا۔

گناہ کی عادت جلدی چھوٹتی نہیں ہے

لیکن آج تک جو اس نے زندگی میں بہت مرتبہ زنا کا کام کیا تھا تو گناہ کرتے کرتے اس کا پورا دل کالا پڑ چکا تھا، چنانچہ جب وہ اچھا ہو گیا، اللہ کا عذاب دیکھ لیا پھر بھی اس نے عبرت حاصل نہیں کی اور دوسری مرتبہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف گناہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا۔

میری دینی بہنو! -اللہ ایسی بری عادت سے ہماری حفاظت فرمائے- ایک مرتبہ کھلم کھلا اللہ کا عذاب دیکھنے کے بعد بھی گناہ کی عادت نہیں چھوٹی، یہ عذاب ہم لوگوں کو سدھارنے کے لیے آتا ہے کہ ہم ذرا سنبھل جائیں، اللہ سے معافی مانگ لیں، گناہ چھوڑ کر اپنی عادت اچھی بنا لیں، اس کے لیے اللہ تعالیٰ موقع مرحمت فرماتے ہیں۔

بادشاہ کی دوسری مرتبہ پکڑ

جب دوبارہ آگے بڑھا تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے دوسری مرتبہ جلدی جلدی

وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی، اللہ کے سامنے دعا مانگنے بیٹھ گئیں تو اللہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی دعا کی برکت سے دوسری مرتبہ اس ظالم کے بدن کو جکڑ دیا؛ بلکہ پہلے سے زیادہ سخت جکڑ گیا اور زمین میں دھنسنے لگا، پھر سے وہ پکارتا ہے، آواز دیتا ہے، معافی مانگتا ہے، چلاتا ہے "سارہ معاف کردو"۔

پھر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے دل میں اس کے لیے شفقت آ گئی، نرمی آ گئی، ماں سارہ رضی اللہ عنہا نے پھر سے اس کے لیے دعا کر دی اور اس دعا کی برکت سے وہ ظالم اچھا ہو گیا، زمین پر آ گیا۔

یہ دوسرا موقع تھا، جب دوسری مرتبہ اچھا ہو گیا تب بھی اس ظالم کے دل کا شیطان اس کو گناہ پر ابھار رہا تھا۔

بادشاہ کی تیسری مرتبہ پکڑ

پھر تیسری مرتبہ اس ظالم نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے سامنے گندہ ارادہ کیا، یہ تیسرا موقع آیا، اس تیسرے موقع پر بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے جلدی جلدی وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا مانگی۔

میں آپ کو یہی چیز سمجھانا چاہتا ہوں میری دینی بہنو! کہ نماز پڑھ کر اللہ سے لینے والیاں بن جاؤ، اللہ سے مدد مانگنے والیاں بن جاؤ۔

چنانچہ تیسری مرتبہ ماں سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا مانگی تو پھر اس ظالم کا بدن جکڑ گیا، زمین میں دھنسنے لگا، چلاتا ہے، پکارتا ہے "سارہ یہ آخری موقع ہے، اب نہیں کروں گا، معافی مانگتا ہے۔

جب اس نے قسم کھا کر یہ وعدہ کرلیا کہ یہ آخری مرتبہ مجھ کو مہلت دے دو، آخری مرتبہ مجھ کو معاف کر دو،تو پھر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ سے دعا مانگی اور وہ ظالم اچھا ہو گیا اور زمین پر آ گیا۔

بعض تفسیر میں لکھا ہے کہ جب بھی اس ظالم نے برے کام کا ارادہ کیا تو ہر مرتبہ محل میں زلزلہ آیا اور وہ ظالم ایک محل کو چھوڑ کر دوسرے محل میں بھاگا تو وہاں بھی زلزلہ آ گیا، یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا۔

بادشاہ کا حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو انعام دینا

آپ کو ایک عجیب بات بتلاؤں: اس واقعے سے اس ظالم بادشاہ کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ یہ عورت کوئی معمولی عورت نہیں ہے؛ بلکہ کوئی بڑی نیک عورت ہے اور کوئی غیبی مدد اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے تو اس ظالم نے یہ کیا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیا اور چھوڑنے کے بعد یوں کہا کہ: اس عورت کو اس کے مرد کے پاس اس کے بھائی کے پاس واپس بھیج دو اور جب بھیجا ہے تو اس نے ایسے نہیں بھیجا؛ بلکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو عجیب عجیب انعامات دیے:

(۱) بہت سارا مال دیا، سونا، چاندی، ہیرے جواہرات دیے۔

(۲) بہت سارے جانور دیے، اس زمانے میں جانور یعنی آج کل کے زمانہ کے اعتبار سے کاریں دیں۔

(۳) بہت سارے غلام دیے کہ یہ غلام لے جاؤ تمھاری خدمت کریں گے۔

(۴) اور چوتھا انعام بڑا عجیب دیا، بڑا زبردست انعام دیا کہ اس بادشاہ کی

ایک نوجوان لڑکی تھی، وہ لڑکی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو دی کہ: سارہ! تم میری بیٹی لے جاؤ، اب میری یہ بیٹی پوری زندگی تمھاری خدمت کرے گی۔

میری دینی بہنو! جانتے ہو یہ بیٹی کون ہے؟

یہ مصر کے بادشاہ فرعون کی بیٹی تھی، اس بیٹی کا نام تھا ''ہاجرہ''۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اس بادشاہ کی جوان لڑکی کو لے کر آئیں، حضرت سارہ رضی اللہ عنہا جب واپس آئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا: تیرے ساتھ کیا ہوا؟ حالاں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پورا منظر دیکھ رہے تھے۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے نبی! اے میرے شوہر! اللہ نے میری عزت کی حفاظت فرمالی اور وہ ظالم بادشاہ میرے ساتھ غلط کام نہیں کرسکا۔

پھر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: دیکھو! مجھے کیسے کیسے انعام ملے، نماز اور دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک رکھا اور انعام میں یہ مال ملا اور بادشاہ نے اپنی بیٹی ہاجرہ بھی مجھے دے دی کہ یہ میری خدمت کرے گی، میرا کام کرے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے شادی

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی شادی ہوئے ایک لمبا زمانہ گذر گیا تھا؛ لیکن اللہ کی عجیب قدرت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اب تک ایک بھی اولاد نہیں ہوئی تھی تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: اے میرے شوہر! اے اللہ کے نبی! ہم دونوں کی زندگی بڑی محبت سے گذر رہی ہے؛ لیکن ہماری کوئی اولاد نہیں ہے، یہ بادشاہ کی لڑکی جو مجھے انعام میں ملی ہے اس سے خوشی خوشی میں آپ کی شادی کرواتی ہوں، آپ اس سے نکاح کر لیجیے۔

خود حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ہاجرہ کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نکاح کروایا۔

گناہ سے بچنے کی برکت

میری دینی بہنو! آپ سب جانتی ہو یہی ماں ہاجرہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کی نسل سے ہمارے آقا تاج دارِ مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں، کتنی بڑی اللہ کی نعمت، کتنی بڑی اللہ کی مدد کہ ایک عورت نے اپنے آپ کو گناہ سے بچا کر رکھا، حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہیں تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سب کچھ دیکھ رہے ہیں؛ لیکن وہ اتنی نیک عورت، اتنی پاک عورت کہ اس نے اپنے آپ کو گناہ سے بچایا، اللہ تعالیٰ سے دعائیں کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی اور انعام میں ہاجرہ رضی اللہ عنہا مل گئیں۔

جس ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے زمزم کا پانی قیامت تک آنے والے انسانوں کو نصیب ہوا۔

جس ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

جس ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔

میری دینی بہنو! یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام، اکرام، احسان ہوا!

میں آپ کو یہی نکتہ سمجھانا چاہتا ہوں، ہم لوگ اپنی ذات کی حفاظت کریں، آج کے گندے اور ناپاک ماحول میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیں اور اللہ سے نماز پڑھ پڑھ کر مانگنے والیاں بنیں، دعا کرنے والیاں بنیں، دیکھو! اس خطرے کے موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا دونوں مسلسل دعا میں مشغول رہے

اور اس کا فائدہ بھی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

اس لیے ہم بھی دعائیں مانگنے والے بنیں، ان شاء اللہ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کی حفاظت بھی فرمائیں گے اور ہم سب کی مدد بھی فرمائیں گے۔

اسی پاک مقصد سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا یہ عجیب واقعہ میں نے آپ کی خدمت میں سنایا، اللہ تعالیٰ اس میں جو نصیحت کی باتیں ہیں اس پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد میں اس مجلس میں آپ کو دو چار کام کی اہم حدیثیں سنانا چاہتا ہوں:

ایک حدیث جو خاص طور پر سنانی ہے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

وعن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال صعد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فنادیٰ بصوت رفیع فقال: یا معشر من اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ! لا توذوا المسلمین ولا تعیروھم ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع عورۃ اخیہ المسلم یتبع اللّٰہ عورتہ ومن یتبع اللّٰہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ، رواہ الترمذی

(مشکوۃ شریف ص ۴۲۸ باب ما ینھی عنہ من التھاجر والتقاطع واتباع العورات)

اے لوگوں! جنھوں نے زبان سے ایمان کا کلمہ پڑھا، مسلمان ہوئے؛ لیکن آج تک ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا، تم مسلمانوں کو مت ستاؤ، ایمان والوں کو تکلیف مت دو۔

یہ پہلی نصیحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔

میری بہنو! بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی زبان سے، اپنے عمل سے، اپنے کام

سے کسی دوسرے کو، کسی دوسری بہن کو تکلیف نہ دیں، پریشان نہ کریں۔

کسی کو گناہ سے عار نہ دلاؤ

دوسری نصیحت آپ ﷺ نے یہ فرمائی: کسی دوسرے کو عار مت دلاؤ۔
کسی سے کوئی گناہ ہو گیا ہو، کوئی برا کام ہو گیا ہو تو اس پر شرم مت دلاؤ۔
میں نے پہلے بھی آپ کو یہ حدیث سنائی تھی:

وعن خالد بن معدان عن معاذ رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من عیر أخاہ بذنب لم یمت حتی یعمله یعنی عن ذنب قد تاب منه رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بمتصل لان خالدا لم یدرک معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنه (مشکوۃ شریف ص ۴۱۴ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم)

ایک مسلمان مرد یا عورت کوئی گناہ کرے، گناہ کرنے کے بعد توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے اور دوسرا آدمی یا دوسری عورت اس کو عار دلائے تو اس کی موت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک وہ خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اس لیے کسی کو عار مت دلاؤ، شرم مت دلاؤ، طعنہ مت مارو۔

کسی مسلمان کے عیب کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے

تیسری نصیحت نبی کریم ﷺ نے یہ فرمائی: کسی مسلمان کے عیب کے پیچھے مت پڑو۔

یعنی کسی مسلمان کی چھپی ہوئی باتوں کے پیچھے مت پڑو، کون کیا کرتا ہے؟ کس

میں کیا عیب ہے؟ کسی کی خانگی زندگی کیسی ہے؟ کس میں کیا برائی ہے؟ اس کے پیچھے مت پڑو۔

نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم کسی کے پیچھے پڑوگے تو اللہ تعالیٰ تمھاری چھپی ہوئی برائیوں کو ظاہر فرمادیں گے اور اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل اور رسوا کردیں گے۔

اس لیے کسی کی خانگی بات، چھپی ہوئی بات کے پیچھے مت پڑو، اگر ہم نے کسی کے پیچھے پڑ کر کسی کی برائی کو ظاہر کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ ہماری برائی کو ظاہر کر کے سب کے سامنے ذلیل اور رسوا کردیں گے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی نصیحت

حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ۔ بہت بڑے اللہ والے گذرے ہیں۔ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ اپنے ایک بہت بڑے بزرگ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے ساتھ سفر کررہا تھا۔

ہمارا جو یہ بیعت کا سلسلہ ہے اس میں چشتیہ کے ساتھ ساتھ سہروردیہ سلسلہ بھی ہے، اس کے بہت بڑے بزرگ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ گذرے ہیں۔

حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ: میں کشتی میں بیٹھ کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے ساتھ سفر کررہا تھا تو انھوں نے کشتی میں بیٹھ کر مجھ کو دو باتوں کی نصیحت فرمائی:

(۱) اپنی خوبی اور اپنے کمال کو مت دیکھنا۔

میرے اندر کیا کیا کمالات ہیں؟

میرے میں کیا کیا خوبیاں ہیں؟
میں کتنی نماز پڑھتی ہوں؟
میں کتنی تلاوت کرتی ہوں؟

میرے پاس بہت مال ہے، بہت کپڑے ہیں، بہت زیورات ہیں۔

اس لیے کہ تم اپنے کمال اور خوبیوں کو دیکھو گے تو دوسروں کو حقیر اور چھوٹا سمجھو گے اور نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: انسان کے برا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی یا بہن کو حقیر یا برا سمجھے۔

کبھی کسی کو حقیر اور نیچا مت سمجھو، اللہ نے جو کچھ ہم کو دیا اس پر شکر ادا کرو اور دوسروں کو حقیر اور نیچا مت سمجھو۔

(۲) شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں: مجھے دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ: تم دوسروں کی برائی کو مت دیکھنا، دوسروں کی برائی کے پیچھے مت پڑنا۔

یہ مجھے خاص طور پر نصیحت فرمائی۔

دوسروں کو دھوکہ دینے سے بچو

ایک حدیث میں آتا ہے: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس مسلمان پر لعنت ہے۔ سبحان اللہ! میری دینی بہنو! حضور ﷺ لعنت فرما رہے ہیں۔ جو دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچائے اور دوسرے مسلمان کے ساتھ دھوکہ اور فریب کا معاملہ کرے۔

اس لیے کسی مسلمان بھائی، مسلمان بہن کو تکلیف مت دو، دھوکہ مت دو، اللہ

تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔

اپنے بھائی کی تکلیف پر خوش نہ ہو

ایک اور حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اپنے بھائی کی تکلیف پر خوش مت ہو۔

ہم بہت سی مرتبہ اپنے مسلمان بھائی یا بہن کی تکلیف پر خوش ہوتے ہیں، کوئی بیمار ہو گیا، کسی کو کوئی تکلیف آ گئی، پریشانی آ گئی، ہمارے دل میں خوشی ہوتی ہے، خاص کر جن کے ساتھ ہماری دشمنی اور ناراضگی ہوتی ہے جب ان کو کوئی تکلف پہنچتی ہے تو ہم دل دل میں خوش ہوتے ہیں اور یوں سوچتے ہیں بہت اچھا ہوا ایسا ہوا۔

نبیٔ کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کسی مسلمان کی تکلیف پر خوشی ظاہر مت کرو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس تکلیف کو دور کر دے، اس پر رحم فرما دے اور تم کو اس تکلیف میں مبتلا کر دے۔

اس لیے کبھی کسی کی تکلیف پر خوش مت ہونا، ہم سب بھائی بھائی ہیں، بہن بہن ہیں، دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھو اور کبھی کسی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار مت کرو، مسلمان کبھی کسی دوسرے مسلمان کا دشمن نہیں ہوسکتا، مسلمان کبھی مسلمان سے ناراض نہیں ہوسکتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان حدیثوں پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مومنین کا حق ادا کرنے کی ہم کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ایک عورت کا ایمان تازہ کرنے والا واقعہ

(اصحابِ اخدود کا واقعہ)

(پہلی قسط)

اقتباسات

ہماری پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم قسم نہ کھائیں، اگر ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ہوگی تو قسم کھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور اگر کبھی قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو صرف اور صرف اللہ کے پاک نام کی قسم کھائیں اور پھر اس کو پورا بھی کریں، غلط کام کے لیے قسم نہ کھائیں۔

تعویذ کا کام کسی دین دار، نیک، تقوی والے عامل سے ہی کروانا چاہیے۔

بچپن ہی سے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس لے جاؤ، علما کے پاس لے جاؤ، اللہ والوں کے پاس بھیجو، ان کے پاس دعائیں کرواؤ، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو بچپن ہی سے نیک اور صالح بنا دیں گے۔

آج کل ہم لوگ جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں تب تو اللہ والوں کے پاس بھیجتے نہیں اور جب یہ بگڑ کر بڑے ہو جاتے ہیں تو بزرگوں کے پاس لے جاتے ہیں تب تو وقت بہت آگے نکل چکا ہوتا ہے۔

ہمیں اپنے بچوں کے اسکول، مدرسہ جانے کے اوقات (Time Table) پر خاص نظر رکھنی چاہیے کہ اس کے اسکول اور مدرسہ کا وقت کتنے بجے شروع ہوتا ہے، کتنے بجے ختم ہوتا ہے، کتنے بجے یہ گھر پر آتا ہے، کہیں ہمارا بچہ مدرسے سے نکل کر غلط دوستوں کے ساتھ ادھر ادھر گھومنے نہ چلا جائے اور اس کی زندگی برباد نہ ہو جائے۔

اپنی اولاد کے اچھے نام رکھنے چاہیے، اچھے نام کے اچھے اثرات اولاد پر پڑتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہ نَحْمَدُہ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھادِیَ لَہ وَنَشْھدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہ لَاشَرِیْک لَہ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہ وَرَسُوْلُہ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَک وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَک وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝۸ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝۹ (البروج)

ترجمہ: قسم ہے برجوں والے آسمان کی ﴿۱﴾ اور اس (قیامت کے) دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ﴿۲﴾ اور اس کی جو حاضر ہوتا ہے اور اس کی جس کے پاس لوگ حاضر ہوتے ہیں ﴿۳﴾ خندق کھودنے والے مارے گئے ﴿۴﴾ جو خندقیں ایندھن والی آگ سے بھری ہوئی تھیں ﴿۵﴾ جس وقت وہ (خندق کھودنے والے) اس

(آگ) کے آس پاس بیٹھے تھے ﴿۶﴾ اور وہ ایمان والوں کے ساتھ جو ظلم کر رہے تھے اس کو اپنے سامنے دیکھ رہے تھے ﴿۷﴾ اور وہ (خندق کھودنے والے) ان (ایمان والوں) کو صرف اس وجہ سے سزا دے رہے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے جو بڑے زبردست تمام صفات والے تھے ﴿۸﴾ جس (اللہ) کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں ﴿۹﴾

محترم دوستو!

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں چند قسمیں کھا کر ایک واقعہ بیان فرمایا ہے:

پہلی قسم

اللہ تعالیٰ نے پہلی قسم آسمان کی کھائی:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾ ترجمہ: قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

کیسا عجیب آسمان اللہ تعالیٰ نے بنایا؟ جس میں الگ الگ منزلیں بنائیں، ان منزلوں میں اللہ کے فرشتے بیٹھتے ہیں۔

سورج، چاند، تارے اللہ کی یہ بڑی بڑی مخلوقیں آسمان میں ہیں، ایسی عجیب عجیب منزلیں اور بڑے بڑے قلعے اور بڑے بڑے ستارے والا آسمان اللہ نے بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی قسم کھانا

دینی بہنو! اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی قسم کھانا چاہے کھا سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی قسم کھائی ہے،

جب کسی مخلوق کے کسی خاص فائدے کو بتانا ہوتا ہے یا کسی خاص چیز کی کوئی اہمیت بتانی ہوتو اللہ تعالیٰ اس مخلوق کی قسم کھاتے ہیں، جیسے قرآن میں زمانہ، وقت کی قسم ہے، اللہ تعالیٰ بندوں کو سمجھاتے ہیں کہ وقت ضائع مت کرو، وقت برباد مت کرو، یہ وقت بہت اہم اور قیمتی ہے، اے انسانو! اس کی قدر کرو اور انسان جب وقت کی قدر کرتا ہے، برباد نہیں کرتا تو اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔

ہم صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھا سکتے ہیں

لیکن ہمارے لیے مسئلہ یہ ہے کہ پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم قسم نہ کھائیں، اگر ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ہوگی تو قسم کھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور اگر کبھی قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو صرف اور صرف اللہ کے پاک نام کی قسم کھائیں اور پھر اس کو پورا بھی کریں۔

گناہ کے کام کی قسم

کسی گناہ کے کام کی اور غلط کام کی قسم نہ کھاویں، اگر گناہ کے کام کی قسم کھاویں تو اس کو توڑ دیویں اور قسم پر عمل نہ کریں، جیسے آج کل ہماری نوجوان بہنیں ناجائز تعلقات میں وفاداری کی قسمیں کھاتی اور کھلواتی ہیں، یہ گناہ کا کام ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، اس کو توڑ دیویں اور قسم کا کفارہ دیویں۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم مت کھاؤ

حدیث میں نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی ماؤں اور باپوں کی اور بتوں کی

قسم مت کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم مت کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی قسم بھی صرف اسی وقت کھاؤ جب تم اپنی بات میں سچے ہو۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ابا کی قسم کھا رہے ہیں تو نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار رہو، اللہ تعالیٰ نے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، جس کو قسم کھانا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ چپ رہے۔

اس لیے صرف ضرورت کے موقع پر آدمی قسم کھائے اور سچی بات پر ہی قسم کھائے اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاک نام کی قسم کھائے اور قسم کھانے کے بعد اس کو پورا بھی کرے۔

دوسری قسم

دوسری قسم کھائی:

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲

ترجمہ: اور قسم ہے اس (قیامت کے) دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

قیامت کے دن کی قسم کھائی، بڑا خطرناک اور بڑا بھاری دن ہوگا۔

تیسری قسم

تیسری قسم اللہ نے "شَاهِدٍ" کی کھائی:

وَشَاهِدٍ

ترجمہ: اور قسم ہے اس کی جو حاضر ہوتا ہے۔

شاہد سے مراد

''شاہد'' کہتے ہیں جمعہ کے دن کو، جمعہ کے دن کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی، حدیث شریف میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ہوتی ہے، جو بندہ اس وقت اللہ سے بھلائی کی دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کو وہ بھلائی اور نیکی عطا فرما دیتے ہیں، کسی شر اور برائی سے پناہ کی دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس شر اور برائی سے اس کی حفاظت فرما لیتے ہیں۔

''شاہد'' قرآن مجید کی دوسری آیتِ کریمہ میں نبئ کریم ﷺ کو بھی کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ (الأحزاب)

ترجمہ: اے نبی! یہ بات یقینی ہے کہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور (ایمان والوں کے لیے) خوش خبری سنانے والا اور (کافروں کو عذاب سے) ڈرانے والا (بنا کر) بھیجا ہے۔

تو قسم جمعہ کے دن کی یا قسم نبئ کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت کی اور یہ بہت بڑی فضیلت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قسم کھائے اور جمعہ کا دن مراد ہے تو قرآن میں جمعہ کے دن کی قسم آئی؛ اس لیے اس کی اہمیت زیادہ ہوگئی۔

چوتھی قسم

چوتھی قسم اللہ نے کھائی ''مشہود'' کی:

وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾

ترجمہ: اور قسم ہے اس کی جس کے پاس لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

مشہود سے مراد

عرفہ کے دن کو ''مشہود'' کہتے ہیں۔

اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ جس کو ہم ''ذی الحجہ'' کا مہینہ کہتے ہیں، جس مہینے میں حج اور قربانی آتی ہے، اس مہینے کی نویں تاریخ کو عرفہ کا دن کہا جاتا ہے۔

عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت

حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص عرفہ کے دن روزہ رکھے اللہ اس کے اگلے سال کے اور پچھلے سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

اس لیے ذی الحجہ کی نویں تاریخ یعنی بقرہ عید سے ایک دن پہلے روزہ رکھنا چاہیے اور اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ عید کے ایک روز پہلے پیٹ کو آرام مل جائے گا تو پھر قربانی کا گوشت مسلسل کھانے میں بھی خیریت رہے گی۔

بہر حال! اللہ تعالیٰ نے ان چار چیزوں کی قسم کھائی:

(۱) آسمان کی۔

(۲) قیامت کے دن کی۔

(۳) جمعہ کے دن کی یا نبیٔ کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک کی۔

(۴) عرفہ کے دن کی۔

اور یہ چار قسمیں کھا کر اللہ ایک قصہ بیان فرما رہے ہیں۔

سوچو میری دینی بہنو! وہ قصہ کتنا عجیب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خود چار چار چیزوں کی قسم کھا کر وہ قصہ بیان فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس واقعے میں جو نصیحت کی باتیں ہیں اس کو سمجھنے کی، اس پر یقین کی، اس کے خیر اور معروفات پر عمل کرنے کی اور اس کے شر اور منکرات سے بچنے کی ہم کو توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے اللہ تعالیٰ اس واقعے کو ایمان اور یقین میں ترقی کا ذریعہ بنادے، آمین۔

یہ واقعہ کب ہوا؟

کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ کی پیدائش کے ستر (۷۰) سال پہلے یہ قصہ ہوا، موجودہ سعودیہ عربیہ کے بالکل پڑوس میں ''یمن'' ہے جس کی راجدھانی ''صنعاء'' ہے، یمن میں ایک بادشاہ تھا، جس کی پورے یمن پر حکومت چلتی تھی، اس بادشاہ کا نام ''یوسف'' تھا، لوگ اس کو ''یوسف ذونواس'' کہتے تھے۔

اس بادشاہ نے اپنے دربار میں ایک جادوگر کو رکھا تھا، وہ بڑا جادوگر تھا اور اس جادوگر کی مدد اور اس کے جادو سے وہ اپنی حکومت کو چلاتا تھا، جہاں کہیں اس کو پریشانی پیش آتی وہ اس جادوگر سے مدد لیتا اور وہ جادوگر اس کی مدد کرتا اور اس کی حکومت چلتی رہتی تھی۔

ایسا پرانے زمانے میں بہت ہوتا تھا کہ لوگ جادوگروں سے مدد لیتے تھے:

دوسروں پر قبضہ جمانے کے لیے۔

دوسروں کو اپنا تابع کرنے کے لیے۔

دوسروں پر اپنا رعب جمانے کے لیے۔

برے لوگوں سے بچنا چاہیے

آج بھی نعوذ باللہ! بہت سے مسلمان جادو کا سہارا لیتے ہیں، کسی کو قابو میں کرنا ہو، کسی کو تابع کرنا ہو تو جادو کی ہوئی چیز اس کو کھلا دیتے ہیں، جادو کی ہوئی چیز پلا دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے دوسرے مرد یا عورت کو اپنے قابو میں کر لیتے ہیں۔

اس لیے کبھی بھی چلتے پھرتے تعویذ اور عملیات والوں کے پاس ہرگز نہ جانا چاہیے، خاص کر کسی غیر مسلم یا بے نمازی اور جس کی دین داری کا کوئی ٹھکانا نہ ہو، جو متقی اور پرہیزگار نہ ہو، جو پردہ کا اہتمام نہ کرتا ہو ایسے کسی تعویذ اور عملیات والے کے پاس کبھی غلطی سے بھی نہیں جانا چاہیے۔

بعض مرتبہ اگر وہ کوئی چیز کھلائے نہیں، پلائے نہیں تو بھی وہ کچھ گندے کلمات پڑھتے ہیں، شرک والے کلمات پڑھتے ہیں جن کلمات کو پڑھ کر دم کرنے (پھونک مارنے) کی وجہ سے ہماری بہنوں اور بھائیوں کو پتہ نہیں چلتا اور وہ ان کے ایسے فرماں بردار ہو جاتے ہیں کہ ''وہ جو کہیں گے کریں گے'' ''جیسا وہ چاہیں کریں گے''۔

ہماری دینی بہنوں کا حال

مجمع میں بظاہر غیر مناسب لگنے والی ایک اہم بات بتاؤں! لیکن آپ بہنوں کی حفاظت ہو، آپ اپنے آپ کو بچائیں؛ اس لیے کہہ دیتا ہوں، اپنے یہاں ہندوستان (India) میں آج کل ایسا بھی ہو رہا ہے کہ مسلمان عورتیں مندروں میں جاتی ہیں، سادھوؤں کے پاس جاتی ہیں، غیر مسلم تعویذ والوں کے پاس جاتی ہیں اور مسلمانوں میں

بھی فاسق، فاجر، بے نمازی، بے دین، گنہ گاروں کے پاس جاتی ہیں، پھر وہ ان کو کچھ کلمات پڑھ کر کھلا دیں، پلا دیں تو ان بہنوں پر پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے کہ وہ پورے پوری اس کے کنٹرول میں آ جاتی ہیں اور کیا ہوتا ہے اس کو زبان پر لاتے بھی مجھ کو شرم آتی ہے، وہ سادھو، وہ فاسق، فاجر تعویذ والے ہماری دینی بہنوں کو ایسا قابو میں کر لیتے ہیں کہ جب ان کی مرضی میں آتا ہے ان کے ساتھ غلط کام کرتے ہیں، زنا کرتے ہیں، ایسے عجیب عجیب حالات وہاں ہو رہے ہیں اور ایسی کارگزاریاں ہمارے پاس آتی ہیں، پھر بڑی محنت سے کسی دین دار، نیک، تقویٰ والے عامل سے علاج کروا کر ان کا اثر کم کروانا پڑتا ہے۔

اس لیے اس لائن سے آپ سب کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے، میں آپ سے امید رکھتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ کبھی کسی غلط عملیات والے، تعویذ والے کے پاس- چاہے مسلمان ہو، چاہے غیر مسلم ہو- جانے سے اپنے آپ کو ضرور بچا کر رکھو گے۔

کبھی ایسی کوئی مجبوری ہو تو ایسے موقع پر کسی دین دار عالم، متقی، اللہ والے، مخلص کے پاس جاؤ اور اس میں بھی اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنے شوہر کو ساتھ میں رکھو۔

ہمارے تیسرے سال کے جو بیانات چھپے ہیں- اردو میں بھی اور گجراتی میں بھی، یہاں پر موجود ہیں اور وہ سی ڈیاں بھی آپ کے پاس ہیں- اس میں سنو اور پڑھو، عجیب عجیب قصے ہم نے ایسے غلط عاملوں کے غلط کاموں کے بیان کیے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری تمام دینی بہنوں کی ایسی چیزوں سے حفاظت فرمائیں۔

جادوگر کی ایک درخواست لڑکے کے بارے میں

تو یمن کے بادشاہ ''یوسف ذونواس'' نے اپنے پاس ایک جادوگر رکھا ہوا تھا اور وہ اس جادوگر کے ذریعہ جس پر چاہتا جادو کرواتا اور اس کو اپنے قابو میں کر لیتا، وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا اور اس جادوگر نے ایک دن اس بادشاہ سے کہا کہ: اے بادشاہ! میں بوڑھا ہو گیا، پتہ نہیں کب مجھے موت آ جائے؟ پھر میرا یہ جادو ختم ہو جائے گا، کوئی چھوٹا لڑکا جو بہت ہوشیار ہو تو مجھ کو دے دے؛ تاکہ میں اس کو یہ جادو سکھا دوں اور میرے مرنے کے بعد وہ بچہ تیری مدد کرے۔

بادشاہ نے تلاش کیا اور ایک چھوٹا لڑکا اس کو مل گیا جو بہت ذہین، ہوشیار تھا، اس کا حافظہ بھی بہت عمدہ تھا، بہت آسانی سے وہ باتوں کو یاد کر لیا کرتا تھا، بادشاہ نے اس بچے کو اس کے ماں باپ سے کہہ کر لے لیا کہ ''یہ بچہ جادو سیکھے گا اور مستقبل میں ہم اس کو بڑا عہدہ اور درجہ دیں گے اور اس کو اپنے دربار میں رکھیں گے''۔

اس کے ماں باپ بھی اس کو جادو سکھانے کے واسطے راضی ہو گئے۔

اب اس جادوگر نے اس لڑکے کے لیے وقت مقرر کر دیا کہ ''تجھے اتنے بجے میرے پاس آنا ہے اور اتنے بجے تک میرے پاس رہنا ہے، میں روز تجھ کو تھوڑا تھوڑا جادو سکھا دیا کروں گا''۔

وہ لڑکا اپنے گھر سے نکلتا اور چلتے چلتے اس جادوگر کے گھر جاتا اور وہ جادوگر روزانہ اس کو تھوڑا تھوڑا جادو سکھاتا، جب جادوگر کے پاس جادو سیکھنے کا وقت پورا ہو جاتا تو وہ بچہ چل کر اپنے گھر پر آ جاتا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو! بادشاہ نے اور جادوگر نے اس بچے کو جادو سکھانا چاہا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اس بچے کے لیے کچھ اور ہی فیصلہ تھا۔

اس بچے کا جو راستہ تھا اس راستے پر ایک بہت بڑے عالم، اللہ کے ولی رہتے تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے اور وہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا تھا اور انجیل کتاب کے وہ عالم تھے۔

یہ بچہ Detective Mind کا تھا اور بچوں کا دماغ کچھ قدرتی ایسا ہوتا ہے کہ وہ نئی نئی چیزوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔

ایک دن جب یہ بچہ اس جادوگر کے پاس جا رہا تھا تو تھوڑی دیر کے لیے اس عالم کے پاس بیٹھ گیا، عالم نے اس کو اللہ کی کتاب انجیل پڑھائی، اللہ کی کتاب تھی اس میں نور تھا، اس میں برکت تھی، خیر تھی۔

اُس زمانے میں انجیل کتاب کی باتیں آسمانی تھیں، اب تو انجیل میں بہت ساری ملاوٹیں ہوگئیں، اس قدر ملاوٹ ہے کہ آسمانی بات کونسی اور ملاوٹ کونسی یہ سمجھنا بھی مشکل ہے اور اب تو دنیا میں انجیل ہی نظر نہیں آتی، بائبل نام سے کتاب ملتی ہے، اس میں باتیں کس نے جمع کیں؟ کہاں سے جمع کیں؟ یہ بتانا بھی مشکل ہے۔

بہر حال! اس بچے کو جادوگر کے پاس جو جادو سیکھنے کو ملتا اس میں گندگی تھی، برائی تھی، شر تھا، دونوں چیزوں کے درمیان بہت بڑا فرق تھا کہ عالم کے پاس کتاب میں نورانیت ملتی، اچھے اخلاق سیکھنے کو ملتے اور وہاں جادوگر کے پاس اس کو برائی ہی برائی، گندگی ہی گندگی سیکھنے کو ملتی، قدرتی طور پر اس بچے کا دل اس عالم کے ساتھ لگ گیا۔

اللہ تعالیٰ کا عجیب نظام اور اس کی کتاب کی نورانیت

دیکھو! اللہ تعالیٰ کا نظام اس دنیا میں کس طرح چلتا ہے، یہ سمجھنے کی چیز ہے، یہ بچہ جب صبح کے وقت جادوگر کے پاس جاتا تو اس عالم کے پاس بیٹھ جاتا، عالم اس کو انجیل پڑھاتے اور اس بچے کو اتنا مزہ آتا تھا کہ وہ بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہتا تھا، پھر وہ عالم اس سے کہتے کہ: بیٹا! جاؤ وہ جادوگر تمھارا انتظار کر رہا ہوگا۔

وہ بچہ اٹھ کر جادوگر کے پاس جاتا تھا، دل نہیں چاہتا تھا؛ لیکن چوں کہ ماں باپ بھیجتے، بادشاہ کا آرڈر تھا؛ اس لیے وہ بچہ جاتا تھا۔

جادوگر کے پاس جانے کا جو ٹائم ہوتا اس میں اکثر دیر ہو جاتی؛ اس لیے وہ جادوگر اس کو مارتا تھا، یہ بچہ اس جادوگر کی مار کھا لیتا؛ لیکن روزانہ وہ اس عالم کے پاس ضرور جاتا اور کتاب کو وہ پڑھتا تھا اور جادوگر کے پاس دیر سے جاتا اور جادوگر کی مار کھاتا، پھر جب جادوگر کے پاس وقت پورا ہو جائے تو وہاں سے نکلتا اور آ کر پھر اس عالم کے پاس بیٹھ جاتا اور آ کر پھر اللہ کی کتاب انجیل پڑھتا تھا، اتنی دیر ہو جاتی کہ گھر جانے میں تاخیر ہو جاتی تھی تو گھر میں اس کی اماں اس کے ابا جان اس کو ڈانٹتے تھے کہ ”کہاں جاتا ہے؟ بہت دیر دیر سے آتا ہے، تیرا وقت تو اتنے بجے پورا ہو جاتا ہے پھر بھی تو کیوں دیر کرتا ہے“؟ اور مارتے تھے۔

غرض میری دینی بہنو! یہ اس عالم کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا تو جادوگر کے پاس لیٹ جاتا اور جادوگر مارتا تھا اور جادوگر کے پاس سے نکل کر جب واپس اپنے گھر جانا ہوتا تو پھر وہ اس عالم کے پاس پڑھنے کے لیے بیٹھ جاتا تو گھر پر دیر سے

پہنچتا تو ماں باپ اس کو مارتے تھے، اس بچے کو دونوں طرف سے مار پڑتی تھی؛ لیکن وہ تکلیف برداشت کرتا اور صبر کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کا دین سیکھتا اور پڑھتا رہا۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی نورانیت کی بات کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی مبارک کتاب کی مٹھاس معلوم ہو جائے، مزہ آجائے تو وہ چھوٹا سا معصوم بچہ بھی مار کھاتے کھاتے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہے، کیسا عجیب وہ بچہ ہوگا؟ لیکن دین کی تعلیم کی خاطر مار کھانے کی برکت ہوئی، وہ بچہ باکرامت اور علم والا بن گیا۔

ہمیں اپنے بچوں کے اوقات کی خاص فکر کرنی چاہیے

میری دینی بہنو! ایک سمجھنے کی بات یہ بھی ہے کہ ہمیں اپنے بچوں کے اسکول مدرسہ جانے کے اوقات (Time Table) پر خاص نظر رکھنی چاہیے کہ:

اس کی اسکول کا وقت کتنے بجے شروع ہوتا ہے؟

مدرسے کا وقت کتنے بجے شروع ہوتا ہے؟

کتنے بجے ختم ہوتا ہے؟

کتنے بجے یہ گھر پر آتا ہے؟

کہیں ہمارا بچہ مدرسے سے نکل کر کہیں ادھر ادھر گھومنے نہ چلا جائے، غلط دوستوں کے ساتھ نہ چلا جائے اور اس کی زندگی برباد نہ ہو جائے؛ اس لیے بچوں پر نظر رکھنے کی خاص عادت بناؤ، یہ بہت ضروری ہے۔

اب ہوا یہ کہ اس عالم کی صحبت کی برکت سے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے کی برکت سے وہ بچہ بچپن ہی میں اللہ کا ولی ہوگیا، بچپن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ولی بنا دیا۔

بچوں کو اللہ تعالیٰ کا ولی بنانے کا طریقہ

حقیقت بات یہ ہے کہ جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں بچپن ہی سے ان کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس لے جاؤ، علما کے پاس لے جاؤ، اللہ والوں کے پاس بھیجو، اولیاء اللہ کے پاس بھیجو، ان کے پاس دعائیں کرواؤ، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو بچپن ہی سے نیک اور صالح بنادیں گے۔

بچوں کے بارے میں ہماری ایک بری عادت

آج کل ہم لوگ جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں تب تو اللہ والوں کے پاس بھیجتے نہیں اور جب یہ بڑے ہو کر بگڑ جاتے ہیں تو بزرگوں کے پاس لے جاتے ہیں تب تو وقت بہت آگے نکل چکا ہوتا ہے، بچپن ہی سے ان کو اللہ کے نیک بندوں کے پاس لے جانے کی عادت بناؤ۔

خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات

حدیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمھارے گھر کا کوئی چھوٹا بچہ ہو تو ہمارے گھر کے کام کاج کے لیے دے دو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور مجھے آپ کے حوالے کیا کہ یہ آپ کی

خدمت کے لیے ہے۔

اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال کی تھی اور دس سال انھوں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال کی تھی، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوتیلے والد ہوتے تھے، ان کے حقیقی والد کا انتقال ہوگیا تھا، اس کے بعد ان کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تھا؛ اس لیے وہ ان کے سوتیلے ابا ہوتے تھے۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میری والدہ، خالہ، نانی وغیرہ گھر کی عورتیں مجھ سے پابندی کرواتی تھیں، یہ عورتیں تاکید کرکے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتی رہتی تھیں؛ چوں کہ بچوں کی طرف سے غفلت تو ہو ہی جاتی ہے، اگر میں ادھر ادھر ہو جاتا تو میرا خیال رکھا جاتا تھا اور میں نے دس سال خدمت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شفقت اور کریمانہ اخلاق

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کسی کرنے کے لیے کہے گئے کام کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ: یہ کیوں نہیں کیا؟

اور نہ کرنے کے لیے کہے گئے کام کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ: یہ کیوں کیا؟

یہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل شفقت اور اونچے اخلاق کا نمونہ تھا؛ ورنہ ظاہر ہے کہ دس سال کے بچے سے بھول ہونا اور خدمت کے معاملے میں کوتاہی ہونا یہ تو فطری چیز ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ٹوکا نہیں؛ بلکہ کبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لیے فرماتے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں بچہ ہونے کی وجہ سے کہہ دیتا تھا کہ نہیں جاؤں گا؛

حالاں کہ میرے دل میں ہوتا تھا کہ میں جاؤں گا؛ لیکن زبان سے یوں کہتا تھا، اس طرح بچوں کی عادت ہوتی ہے۔

خیر! یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ جو نبیٔ کریم ﷺ کے خادم تھے، ان کی والدہ نے ایک مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ: آپ اپنے خادم انس کے لیے دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں اور ان کے مال میں اور ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

حضور ﷺ نے دعا فرمائی، چنانچہ ان کی عمر سو سال کے قریب ہوئی اور اخیر میں جن صحابۂ کرام کی وفات ہوئی ان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور انھوں نے اپنی زندگی میں اپنی اولاد کی کئی پشتیں دیکھیں، انھوں نے اپنے ہاتھ سے خود کے ایک سو بیس (120) لڑکے لڑکیاں دفن کیے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مال میں بھی اتنی برکت دی کہ ان کے باغات سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتے تھے، ان کے باغ میں ایک پھول تھا جس کے اندر سے مشک کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

ایک روایت میں اس طرح ہے، حضور ﷺ نے آپ کے لیے تین خاص دعائیں کیں:

اللھم اکثر مالہ وولدہ وادخلہ الجنۃ۔

ترجمہ: اے اللہ! تو اس (انس) کے مال اور اولاد میں زیادتی عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں انصاری صحابہ میں بہت مال دار تھا اور

میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک سو بیس سے زائد صلبی لڑکے لڑکیاں دفن کیے ہیں، ان شاء اللہ جنت میں بھی داخل ہوں گا۔

میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ کے ذکر اور صحبت کی برکت

ہمارے سلسلۂ چشتیہ کے بزرگوں میں ایک بہت بڑے ہمارے پر دادا پیر حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ گذرے ہیں۔

میرے پیر حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ۔

ان کے پیر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ، فضائلِ اعمال کتاب والے۔

ان کے پیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ۔

ان کے پیر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ۔

ان کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ۔

اور حضرت حاجی صاحبؒ کے پیر حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ، وہ عجیب اللہ کے ولی تھے، آج بھی لوہاری۔ جو جلال آباد کے پڑوس میں ایک گاؤں ہے۔ وہاں حضرت کا حجرہ ہے، جہاں بیٹھ کر حضرت ذکر کیا کرتے تھے۔

حضرت میاں جیؒ کے انتقال سے تقریباً ایک سو اسی سال سے زیادہ سال گذر چکے؛ لیکن جس چھوٹے سے حجرہ میں بیٹھ کر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، آج تک اس حجرہ میں ان کے ذکر کی خوشبو محسوس ہوتی ہے، ایسا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو الف، با اور ناظرہ قرآن وغیرہ پڑھایا کرتے تھے، یوپی

میں جو چھوٹے بچوں کو قرآن پڑھائے اس کو ''میاں جی'' کہتے ہیں، اسی سے ان کا لقب مشہور ہے ''قطبِ عالم حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ''۔

ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے پاس جو چھوٹے چھوٹے بچے ''الف، با'' پڑھنے آتے، قرآن پڑھنے آتے ان کو بچپن ہی میں سلوک کے تمام مراحل طے کرا دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے بچوں کو اپنی روحانیت کی طاقت کی برکت سے اپنے زمانہ کا ولی بنا دیا کرتے تھے۔

تو قصہ یہ بیان ہو رہا تھا کہ وہ معصوم بچہ جو اس عالم کے پاس آنے جانے لگا تھا اس عالم کی برکت سے اپنے زمانے کا ولی بن گیا، ایک دن عجیب قصہ پیش آیا، ان بچوں کا دماغ Detective ہوتا ہے، وہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔

معصوم بچے کے سامنے دو چیزیں

اب اس بچے کے سامنے دو چیزیں تھیں:

ایک جادوگر استاذ تھا اور ایک عالم اس کے استاذ تھے۔

عالم کے پاس اپنی خوشی سے جاتا اور جادوگر کے پاس زبردستی جانا پڑتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے زمانے کے علما اور مکتب کے اساتذہ کو طلبہ سے ایسی شفقت، پیار اور محبت عطا فرمائے کہ بچے ان کے پاس خوشی خوشی جانے والے بن جائیں۔

الغرض! اس بچے کے معاملے میں دو چیزیں تھیں کہ جادوگر استاذ کے پاس زبردستی جاتا، عالم استاذ کے پاس خوشی خوشی جاتا، اب اس بچے کو دل میں یقین تو تھا کہ میرا یہ جادوگر استاذ غلط راستے پر ہے، وہ گندی باتیں سکھاتا ہے اور یہ عالم استاذ بھلی اور

پیاری اور دین کی باتیں مجھ کو سکھاتے ہیں؛ لیکن اس بچے نے سوچا کہ کبھی مجھ کو امتحان لینا چاہیے کہ ان دونوں استاذوں میں سے کون سے استاذ کا علم صحیح ہے؟ جادوگر استاذ کا علم صحیح ہے یا اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھانے والے استاذ کا علم صحیح ہے۔

امتحان کا ایک عجیب موقع

ایک مرتبہ قدرتی طور پر عجیب موقع آ گیا کہ ایک دن وہ بچہ دونوں استاذوں کے پاس جانے کے لیے صبح اپنے وقت پر نکلا تو دیکھا کہ راستہ بند (Block) ہے اور پورے شہر کے لوگوں کا ایک بہت بڑا مجمع بھیڑ لگا کر کھڑا ہے، اس لڑکے نے قریب جا کر پوچھا کہ: کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ: آج راستے کے بیچ میں ایک بہت بڑا اژدہا یا بڑا شیر بیٹھ گیا ہے، جس کی وجہ سے راستہ بند ہے، کسی کو آگے جانے کی ہمت نہیں ہے اور وہ جانور اتنا بڑا ہے کہ کوئی اس کو مارنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

دیکھو! جب اللہ تعالیٰ کسی علاقے کے لوگوں کو ایمان کی دولت سے نوازنا چاہتے ہیں تو کیسے کیسے ایمانی حالات پیدا فرماتے ہیں، اس بچے کے دل میں ایک قدرتی بات آئی، اس نے سوچا کہ آج بہت اچھا موقع ہے کہ میں امتحان لے لوں کہ کس کا دین، کس کا علم صحیح اور اچھا ہے؟

اس نے ہاتھ میں ایک تیر لے کر اس کو کمان پر چڑھایا اور اس بڑے جانور کی طرف اس نے تیر تانکا اور پھر اس نے اپنی زبان سے۔ چوں کہ اس کو پورا یقین تھا کہ جادوگر استاذ کا دین اور علم غلط ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھانے والے استاذ کا علم اور دین صحیح اور سچا ہے تو اس بچے نے تیر چلایا، بعض روایات میں ہے کہ اس نے پتھر اٹھا

کر پھینکا اور پتھر مارتے وقت۔ یہ نیت کی کہ "میرے استاذ جن کے پاس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہوں، جن سے میں اللہ تعالیٰ کا دین پڑھتا ہوں اگر اس کا دین صحیح ہے، اس کا علم صحیح ہے تو یہ بڑا جانور مر جائے" یہ کہہ کر اس نے زور سے ایک پتھر اس جانور کی طرف پھینکا یا تیر چلایا، سبحان اللہ!!!

جنگِ بدر میں آپ ﷺ کا کنکر پھینکنا

قرآنِ مجید میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں:

بدر کی جنگ کے موقع پر جب خطرناک حالات تھے، اسی طریقے پر جب ہجرت کے موقع پر مکہ کے کافروں نے حضور ﷺ کو گھیر لیا تھا تو نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ میں ایک مٹھی کنکر اور ریت کی اٹھائی اور دشمنوں کی طرف پھینکی اور قرآن کی آیت پڑھتے گئے:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:۱۷)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) جب تم نے ان پر (مٹی) پھینکی تھی تو وہ تم نے نہیں؛ بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔

اللہ فرماتے ہیں کہ: ظاہر میں تو ایسا لگا کہ اللہ کے نبی نے ایک مٹھی کنکری ڈالی، دنیا نے ایسا دیکھا؛ لیکن حقیقت بات یہ ہے کہ وہ کنکریاں جو پھینکیں وہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

آپ ﷺ کی عجیب شان

اللہ تعالیٰ نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو عزت کا، محبت کا کیسا مقام اور مرتبہ عطا

فرمایا کہ کنکریاں حضور ﷺ پھینکیں اور اللہ یہ فرمائے کہ ''اے میرے نبی! وہ کنکر آپ نے نہیں پھینکے وہ تو اللہ نے پھینکے ہیں'' جس کام کو میرے حضور کریں اس کام کو اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ وہ کام میں نے کیا ہے۔

آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ کی دوسری مثال

قرآن کی ایک دوسری آیت میں ہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہو رہے ہیں۔ یہ بیعت ہونا اور کرنا حضور ﷺ کے زمانے سے مبارک سنت ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جنگل میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو قرآنِ مجید میں بیان فرمایا، سبحان اللہ! کتنی پیاری بات اللہ نے فرمائی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ (الفتح:۱۰)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) جو لوگ تم سے بیعت کر رہے ہیں، وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کر رہے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

عجیب بات! بیعت فرما رہے تھے نبیٔ کریم ﷺ، حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک اوپر ہوتا صحابی کا ہاتھ مبارک نیچے ہوتا اور حضور ﷺ درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ''جن صحابہ نے، جن خوش نصیب لوگوں نے اس درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی انھوں نے حقیقت میں اللہ سے بیعت کی ہے''۔

وہ ہاتھ جو دکھنے میں حضور ﷺ کا تھا وہ حقیقت میں اللہ کا ہاتھ تھا، میرے حضور

اللہ کے یہاں کتنے پیارے، کتنے لاڈلے، سبحان اللہ!!!

ہم بہت خوش نصیب ہیں

ایک قدم آگے چل کر سنو! ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے ہم کو ایسے رحمت والے نبی کا امتی بنایا ہے، اللہ نے ہم گنہگاروں کی گندی زبان کو اس نبی پر درود پڑھنے کے لیے قبول فرمایا، کہاں ہماری گندی زبانیں؟ کہاں ہمارے گندے منہ اور کہاں حضور ﷺ پر مبارک درود؟ یہ مجھ پر اور آپ پر بڑا اکرم ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ کے کروڑوں درود اتریں، اللہ کی کروڑوں رحمتیں اتریں، اللہ کے کروڑوں سلام اتریں ہمارے حضور ﷺ کے ان نورانی اور برکتوں والے ہاتھوں پر۔

ان شاء اللہ ہم بڑے خوش نصیب ہوں گے، ایسے نورانی اور مبارک ہاتھوں سے، جن ہاتھوں کو اللہ اپنا ہاتھ بتلائے، قیامت کے دن ہم پاپی اور گنہگار امتیوں کو اللہ تعالیٰ حوضِ کوثر کا پانی عطا فرمائیں گے۔

ایک اور خوش نصیبی کی بات

اس سے بڑھ کر اور عجیب خوش نصیبی کی بات:

ایسے گنہگار امتیوں کو ان مبارک ہاتھوں سے ہاتھ ملانے کا اور مصافحہ کرنے کا موقع نصیب ہو، نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کرنے اور ہاتھ میں ہاتھ ملانے کا موقع

اللہ تعالیٰ امتیوں کو عطا فرمائیں گے۔

کتنا پیارا اور نورانی وقت ہوگا کہ قیامت کے میدان میں حضور ﷺ کا مصافحہ اور آپ کی ملاقات نصیب ہوگی!!!

پچاس مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت

حضرت عبدالرحمن بن عیسیٰؒ کی روایت میں ہے:

جو مسلمان روزانہ پچاس مرتبہ درود پڑھے (یہ Special الگ حدیث ہے) پچاس مرتبہ اسی نیت سے درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو قیامت کے دن نبیٔ کریم ﷺ کا مبارک مصافحہ، مبارک ملاقات عطا فرمائیں گے۔

آپ ﷺ کا معجزہ

میری دینی بہنو! ایک کنکری مٹھی حضور ﷺ نے ڈالی اور تمام دشمنوں کے آنکھوں میں پہنچ گئی، کوئی حضور ﷺ کو دیکھ نہیں سکا اور حضور ﷺ اطمینان کے ساتھ گھر سے نکل کر مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے اور بدر میں ایک مٹھی کنکری دشمنوں پر گری اور تمام دشمن آنکھ ملتے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح اور کامیابی عطا فرما دی۔

ایسے زبردست معجزات ہمارے حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے جانور مر گیا

بہر حال! اس بچے نے تیر یا پتھر مارا اور یہ نیت کی کہ اگر عالم کا دین سچا ہے تو یہ جانور مر جائے، اللہ کی عجیب قدرت! وہ تیر لگا اور لگتے ہی وہ جانور مر گیا اور لوگوں نے

بڑی خوشی سے اس مرے ہوئے جانور کو راستے سے ہٹایا اور لوگوں کا راستہ کھل گیا۔

پورے شہر میں یہ بات پھیل گئی اور اس بات کا چرچا ہو گیا کہ یہ لڑکا صحیح دین پر ہے اور اس بچے کی پورے شہر میں لوگ تعریف کرنے لگے اور آہستہ آہستہ لوگ اس بچے کے پاس آتے، آکر اس بچے سے پوچھتے:

بیٹا! تیرا دین اور مذہب کیا ہے؟ تو کونسے دین اور مذہب پر عمل کرتا ہے؟

وہ بچہ ایک اللہ تعالیٰ کی بات بتلاتا تھا اور لوگ اس کے مذہب پر، ایک اللہ پر ایمان لاتے تھے اور اللہ پر ایمان لاکر مسلمان اور مومن بنتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ایک معصوم بچے کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ اپنے دین کو پھیلانا شروع کر دیا اور یمن میں ایمان کا ماحول بننے لگا۔

اس بچے کا نام حدیث کی کتابوں میں ''عبداللہ بن تامر'' آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو پیارے نام

حدیث میں ہے کہ تم اپنے بچوں کا نام عبداللہ رکھو، عبدالرحمن رکھو، عبیداللہ رکھو، یہ نام اللہ کو بہت پسند ہیں، اللہ کی نظر میں بڑے پیارے نام ہیں۔

''محمد'' نام بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے، حدیث شریف میں ہے:

اذا سمیتم الولد محمداً فاکرموہ وأوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجھاً۔ (طبرانی)

ترجمہ: جب تم اپنے لڑکے کا نام ''محمد'' رکھو تو اس کی عزت کرو اور اس کو مجلس میں جگہ دو اور اس کو تکلیف پہنچے ایسا کوئی کام نہ کرو۔

بچوں کو سکھانے کی بات

میری دینی بہنو! ایک نکتے (Point) کی بات سمجھ لو، اس بچے نے لوگوں کے لیے جو تکلیف کی چیز تھی، وہ ختم کر دی اور لوگوں کے لیے راحت کا کام کر دیا، راستہ بند تھا، اس بچے نے تیر یا پتھر مار کر اس جانور کو مار ڈالا اور راستہ کھول دیا اور لوگوں کو راحت نصیب ہو گئی۔

اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بچپن ہی سے یہ بات سکھاؤ کہ بیٹا! لوگوں کو راحت پہنچانے کا کام کرو، لوگوں کی تکلیف دور کرنے کا کام کرو، لوگوں کی خدمت کا کام کرو، تمھارے ذریعہ سے اللہ لوگوں کی تکلیف اور مصیبت کو دور کر دے، تمھارے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو راحت پہنچائے، ایسے کام کرو۔

مکہ میں افطاری کے وقت عرب بچوں کی خدمت

آپ مکہ میں دیکھتے ہیں کہ عربوں کے چھوٹے چھوٹے بچے حرم شریف میں رمضان میں عمرہ کرنے والوں کی کیسی خدمت کرتے ہیں؟ زبردستی پکڑ پکڑ کر ان کو افطار کے دستر خوان پر بٹھاتے ہیں اور عربی میں کتنی پیاری پیاری باتیں بولتے ہیں:

أُمِّي، أَبِي، عَمِّي، اماں، ابا، چچا آؤ! ہمارے دستر خوان پر بیٹھ کر افطار کر لو۔

کیسا عجیب منظر حرم شریف میں دیکھنے کو ملتا ہے!!!

منیٰ، عرفہ، مزدلفہ میں پیدل چلنے والے حاجیوں کو اصرار کر کے زبردستی ٹھنڈا (Drinks) اور پانی کی بوتلیں دیتے ہیں۔

جنت کمانے کا بہت آسان راستہ

اپنے معصوم بچوں کو بھی لوگوں کی خدمت کرنا، لوگوں کو راحت پہنچانا سکھلاؤ کہ اگر بچپن سے اس کی عادت بنے گی تو یہ بڑے ہو کر ان شاء اللہ لوگوں کے اور ماں باپ کے خدمت گزار بنیں گے اور صحیح بات ہے کہ خدمت کے راستے سے آسانی سے جنت ملتی ہے، جنت کمانے کا یہ بہت آسان راستہ ہے، اللہ تعالیٰ یہ ماحول ہمارے یہاں عام اور قائم فرمائے، آمین۔

بادشاہ کے دربار کے ایک اندھے آدمی کا واقعہ

خدا کی قدرت دیکھیے! اس بادشاہ کے دربار میں ایک اندھا آدمی بھی بیٹھتا تھا، جو بادشاہ کا خاص آدمی تھا، بادشاہ اس پر بڑا بھروسہ کرتا تھا اور بادشاہ اس کے ساتھ بڑے محبت کا برتاؤ کرتا تھا، وہ آدمی اندھا ہو گیا تھا، پہلے اس کی آنکھیں اچھی تھیں بعد میں اس کی آنکھیں خراب ہو گئی تھیں، جب اس کو پتہ چلا کہ یہ کوئی عجیب وغریب بچہ ہے اور اس کے پاس کوئی اللہ کی کتاب کا علم ہے تو اس بچے کے پاس لوگ آنے لگے، بیمار لوگ آتے، پریشان لوگ آتے وہ ان سب کی خدمت کرتا تھا اور سب کو کہتا تھا کہ:

بھائیو! ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔

اللہ تمھیں بیماری سے شفا دے دیں گے۔

اللہ تمھاری پریشانی اور مصیبت کو دور کر دیں گے۔

ہر ایک کو وہ بچہ یہی تعلیم دیتا تھا۔

اب اس اندھے آدمی کو پتہ چلا تو وہ بھی اس کے پاس گیا اور کہا کہ: بیٹا! میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں تو میری آنکھوں کو اچھا کر دے اور ساتھ میں بہت سارے تحفے بھی لے کر گیا اور بچے کو تحفوں کی لالچ دی۔

اس بچے نے جواب دیا کہ: تحفے تو تم واپس رکھ لو، اس بچے نے کتنا پیارا ایمان سے بھرا ہوا جواب دیا کہ: تیری آنکھوں کو اچھا کرنا میرے بس میں نہیں ہے؛ بلکہ اللہ کی قدرت میں ہے، تو اللہ پر ایمان لے آ، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں اللہ تیری آنکھوں کو اچھا کر دیں گے۔

اس اندھے آدمی نے کلمہ پڑھا، اس بچے نے دعا کی ''اے اللہ! تو اس آدمی کو شفا دے دے۔

چنانچہ اللہ کے کرم سے اس کی دونوں آنکھیں اچھی ہوگئیں اور وہ آدمی صحیح سلامت بادشاہ کے دربار میں گیا تو بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کل تک اندھا تھا اور آج کیسے اچھا ہوگیا؟ بادشاہ نے پوچھا: تجھے کس نے اچھا کر دیا؟

اس نے جواب دیا: میرے مالک اللہ نے میری آنکھوں کو اچھا کر دیا۔

اس پر بادشاہ کو بڑا غصہ آیا اور غصہ میں کہنے لگا کہ: تیرا مالک تو میں ہوں، کون تیرا دوسرا مالک ہے؟

اس نے کہا کہ: تو بادشاہ ہے، مالک نہیں ہے، مالک تو اللہ ہے، اسی اللہ نے مجھے اچھا کر دیا ہے۔

بادشاہ کو اور بھی غصہ آیا اور اس نے اس آدمی کو جیل میں بھیج دیا اور سخت سزا کا

حکم دیا، بہت پٹائی کروائی، صحیح صحیح بتا کون تیری آنکھوں کو اچھا کرنے والا ہے؟ اس نے اس لڑکے کا نام بتادیا اور اس عالم کا نام بتا دیا۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے پر ظلم

بادشاہ نے اس عالم کو بلوایا اور زبردستی کی، ظلم کیا اور کہا کہ: تو اپنا دین چھوڑ دے، ایمان چھوڑ دے۔

اس پر اس عالم نے ایمان چھوڑنے سے انکار کیا تو اس ظالم بادشاہ نے اس عالم کے سر پر آرہ (کروت) رکھوا کر دو ٹکڑے کر دیے اور زندہ قتل کر دیا۔

دیکھو! ایمان کی خاطر کتنی تکلیفیں اٹھائیں، زندہ چیر دیا گیا اور اس آدمی کو جو اس بادشاہ کا درباری تھا اور پہلے اندھا تھا، اب اس بچے کی دعا اور ایمان کی برکت سے اچھا ہو گیا تھا اس کو بھی قتل کر دیا، اس طرح ان دونوں کو بادشاہ نے قتل کر دیا۔

لیکن اس نے ابھی اس بچے کو قتل نہیں کروایا کہ اس کے ساتھ اس کی غرض لگی ہوئی تھی کہ وہ بچہ بڑا جادوگر بن جائے اور جادوگر بن کر اس کی مدد کرے؛ اس لیے اس نے اس بچے کو قتل نہیں کروایا؛ بلکہ بادشاہ نے خود اس بچے کو بلا کر کہا کہ:

بیٹا! تو نے جادوگر سے بہت جادو سیکھ لیا، تو اندھوں کو بھی جادو کے ذریعہ اچھا کرنے لگا ہے۔

لڑکے نے صاف جواب دیا کہ: میں کسی کو شفا نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے، بادشاہ نے بچے کو بہت تکلیفیں دی، تب لڑکے نے اس عالم کا نام بتا دیا کہ مجھے عالم صاحب آسمانی کتاب کی باتیں سکھاتے تھے۔

آگے والی آیت میں جو واقعہ ہے ان شاء اللہ آئندہ کل کی مجلس میں ہم ذکر کریں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو بھی ایسا ایمان اور یقین نصیب فرمائے اور ہمارے بچوں کو بچپن سے نیک لوگوں کے ساتھ رہنے کی اور رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ عالم اور زمانہ کا ولی اور متقی بنائے، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور ہمارے گھروں میں اللہ اپنے فضل وکرم سے علما، صلحا اور اولیاء اللہ پیدا فرمائے، جو ہمارے لیے آخرت میں صدقۂ جاریہ بنے اور اللہ ہمیں ایسا پاکیزہ ماحول اور پاکیزہ یقین عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولاالہ غیرک

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمدوعلی ال سیدنا ومولانا محمد کماتحب وترضی عددماتحب وترضی یا کریم

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین

اے اللہ! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرما۔

قبر کے عذاب سے حفاظت فرما۔

موت کی تکلیف سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! اپنے فضل وکرم سے جنت الفردوس کا اولین داخلہ نصیب فرما۔

اے اللہ! اپنے فضل وکرم سے جنت الفردوس کا اولین داخلہ نصیب فرما۔

اے اللہ! اپنے فضل وکرم سے جنت الفردوس کا اولین داخلہ نصیب فرما۔

عید کا چاند نکلنے سے پہلے ہم کو کامل تقویٰ عطا فرما۔

اے مالک! زندگی میں بہت ماہِ مبارک گزرے، بہت روزے رکھے؛ لیکن اے اللہ! آج تک ہماری زندگیوں میں تقویٰ پیدا نہیں ہوسکا، اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو کامل تقویٰ عطا فرما۔

دنیا وآخرت میں تیری رضا عطا فرما۔

ہماری جائز مرادوں کو پورا فرما۔

نبیٔ کریم ﷺ نے جتنی بھلائیاں مانگیں اور بتلائیں ہم سب کو عطا فرما۔

نبیٔ کریم ﷺ نے جن شرور سے پناہ چاہیں ان سے ہماری اور پوری امت کی حفاظت فرما۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

ایک عورت کا
ایمان تازہ کرنے والا واقعہ
(اصحابِ اخدود کا واقعہ)

(دوسری قسط)

اقتباسات

مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ عورتیں اس دنیا میں ایسی گزری ہیں کہ وہ تمام عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں: (۱) حضرت مریمؓ (۲) فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ (۳) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ (۴) حضرت فاطمۃ الزہراءؓ (۵) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ۔

اللہ کے سامنے دعا آہستہ آہستہ کرنی چاہیے، چپکے چپکے کرنی چاہیے، دعا میں بہت شور نہیں مچانا چاہیے۔

حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ: جہاں دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے، میں وہاں ہوتا ہوں۔

اللہ کے ایک ولی کا ملفوظ ہے کہ اللہ والوں سے تعلق کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے اللہ ایمان پر موت عطا فرمائیں گے......ان شاء اللہ۔

ولادت کے سلسلے کو رکوانا انبیاء علیہم السلام کی متفقہ سنت کی مخالفت ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی خدمت میں لوگ بچوں کو دعا کروانے لاتے تو حضرتؒ **پانچ عین** سے دعا فرماتے: اللہ تمھارے بچے کو علم، عمل، عمر، عزت، عافیت سے نوازے، پھر فرماتے: ذاکر، شاکر، داعی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

اللہ تعالیٰ جس بندے پر بھی سلام بھیجیں وہ اس بندے کے لیے بڑی عزت اور بڑی شرافت کی بات ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ؕ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُهُوْدٌ ؕ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ؕ﴿۹﴾ (البروج)

معصوم بچے کو قتل کرنے کی بادشاہ کی سازش

گذشتہ کل اس آیت میں جو واقعہ ہے وہ آپ کے سامنے شروع کیا گیا تھا، بات یہاں تک پہنچی تھی کہ یمن کے بادشاہ یوسف نے اس عالمِ دین کو قتل کروادیا اور وہ اندھا آدمی جس کو اس معصوم بچے عبداللہ کی دعا کی برکت سے شفا ہوگئی تھی اور آنکھوں

سے دیکھتا ہو گیا تھا اس کو بھی قتل کروا دیا، اب بادشاہ کا پورا پورا غصہ اس چھوٹے سے معصوم بچے پر تھا، بادشاہ کی کوشش یہ تھی کہ کسی طریقے سے اس بچے کو بھی قتل کر دیا جائے۔

میری دینی بہنو! جیسا کہ جب واقعہ شروع ہوا تب آپ نے سنا تھا کہ اس بچے سے بادشاہ کو اپنی ایک غرض اور مطلب تھا، اس بچے کو جادو سکھایا جا رہا تھا اور جادو سکھانے کے لیے خود بادشاہ نے اس کو پسند کیا تھا؛ لیکن جب یہ بچہ ایمان لے آیا تو ایمان کی وجہ سے بادشاہ کو اس بچے سے دشمنی ہو گئی۔

دشمنی ایمان کی خاطر بھی ہوتی ہے

ایسا دنیا میں بہت سی مرتبہ ہوا کہ ایمان کی خاطر دشمنی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آیتِ کریمہ میں یہی بات فرمائی:

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ (البروج)

اور وہ ایمان والوں کو کسی اور بات کی نہیں، صرف اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ اس اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو بڑے اقتدار والا، بہت قابل تعریف ہے۔

یعنی ان کی دشمنی بس اسی وجہ سے تھی کہ وہ ایک اللہ پر ایمان لائے تھے۔

بچے کو پہاڑ پر لے جانا

اب بادشاہ نے اس معصوم بچے کو قتل کرنے کا پلان بنایا تو اپنی پولیس کو کہا کہ: اس بچے کو لے کر پہاڑ پر جاؤ، پہاڑ پر لے جا کر اس کو نیچے پھینک دو اور اس کو قتل کر دو۔

پولیس کے لوگ اس معصوم بچے کو لے کر ایک پہاڑ پر گئے، ان کی ناپاک نیت

یہ تھی کہ اس معصوم بچے کو نیچے گرا کر قتل کر دیں۔

جب پہاڑ کے اوپر پہنچے ہیں تو- چوں کہ یہ بچہ اس عالم کی صحبت میں رہنے کی برکت سے بڑا عالم اور ولی بن گیا تھا- اس نے فوراً اللہ کے سامنے دعا مانگنی شروع کر دی:

اے اللہ! یہ لوگ مجھے قتل کرنے کے لیے لائے ہیں، مجھے اوپر سے نیچے گرانے کے لیے لائے ہیں تو میری مدد فرما اور تو میری حفاظت فرما۔

ایک چھوٹا سا معصوم بچہ ہے؛ لیکن اس کی سوچ کتنی پیاری ہے کہ ایسی تکلیف کے موقع پر بھی میرے اللہ میری مدد فرمائیں گے۔

بس! اس بچے نے معصوم معصوم ہاتھ اٹھا کر معصوم معصوم زبان سے کیا پیاری دعا مانگی کہ ایک دم زلزلہ شروع ہو گیا، ایسا خطرناک زلزلہ (Earthquake) آیا کہ جتنے بادشاہ کے آدمی اس بچے کو پکڑ کر لے گئے تھے وہ تمام پہاڑ کے اوپر سے نیچے گر گئے اور ان تمام ظالموں کی موت ہو گئی، ایک بھی نہیں بچ سکا اور اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو زندہ اور سلامت رکھا، یہ اس بچے کی دعا کی برکت تھی۔

جب وہ تمام آدمی مر گئے تو وہ بچہ آہستہ آہستہ نیچے اترا اور شہر میں داخل ہوا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچ گیا، بادشاہ اس کو دیکھ کر کہتا ہے:

ارے! تو کیسے زندہ آ گیا؟ میرے آدمی کہاں گئے؟

بچے نے پوری بات سنائی کہ: اے بادشاہ! میں نے میرے مالک اللہ کے سامنے دعا کی اور دعا کی طاقت اور دعا کی برکت سے زلزلہ آیا اور تیرے تمام آدمی مر گئے اور میرے اللہ نے مجھ کو زندہ اور سلامت رکھا، اس نے پوری ہمت کے ساتھ بادشاہ کے سامنے جواب دیا۔

بچے کو قتل کرنے کا دوسرا پلان

پھر بادشاہ نے اس بچے کو قتل کرنے کا دوسرا پلان بنایا، اپنے بہت سارے لوگوں کو بلا کر کہا: اس بچے کو لے کر ایک کشتی میں بٹھاؤ اور گھومنے پھرنے کے نام پر اس کو دریا میں لے جاؤ اور وہ کشتی جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو اس بچے کو اٹھا کر دریا میں پھینک دینا اور پانی میں ڈبو کر ختم کر دینا۔

چنانچہ بادشاہ کے آدمی اس بچے کو گھومنے پھرنے کے نام پر لے کر نکلے، کشتی میں بٹھایا اور لے کر دریا میں آگے بڑھے، جب دریا کے بیچ میں کشتی پہنچی اور ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ بچے کو اٹھا کر دریا میں ڈال دیں، تو پھر اس بچے نے اللہ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اللہ سے دعا مانگنا شروع کی:

اے مصیبت میں مدد کرنے والے اللہ! یہ لوگ مجھے ڈبونا چاہتے ہیں تو میری حفاظت فرما لے، تو میری مدد فرما۔

چنانچہ خدا کی شان دیکھیے! آندھی اور طوفان شروع ہوا اور ایسی خطرناک آندھی اور طوفان آیا کہ پوری کشتی الٹ گئی اور جتنے لوگ اس بچے کو لے کر گئے تھے، تمام مر کر ختم ہو گئے اور اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے پانی پر تیراتے ہوئے اطمینان کے ساتھ کنارے پر پہنچا دیا، دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس بچے کی حفاظت فرمالی۔

دعا کی برکت سے مصیبت دور ہو جاتی ہے

میری دینی بہنو! ہمیشہ یہ بات یاد رکھو، بڑی سے بڑی تکلیف اور مصیبت کے موقع پر دعا ایک ایسی طاقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مصیبت کو دور فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكۡشِفُ السُّوۡٓءَ (النمل: ۶۲)

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بے قرار اس کو پکارتا ہے تو اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور تکلیف دور کر دیتا ہے۔

کوئی مجبور مرد یا عورت اللہ کو پکارے تو اللہ اس کی دعا قبول فرما لیتے ہیں اور اس کی تکلیف کو دور فرما دیتے ہیں۔

پھر یہ بچہ کنارے پر آیا اور چلتے چلتے بادشاہ کے دربار میں پہنچا، بادشاہ اس کو دیکھ کر حیران ہوا اور کہا: کہاں گئے وہ لوگ جو تجھے ڈبونے کے لیے گئے تھے؟

اس نے کہا: وہ سب ڈوب کر ختم ہو گئے اور میرے اللہ نے میری حفاظت فرمالی، بڑے ایمان اور یقین کے ساتھ اس نے جواب دیا۔

اب یہ بادشاہ یوسف ذونواس پریشان ہے کہ کس طرح اس بچے کو قتل کرے، یمن کے لوگوں میں یہ خبر بھی مشہور ہوگئی کہ یہ بچہ سلامت رہ جاتا ہے اور جو بھی اس کو مارنے جاتا وہ مر جاتا ہے۔

بچے نے اپنے قتل کا طریقہ خود بتایا

پھر اس بچے نے بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ! اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میں خود تجھے بتلاتا ہوں کہ تو مجھے کیسے قتل کر سکتا ہے؟ میں جو طریقہ بتلاتا ہوں، اس طریقے

کے مطابق اگر تو مجھے قتل کرے گا تو میں مروں گا، ورنہ میں نہیں مر سکتا۔

بادشاہ نے کہا: جلدی سے بتا! وہ کیا طریقہ ہے کہ جس طریقے سے تو مر جائے اور تو قتل ہو جائے؟

اس بچے نے جواب دیا کہ: ایک بہت بڑے میدان کے بیچ میں ایک لکڑی کھڑی کرا اور اس لکڑی پر مجھے لٹکا اور پورے یمن کی عوام کو جمع کرا اور سب لوگوں کے مجمع میں اس طرح مجھے قتل کر کہ: اپنے ہاتھ میں ایک تیر لے اور دور سے کھڑے ہو کر تو مجھ پر تیر چھوڑ؛ لیکن تیر چھوڑتے وقت اپنی زبان سے یوں کہنا:

بِسْمِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ۔

میں اس بچے کے رب کے نام سے تیر چلاتا ہوں۔

ایسا کہنا اور ایسا کہہ کر تو مجھ پر تیر چلا دینا تو میرا قتل ہو جائے گا۔

میری دینی بہنو! یہ بادشاہ جو ایک اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا، اسی ایمان کی خاطر وہ سب کا دشمن بن گیا تھا؛ لیکن آج جب اس بچے کو قتل کرنے کا موقع آیا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بچے کے کہے ہوئے پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا، یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے، ایمان کی دعوت کی تیاری ہو رہی ہے، یہ بچہ اپنی جان دے رہا ہے؛ لیکن ہزاروں انسانوں کے لیے ایمان کا ذریعہ بن رہا ہے۔

بچے کی شہادت اور اس کی برکت

بادشاہ نے ایک بڑا میدان تیار کیا اور اس کے بیچ میں ایک لکڑی لگائی اور اس پر اس بچے کو زندہ لٹکا دیا اور یمن کے لوگوں کو جمع کیا، پورے یمن کے لوگ اس بچے کو

دیکھ کر حیران تھے، یہ کیسا بچہ ہے جو دعا کر کے بیماروں کو اچھا کر دیتا ہے!!!

سب لوگ جمع ہو گئے، بادشاہ نے اپنے ہاتھ میں تیر لیا اور تیر لے کر زور سے اس نے پڑھا:

بِسْمِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ۔

یہ کہہ کر اس نے زور سے ایک تیر چلایا اور وہ تیر بچے کے کان کے پاس آ کر اس کے سر میں لگ گیا، خون کا فوارہ اڑا اور اس بچے کو شہادت نصیب ہو گئی، وہ معصوم بچہ شہید ہو گیا، انتقال کر گیا، اس نے اپنی جان دے دی، قربانی دے دی۔

اس کی قربانی پر اللہ نے یمن میں ایمان کی ہواؤں کو چلایا اور جو لوگ اس میدان میں جمع ہوئے تھے، سب نے اس حق چیز کو آنکھوں سے دیکھ کر نعرہ لگایا اور تقریباً تمام کے تمام لوگوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، سب کی زبان پر کلمہ تھا:

اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ۔

اس بچے کے اللہ پر ہم ایمان لاتے ہیں۔

ہزاروں لوگوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا کہ جو بچہ کسی طرح قتل نہیں ہو سکا، صرف اس کے رب کا مبارک نام لیا گیا تو وہ شہید ہو گیا، معلوم ہوا کہ وہ بچہ جس رب کی دعوت دیتا تھا وہ حق ہے۔

جب بادشاہ نے یہ منظر دیکھا تو بادشاہ بہت پریشان ہوا کہ:

ارے! میں تو لوگوں کو ایمان سے روکنا چاہتا تھا۔

ایمان سے روکنے کے لیے اندھے کو قتل کر دیا۔

ایمان سے روکنے کے لیے عالم کو میں نے قتل کر دیا۔

ایمان سے روکنے کے لیے اس معصوم بچے کو قتل کر دیا۔

لیکن یہ تو الٹا ہو گیا کہ جیسے ہی بچے کو قتل کیا، ہزاروں لوگ کلمہ پڑھ کر ایمان میں داخل ہو گئے۔

ایمان قربانی سے پھیلتا ہے

حقیقت ہے کہ ایمان قربانی کی برکت سے پھیلتا ہے، جتنی قربانی ہوتی ہے اتنا ایمان چمکتا ہے، اس بچے نے جان دے دی، شہید ہو گیا؛ لیکن اس کی برکت سے ہزاروں لوگوں کو ایمان نصیب ہو گیا۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس بچے کے خون کا فوارہ نکلا، خون بہنا شروع ہوا اور اس بچے نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

بادشاہ کا خندق کھدوانا

جب ہزاروں لوگ ایمان میں داخل ہو گئے تو بادشاہ اور کافر لوگ بہت پریشان ہوئے کہ یہ تو الٹا ہو گیا تو بادشاہ نے غصے میں اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ: یہ جتنے لوگ ایمان لا رہے ہیں ان تمام کو بھی قتل کر ڈالو۔

لیکن ہزاروں آدمی ایمان لے آئے ہیں تو ان کو کیسے قتل کریں؟

بادشاہ نے اپنی فوج کو بڑی بڑی خندقیں کھودنے کا حکم دیا، اسی خندق کی بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو قرآن میں ''اُخدود'' سے تعبیر کیا۔

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۝۵

ترجمہ: خدا کی مار ہے، ہلاکت ہے اس خندق (کھودنے) والوں پر، ان آگ والوں پر جو ایندھن سے بھری ہوئی تھی۔

بادشاہ نے یمن میں چاروں طرف بڑی بڑی خندقیں کھدوائیں اور اس میں آگ جلائی، کئی دنوں تک جل کر آگ تیار ہوگئی تو بادشاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا ”جتنے کلمہ پڑھنے والے ہیں تمام کو پکڑ پکڑ کر لاؤ، رسیوں میں باندھ باندھ کر لاؤ اور سب کو زندہ آگ میں ڈال کر جلا دو“۔

چنانچہ ان ظالموں نے پورے یمن سے ایمان والوں کو پکڑنا شروع کیا، وہ ایمان لانے والے بھی عجیب ایمان والے تھے، ان کو جو ایمان نصیب ہوا تھا اتنا مضبوط ایمان، استقامت والا ایمان تھا کہ سامنے جلتی ہوئی آگ کو دیکھ رہے ہیں، اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کلمہ پڑھنے والوں کو پکڑ کر آگ میں ڈالا جارہا ہے، جلایا جارہا ہے؛ لیکن اس کے باوجود بھی وہ ایمان چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں، ایک ایک، دودو، تین تین، چار چار مردوں، عورتوں، جوانوں، بوڑھوں اور بچوں کو پکڑ کر فوج والے لارہے ہیں، سب کو آگ میں جلارہے ہیں۔

میری دینی بہنو! وہ کافر لوگ آکر اس خندق کے اردگرد بیٹھ گئے اور بیٹھ کر مسلمانوں کے جلنے کا تماشہ دیکھ کر خوش ہونے لگے:

واہ! تم نے کلمہ پڑھا اور اس کلمے کی وجہ سے آج تم جلائے جارہے ہو۔

مسلمان آگ میں ڈالے جاتے، ان کو تکلیف ہوتی، پریشانی ہوتی تو وہ سب

کافر بیٹھ کر اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور خوش ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ اس منظر کو قرآنِ مجید میں بیان فرماتے ہیں:

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ ۙ﴿۶﴾

ترجمہ: خدا کی مار ہے ان خندق (کھودنے) والوں پر، اس آگ والوں پر جو ایندھن سے بھری ہوئی تھی، جب وہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

یہ کافر چاروں طرف بیٹھ گئے اور ایمان والوں کو جو تکلیف دی جا رہی تھی، اس تکلیف کو دیکھ کر وہ خوش ہو رہے تھے۔

تکلیف آئے تو گبھرانے کی ضرورت نہیں

میری دینی بہنو! آج دنیا میں ایسا ہوتا ہے، مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اس سے یہ دشمن خوش ہوتے ہیں؛ لیکن گبھرانے کی کوئی بات نہیں، یہ بات تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دی:

اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ ۡ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ

ترجمہ: اگر تم (مسلمانوں) کو کوئی بھلائی پہنچے تو ان کو برا لگتا ہے اور اگر تم کو کوئی برائی پہنچے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ (آل عمران: ۱۲۰)

مسلمان مارے جاتے ہیں۔
مسلمانوں پر کوئی بیماری آتی ہے۔
مسلمانوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔
مسلمان پریشانی میں ہوتے ہیں تو اس سے یہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی دو زبردست نصیحتیں

لیکن گبھراؤ مت اللہ تعالیٰ نے ہم کو دو زبردست نصیحتیں فرمائی ہیں:

وَاِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا لَا یَضُرُّکُمۡ کَیۡدُہُمۡ شَیۡـًٔا ؕ (آل عمران:۱۲۰)

ترجمہ: اور اگر تم صبر کو اپنالو اور تم تقویٰ والے بن جاؤ تو ان کی سازش تمھارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گی۔

یعنی اللہ تعالیٰ ان کی اسکیموں کو ناکام فرما دیں گے، ان کی تدبیر کو، ان کی پلاننگ کو اللہ تعالیٰ ناکام فرمادیں گے۔

ایک خوشی کی بات

خوشی کی ایک بات اور سن لو! خوشی کی بات یہ ہے کہ قرآن کی ایک دوسری آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آج دنیا میں مسلمانوں کی تکلیف پر یہ کافر ہنستے ہیں؛ لیکن کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو موقع دیں گے کہ جب ان کافروں کو جہنم میں ڈالا جارہا ہوگا، مومن اس منظر کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور وہ خوشی ہمیشہ کی خوشی ہوگی، جب فرشتے ان کو کھینچ کھینچ کر جہنم کی آگ میں ڈال رہے ہوں گے تو ایمان والے اس منظر کو دیکھ کر بڑے خوش ہوں گے۔

بارہ ہزار مسلمانوں کو جلا دیا

چنانچہ حدیث میں ہے، یہ واقعہ مسلم شریف کی روایت میں موجود ہے، ایک، دو، تین، چار، سو، ہزار نہیں؛ بلکہ بارہ ہزار مسلمانوں کو آگ میں جلا دیا گیا اور یہ ایمان

والے بھی اتنے مضبوط تھے کہ آگ میں جل رہے ہیں، پھر بھی کلمہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اللہ نے ان کو اتنا مضبوط ایمان عطا فرمایا تھا۔

ایک عورت کا پیچھے ہٹنا اور چھوٹے بچہ کا بولنا

حدیث میں ہے کہ جب سب کو پکڑ کر آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو ایک عورت پکڑ کر لائی گئی، اس عورت کی گود میں چھوٹا سا دودھ پیتا بچہ تھا، وہ اپنی گود میں بچہ اٹھائے ہوئے ہے، کلمہ پڑھنے والی عورت ہے اور پولیس والے آگ میں ڈالنے کے لیے اس کو پکڑ کر لا رہے ہیں تو اس ماں کو اپنے دودھ پیتے بچے کی وجہ سے رحم آ گیا اور وہ آگ میں گرنے سے پیچھے ہٹنے لگی، اس کے دل میں بچے کی محبت جوش مار رہی تھی کہ میں جل جاؤں؛ لیکن میرا یہ دودھ پیتا معصوم بچہ ہے، اس کا کیا ہوگا؟ جب ماں جھجھکنے لگی، پیچھے ہٹنے لگی تو عجیب اللہ کی قدرت ظاہر ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس دودھ پیتے بچے کو زبان عطا فرمائی، وہ بچہ بولنے لگا اور اپنی ماں کو تسلی دینے لگا:

اے میری ماں! تو کیوں گبھراتی ہے؟ آگ میں گرنے سے کیوں ڈرتی ہے؟

آگ میں کود جا۔

تو حق بات پر ہے۔

تو ایمان پر ہے۔

اور ایمان کے واسطے جو تکلیف آئے، اس تکلیف کو اٹھانے میں تجھے گبھرانا نہیں چاہیے۔

ایک دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کو تسلی دیتا ہے، جب اس بچے کی بات سنی تو ماں کو

ہمت آئی اور وہ ماں اپنے معصوم بچے کو لے کر آگ میں کود پڑی، سبحان اللہ!!!
بارہ ہزار لوگوں نے اپنے ایمان کی خاطر جان کی قربانی دے دی۔

اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں کے ساتھ مدد

میری دینی بہنو! حدیث میں ہے کہ کافر لوگ اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ یہ مسلمان آگ میں گر رہے ہیں، ان کو جلنے کی تکلیف ہو رہی ہے؛ لیکن حقیقت بات یہ تھی کہ جب وہ خندق میں گرتے تھے تو آگ میں پہنچنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ ان کی روح کو قبض کر کے جنت میں پہنچا دیتے تھے، جتنے بھی لوگ آگ میں گرے ان میں سے کوئی بھی زندہ آگ میں نہیں گرا، سب کی مری ہوئی لاش آگ میں گری اور کسی مؤمن کو بھی آگ کی تکلیف نہیں ہوئی، یہ اللہ تعالیٰ کی کھلم کھلی مدد تھی۔

بارہ ہزار ایمان والے آگ میں جل گئے؛ لیکن اللہ تعالیٰ آگے کی آیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹ (البروج)

ترجمہ: اور وہ ایمان والوں کو کسی اور بات کی نہیں، صرف اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ اس اللہ پر ایمان لائے تھے جو بڑے اقتدار والا، بہت قابل تعریف ہے، جس کے قبضے میں سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

یعنی ان کی دشمنی کی وجہ یہی تھی کہ وہ آسمان اور زمین کے بادشاہ اور ایک اللہ

پر ایمان رکھتے تھے، چنانچہ انھوں نے اتنا بڑا ظلم کیا کہ:

بارہ ہزار ایمان والوں کو مار دیا۔

اس اندھے کو قتل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب جاننے والے عالم کو قتل کر دیا۔

عبداللہ نام کے معصوم بچے اللہ کے ولی کو قتل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی

لیکن اے میرے اللہ! تو کتنا مہربان ہے کہ اتنے بڑے ظالموں کو بھی تو دعوت دے رہا ہے: اے کافرو! اے ظالمو! توبہ کرلو، معافی مانگ لو، معافی مانگ کر کلمہ پڑھ لو، میں تم سب کو معاف کرنے کے لیے تیار ہوں، آگے والی آیت میں کتنی زبردست بات ارشاد فرمائی:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا

ترجمہ: یقین رکھو کہ جن لوگوں نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ظلم کا نشانہ بنایا ہے، پھر توبہ نہیں کی ہے۔

مفسرین نے خواجہ حسن بصریؒ کا ملفوظ نقل کیا ہے، ارشاد فرماتے ہیں: یہ میرے اللہ کی مہربانی ہے، میرے اللہ کی شانِ رحمت ہے کہ یمن کے جن ظالموں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے بندوں کو جلایا، اللہ ان کو توبہ کی دعوت دے رہے ہیں، ایمان کی دعوت دے رہے ہیں، آؤ! ایمان لے آؤ، توبہ کرلو، میں تم کو معاف کر دوں گا، کیسا مہربان ہمارا اللہ ہے۔

میری دینی بہنو! جو اتنے ظالم کافروں کو توبہ اور ایمان کی دعوت دے، وہی اللہ ہم مؤمنوں کو بھی کہتے ہیں: اے میرے گنہگار بندو اور بندیو! آؤ! معافی مانگ لو، توبہ کر لو، اپنی زندگی کو صحیح کر لو، میں تمھارے بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کر دوں گا۔

اللہ ہمیں صحیح معنی میں توبہ کرنے والا اور اس کے سامنے رونے والا بنادے۔

توبہ نہ کرنے اور ایمان نہ لانے پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ

اللہ تعالیٰ نے دعوت دی پھر بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے تو ان کے لیے اللہ کی طرف سے زبردست سزا آئی، اللہ نے فرمایا:

ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝۱۰

ترجمہ: پھر توبہ نہیں کی ہے، ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کو آگ میں جلنے کی سزا دی جائے گی۔

میں نے ایسے ظالموں کو ایمان کی دعوت دی، پھر بھی انھوں نے ایمان قبول نہیں کیا، توبہ نہیں کی ایک سزا تو ان کو آخرت میں جہنم کی ہوگی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں ایک نقد سزا دی اور وہ سزا یہ ہوئی کہ وہ آگ جو انھوں نے مؤمنوں کے واسطے بھڑکائی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو خطرناک طریقے سے بھڑکایا، پھر اللہ کی عجیب قدرت کہ خندق میں سے آگ باہر نکلی اور باہر نکل کر چلی اور وہ کافر اس آگ کو بجھا نہیں سکے، وہ آگ ایسی چلی کہ یمن کے کافروں کے مکانوں اور شہر اور گاؤں کو جلا ڈالا اور سب کو جلا کر ختم کر دیا۔

وہ ظالم بادشاہ اپنی جان بچانے کے لیے بھاگا، آگ آ رہی ہے، وہ بھاگ رہا

ہے، اس نے آگ سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو ایک کشتی میں سوار کیا کہ پانی میں آگ نہیں آسکتی، وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر دریا کی طرف بھاگا، اللہ تعالیٰ نے اس کی کشتی کو الٹ دیا اور وہ بادشاہ بھی ڈوب کر ختم ہوگیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿١٢﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ تمھارے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے لوگو! میری پکڑ، میری سزا، میرا عذاب بڑا سخت ہے، جب میں عذاب دینے پر آتا ہوں تو آگ لگانے والوں کو اسی آگ میں جلا کر ختم کر دیتا ہوں، انھوں نے آگ لگائی تھی ان مؤمنوں کے لیے وہ تو سب جنت میں چلے گئے؛ لیکن یہی آگ ان سب کافروں کے لیے عذاب بن گئی اور وہ یوسف بادشاہ پانی میں ڈوب کر ختم ہوا۔

اللہ کی پکڑ، اللہ کا عذاب ایسی چیز ہے کہ جب اللہ عذاب دینے پر آتا ہے تو کوئی اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

ایک عجیب بات

آگے کی ایک عجیب بات میں آپ کو سنا دوں، جیسا میں نے کل آپ کو بتلایا تھا کہ یہ واقعہ نبیٔ کریم ﷺ کی پیدائش سے ستر (۷۰) سال پہلے ہوا، پھر حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور حضور ﷺ کی تریسٹھ (۶۳) سالہ زندگی گذر گئی، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی دنیا سے چلے گئے، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا یعنی تقریباً اس قصے کے ڈیڑھ سو (۱۵۰) سال گذر

گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں یمن میں ایک جگہ نہر کھودی جارہی تھی، نہر کھودتے کھودتے اسی معصوم بچے عبداللہ کی قبر نکل آئی۔

جب کسی انسان کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو تھوڑے عرصے میں تو اس کا کفن بھی ختم ہو جاتا ہے، انسان کا بدن بھی ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن عجیب اللہ کی قدرت! جب انھوں نے اس کی قبر کو کھودا تو وہ معصوم، اللہ کے ولی عبداللہ کی لاش جیسی کی ویسی نکلی، اس کے بدن پر سے ایک بال بھی گرا نہیں تھا، ایسا لگتا تھا کہ آج ہی یہ لاش دفن کی گئی ہے، ایک دم تازہ اور نورانی اس کا بدن۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صحیح بات فرمائی:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝۱۵۴ (البقرة)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل (شہید) کیے گئے ان کو تم (عام مُردوں کی طرح) مرے ہوئے مت کہو؛ بلکہ وہ تو سب زندہ ہیں؛ لیکن تم کو (ان کی زندگی کا) احساس نہیں ہے ﴿۱۵۴﴾

اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے، زمین پیغمبروں کی لاش کو کھا نہیں سکتی، زمین شہیدوں کی لاش کو کھا نہیں سکتی۔

آگے کی بات سنیے! اس کا داہنا ہاتھ اس کے زخم پر رکھا ہوا تھا، جس جگہ اس کو تیر لگا تھا اس جگہ اس کا ہاتھ رکھا ہوا تھا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو نہر کے پاس تھے انھوں اس

کے ہاتھ کو ہٹایا تو تازہ تازہ خون اس کے زخم سے بہنا شروع ہوا، ایسا لگ رہا تھا کہ آج ہی اس بچے کو تیر لگا ہے، پھر اس کے ہاتھ کو اس کے زخم پر رکھ دیا تو خون نکلنا بند ہو گیا، اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی، اس انگوٹھی پر ایک پتھر میں لکھا ہوا تھا:

اللّٰہ ربي۔

اللہ میرے رب ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہوئے کہ اس معصوم بچے کی لاش کو کیا کریں؟

انھوں نے فوراً یمن سے مدینۂ منورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع بھیجی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پورا قصہ بتایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ: اس معصوم اللہ کے ولی اور شہید کو جیسی اس کی لاش نکلی ہے بالکل اسی طرح دوبارہ دفن کر دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ پہنچا تو وہاں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے پھر سے ایک قبر تیار کی اور اس معصوم بچے کی لاش کو اس کے کفن، اس کی انگوٹھی، اس کے زخم اور زخم پر اس کے ہاتھ کے ساتھ دوبارہ اسی طرح دفن کر دیا۔

اس پوری سورت میں ہمارے لیے بڑی نصیحت کی باتیں ہیں

میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو قرآنِ مجید میں ذکر فرمایا، جیسا میں نے آپ سے عرض کیا تھا، چار قسمیں کھا کر اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو بیان کیا ہے۔

ایک نصیحت

میری دینی بہنو! اس میں ہمارے لیے بڑی نصیحت ہے، ایک بات جو میں نے

کل آپ کو عرض کی تھی کہ "اپنے بچوں کو بچپن ہی سے عالموں کے پاس، نیک لوگوں کے پاس بھیجو" اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی صحبت کی برکت سے تمھاری اولاد کو بچپن ہی سے اپنا ولی بنادیں گے۔

یہ چھوٹا سا بچہ ہے؛ لیکن ایک اللہ کی کتاب پڑھانے والے عالم کی خدمت میں گیا، اللہ تعالیٰ نے اس عالم کی خدمت سے اس کو اپنے زمانے کا ولی بنایا، شہید بنایا اور پورے یمن میں ایمان پھیلنے کا اس کو ذریعہ بنادیا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کو بھی نیک اور صالح بنائے، ہماری اولاد میں بھی اللہ تعالی اولیاء اللہ پیدا فرمائے، صلحا، ذاکرین اور نیک لوگوں کو پیدا فرمائے؛ لیکن اس کے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم بچپن ہی سے اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت کی فکر کریں۔

بچوں کی تربیت کی بچپن ہی میں فکر کرنی چاہیے

آج تو ایسا زمانہ ہے کہ جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں اس زمانے میں ہم فکر نہیں کرتے؛ حالاں کہ ان کی تعلیم اور تربیت کا زمانہ بچپن ہے، جب یہ چھوٹے ہوتے ہیں اسی زمانے میں خاص ان کی تعلیم وتربیت کی فکر کرو، بچپن میں اگر آپ نے ان کی صحیح فکر کر لی تو ان شاء اللہ جوان ہو کر یہ بچے نیک اور صالح بنیں گے۔

آج ماں باپ بچوں کی محبت میں اندھے ہو کر بچپن میں ان کو گناہ کرنے دیتے ہیں، فلم دیکھنے دیتے ہیں، ٹی وی اور میوزک پر ان کو بٹھاتے ہیں، ان کو بڑے قیمتی قیمتی موبائل فون لا کر دے دیتے ہیں اور جب یہ بچے بگڑ جاتے ہیں تو ماں باپ پریشان ہوتے ہیں، روتے ہیں۔

بچوں کے ساتھ محبت کیا ہے؟

میری بہنو! بچوں کے ساتھ محبت یہی ہے کہ:

ان کو اخلاق سکھاؤ۔

پاکیزہ اخلاق سکھاؤ۔

ان کو دین داری سکھاؤ۔

ان کو غلط چیزوں سے بچاؤ۔

گندی گندی بگاڑنے والی چیزوں سے بچاؤ۔

اگر یہ بچپن میں سدھر گئے، نیک ہو گئے تو بڑے ہونے کے بعد یہ ان شاء اللہ تمھاری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں گے، نیک بنیں گے اور بچپن میں اگر آپ نے ان کی فکر نہیں کی تو بڑے ہونے کے بعد ان کو قابو میں کرنا بہت مشکل ہو جائے گا، اللہ ہمیں اپنی اولاد کی صحیح تعلیم اور تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گذشتہ سال آپ لوگوں کے سامنے اولاد کی تعلیم اور تربیت کے سلسلے میں بہت تفصیلی بیانات کیے تھے اور وہ CD میں بھی موجود ہیں اور ابھی ہمارے بیانات کا جو دوسرا حصہ چھپ کر آیا ہے اس میں بھی وہ بیانات موجود ہیں؛ لیکن آج اس مجلس کے اختتام پر میں آپ کو چند بہت ہی اہم حدیثیں سناتا ہوں۔

تربیت اولاد کے بارے میں ایک حدیث

اولاد کی تعلیم اور تربیت کے سلسلے میں ایک چیز حدیث میں آتی ہے کہ جب بچہ

پیدا ہو جائے تو اس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے داہنی طرف کے کان میں اذان دی جائے اور بائیں طرف اقامت کہی جائے اور بہتر یہ ہے کہ کسی عالم، کسی اللہ والے کو لاکر اس کے کان میں اذان دلوائی جائے۔

دوسری حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھجور چبا کر ان کے منہ میں رکھ دیتے تھے اور ان کے لیے برکت کی دعا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی اللہ والے کے پاس کھجور چبوا کر اس کے منہ میں رکھنی چاہیے۔

دیکھو! یہاں غلط فہمی یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد ہم پہلے دودھ پلا دیتے ہیں؛ حالاں کہ بچے کے منہ میں سب سے پہلے کسی نیک اللہ والے عالم کی چبائی ہوئی کھجور رکھنی چاہیے، بعد میں اس بچے کو دودھ پلانا چاہیے اور بچے کے لیے دعا بھی کروا دینی چاہیے۔

تیسری حدیث

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے، عقیقے کی برکت

سے اللہ تعالیٰ اس بچے کی حفاظت فرما لیتے ہیں۔

چوتھی حدیث

یہ بھی آتا ہے کہ ساتویں دن بچے کے بال کٹوا دو اور بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو، اور بچے کے ناخن کاٹ لو اور اس کی ختنہ کی چمڑی بھی کاٹ کر دفن کر دو۔

پانچویں حدیث

ایک حدیث میں آتا ہے کہ: جب بچہ بولنا شروع کرے تو سب سے پہلے اس کو قرآنِ مجید کی آیت سکھاؤ:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ (بني إسرائيل)

ترجمہ: اور تم کہہ دو کہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور سلطنت میں کوئی اس کا شریک بھی نہیں ہے اور عاجزی (کمزوری) سے بچانے کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کو کسی مدد کرنے والے کی ضرورت نہیں اور اس کی ایسی بڑائی بیان کرو جیسی بڑائی بیان کیے جانے کا اس کو حق حاصل ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب نبیٔ کریم ﷺ کے خاندان میں کوئی بچہ بولنا سیکھتا تھا تو سب سے پہلے نبیٔ کریم ﷺ اس کو یہ آیتِ کریمہ سکھاتے تھے۔

اسی طرح ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ بھی بچوں کو سکھایا جائے۔

چھٹی حدیث

حدیث میں آتا ہے کہ: جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم دو، دس سال کا ہو جائے اور وہ نماز نہ پڑھے تو تم اس کو مارو، اس کی پٹائی کرو۔

جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دو۔

لڑکے اور لڑکی کو ساتھ مت سلاؤ، یہ بھی حدیث میں حکم ہے۔

ساتویں حدیث

حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ:

بچپن ہی سے ایسے کلمات سکھاؤ جن سے ان کے عقیدے درست ہوں۔

ان کو اچھی اچھی اور پاکیزہ باتیں سکھاؤ۔

گندی باتوں سے بچوں کی حفاظت کرو۔

اسلامی اخلاق سکھاؤ۔

پیار اور محبت کا ان کے ساتھ برتاؤ کرو۔

آٹھویں حدیث

ایک حدیث میں عجیب مضمون آیا ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے، وہاں حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے کہا کہ: حضور! میرے تو دس بیٹے ہیں، میں نے تو کبھی ان کو بوسہ نہیں دیا۔

تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ پیار و محبت، بوسہ، چوم لینے کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

نویں حدیث

ایک اور حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے گھر میں کوڑا لٹکا کر رکھو یعنی چابک، لکڑی لٹکا کر رکھو؛ تاکہ بچہ اس کو دیکھے اور اس کو تنبیہ ہو اور ضرورت کے موقع پر اس کو استعمال بھی کرو۔

دسویں حدیث

مسلم شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ: بچوں کے لیے بددعا مت کرو۔

گیارہویں حدیث

بخاری شریف کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ: تمام اولاد کے درمیان برابری کرو۔

ایک بیٹے کو دو اور دوسرے بیٹے کو نہ دو، ایسا مت کرو، سب اولاد کے ساتھ برابری کرو۔

بارھویں حدیث

ایک حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ: لڑکیوں کے ساتھ خاص طور پر اچھا برتاؤ کرو، جس نے لڑکیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو یہ لڑکیاں کل قیامت کے دن جہنم کی آگ سے حفاظت کا ذریعہ بنیں گی۔

اپنی لڑکیوں کو پردہ کی عادت سکھاؤ۔

لڑکے لڑکی جس وقت چھوٹے ہوں تو ذرا ان کا خیال رکھو، ان پر زیادہ سختی مت کرو، نرمی کا برتاؤ کرو۔

ہاں! اگر شریعت کی کوئی بات ہو، دین کی کوئی بات ہو تو سختی سے بھی کام لو اور ان کو ڈانٹ ڈپٹ اور ضرورت کے موقع پر ان پر لکڑی بھی استعمال کرو۔

ایک خاص بات یہ کہ ''کبھی بچوں پر احسان مت جتاؤ'' میں نے بہت محنت سے تجھے بڑا کیا، میں نے بہت محنت سے تجھے کھلایا، پلایا، بڑا کیا، ایسا احسان کبھی مت جتاؤ۔

ساتھ میں دعا بھی کرتے رہو، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کو نیک اور صالح بنائیں گے اور سب سے بڑی چیز اسلامی تعلیم اور اسلامی اخلاق ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی طرف دھیان دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

درود شریف کی فضیلت

(پہلی قسط)

اقتباسات

ایک عجیب حدیث میں آپ کو سناؤں ''جس مرد نے یا جس عورت نے صبح میں دس مرتبہ اور شام میں دس مرتبہ پابندی کے ساتھ درود شریف پڑھ لیا قیامت کے دن اس کو نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی''۔

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ہماری حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو مسلمان مجھ پر (یعنی نبیٔ کریم ﷺ پر) درود پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوش رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور والا بنادیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا کہ: تم مجھ پر درود شریف پڑھا کرو، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمھاری دعاؤں کو قبول فرمالیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث میں ہے کہ ''تم دورد پڑھا کرو کہ اس کی برکت سے اللہ تم سے راضی اور خوش ہوجائیں گے۔

ایک حدیث میں تو ایک عجیب مضمون آیا ہے کہ ''جس کے پاس صدقہ وخیرات کرنے کے لیے مال نہ ہو، اگر وہ صدقہ اور خیرات کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو وہ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا کرے، درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو صدقہ وخیرات کرنے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

درود شریف پڑھ کر مرحومین کو ایصالِ ثواب کرنے سے ان کو عذاب قبر نہیں ہوتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴿۵۶﴾ (الأحزاب)

تین مرتبہ دورود شریف پڑھ لو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی یَا کَرِیْمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

آج جمعرات کا دن ہے اور آج جو رات آئے گی اس رات کو ''جمعہ کی رات'' کہا جاتا ہے اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے، ہوسکتا ہے کہ آج کی

پہلی رات ''شبِ قدر'' ہو؛ اس لیے کہ بہت ساری برکتیں، بھلائیاں اور خوبیاں آج کی رات میں جمع ہو رہی ہیں، اسی چیز کو سامنے رکھ کر آج کی اس مجلس میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے متعلق اور درود شریف کے متعلق کچھ ضروری بات آپ سے عرض کرنی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے زیادہ سے زیادہ محبت اور پیار عطا فرمائے۔

دینی بہنو! ہم میں سے ہر ایک کی یہ چاہت ہے کہ میدانِ محشر میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے ''حوضِ کوثر'' کا پانی نصیب ہو جائے۔

قیامت کے دن کوئی پانی نہیں ہوگا۔

بڑی سخت پیاس لگی ہوئی ہوگی۔

سخت گرمی کا ماحول ہوگا۔

سورج اتنا قریب ہوگا جتنا ہمارے گھروں میں پنکھے لٹکتے ہوتے ہیں۔

حوضِ کوثر

ایسی سخت گرمی میں پینے کے لیے ایک ''حوضِ کوثر'' ہوگا، جس میں جنت کی نہروں میں سے پانی آرہا ہوگا، بالکل سفید رنگ کا، بہت میٹھا اور بہت ٹھنڈا پانی ہوگا۔

دنیا کے اعتبار سے سمجھو کہ دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا حوضِ کوثر کا پانی ہوگا۔

حوضِ کوثر کی باتیں

اصل نہر جنت میں ہے، وہاں سے پانی لا کر قیامت کے میدان میں ایک حوض میں جمع کیا جاوے گا، حضور ﷺ نے معراج کی رات میں اس نہر کو دیکھا تھا۔

اس نہر کا پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، دودھ سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

یہ مبارک حوض اور اس میں آنے والی نہر جس زمین پر بہتی ہے وہ مٹی کی نہیں ہے، جس سے دنیا کی نہروں میں کیچڑ ہوتا ہے، وہاں تو موتیوں کی زمین پر پانی بہتا ہے، زبرجد، یاقوت، مرجان جیسے قیمتی قیمتی پتھر اور ہیرے اس کے کنارے پر رکھے ہوئے ہیں، بہت قیمتی ہیرے سے جڑی ہوئی دیواریں اس کی بنی ہوئی ہیں۔

اس نہر پر پرندے بھی ہیں، بہت ہی خوب صورت، اونٹ کی طرح لمبی گردن والے، جن کا گوشت بھی بہت مزے دار ہوگا، ظاہر سی بات ہے کہ کوثر جیسا پیارا پانی جو پرندے پی رہے ہوں، ان کا گوشت کتنا لطیف، عمدہ، لذیذ اور پیارا ہوگا۔

اس نہر اور حوض کے کنارے پر موتیوں کے بنے ہوئے خیمے ہوں گے اور پانی پینے کے لیے سونے چاندی کے برتن ہوں گے۔

ہمارے یہاں تو مسجد کے کولر پر پلاسٹک کے گلاس ہوتے ہیں، وہ بھی لوگ ادھر ادھر لے جاتے ہیں اور پانی پینے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، جب کہ کوثر پر جو سونے چاندی کے برتن ہیں، وہ اتنی تعداد میں ہیں کہ ہم گن بھی نہیں سکتے، جتنے آسمان میں ستارے ہیں اتنی تعداد میں وہاں برتن ہیں۔

اس حوض کی مسافت ''ایلہ'' شہر سے ''صنعاء'' شہر جتنی ہوگی، اندازہ لگاؤ! کتنا بڑا وہ حوض ہوگا؟

اور جنت سے ہر وقت مسلسل پانی جاری ہو تو پھر کم ہونے یا ختم ہونے کا کوئی

امکان ہی نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نہر کا پانی اور وہاں کے پرندوں کا گوشت نصیب فرمائے، آمین۔

حضور ﷺ اپنے نورانی اور مبارک ہاتھوں سے اپنی امت کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے، ہم سب کو اس دن پانی پینے کی ضرورت پڑے گی، جس نے دنیا میں حضور ﷺ پر زیادہ درود پڑھا ہوگا، حضور ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو حوضِ کوثر کا پانی نصیب فرمائیں گے۔

ہم سب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کے نورانی ہاتھوں سے حوضِ کوثر کا پانی نصیب فرمائے، آمین۔

میری دینی بہنو! ہمارے اعمال کتنے گندے ہیں، ہم سب جانتے ہیں، ہماری زندگیوں میں کیسے کیسے گناہ ہیں، ہم میں سے ہر ایک کو معلوم ہے۔

قیامت کے دن اگر حضور ﷺ ہماری شفاعت فرمادیں تو اللہ سے امید ہے کہ اللہ ہماری مغفرت فرمادیں گے، باقی قیامت کے دن اور کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔

جس بھائی کی یا جس بہن کی یہ خواہش ہو کہ حضور ﷺ اس کی سفارش کریں اور اللہ کے سامنے درخواست کر کے اس کو جنت میں لے جائیں تو اس بھائی اور اس بہن کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا چاہیے، جو جتنا زیادہ درود شریف پڑھے گا حضور ﷺ کی محبت اس کو نصیب ہوگی اور حضور ﷺ اس کی سفارش کریں گے اور حضور ﷺ کی شفاعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے مالا مال فرمادیں گے۔

عجیب حدیث

ایک عجیب حدیث میں آپ کو سناؤں: جس مرد یا جس عورت نے صبح میں دس مرتبہ اور شام میں دس مرتبہ پابندی کے ساتھ درود شریف پڑھا قیامت کے دن اس کو نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

میری دینی بہنو! آج ہی سے اس حدیث پر عمل شروع کردو، اس نیت سے کہ قیامت کے دن مجھ کو حضور ﷺ کی شفاعت مل جائے، روزانہ صبح میں دس مرتبہ اور شام میں دس مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو، ان شاء اللہ قیامت کے دن حضور ﷺ کی سفارش نصیب ہوجائے گی۔

آج دنیا میں ہماری بہت سی بہنوں اور بھائیوں کے دلوں کے اندر غم رہتا ہے، الجھن رہتی ہے اور دل میں سیاہی اور کالا پن معلوم ہوتا ہے، ٹینشن معلوم ہوتا ہے۔

خوشی حاصل کرنے کا بہترین نسخہ

علامہ سخاویؒ نے ''القول البدیع'' میں ایک عجیب حدیث نقل فرمائی ہے کہ'' اللہ کے نبی حضرت خضر علیہ السلام اور اللہ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام نے ایک مرتبہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے ملاقات کی۔

بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام سے؛ بلکہ تمام ہی انبیائے کرام علیہم السلام سے حضور ﷺ کی معراج میں ملاقات ہونا حدیث سے ثابت ہے۔

تو حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ہماری حضرت

محمد ﷺ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو مسلمان مجھ پر (یعنی نبیٔ کریم ﷺ پر) درود پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خوش رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نورانی بنادیں گے۔

میری بہنو! کیسی عجیب حدیث ہے!!!

درود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھو، اللہ اس کی برکت سے دل کو خوشیوں سے بھر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے دل کو ان شاء اللہ! نورانی بنادیں گے۔

درورشریف کی برکت سے اعمال پاک ہوں گے

ایک اور حدیث میں آپ کو سناتا ہوں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص درود شریف پڑھے گا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو پاک فرمادیں گے۔

آج ہمارے اعمال کا حال ہم کو معلوم ہے۔

ہماری نمازوں میں دنیا کے خیالات آتے ہیں۔

ہم تلاوت کرتے ہیں دنیا کے خیالات آتے ہیں۔

ہم تسبیح پڑھتے ہیں دنیا کے خیالات آتے ہیں۔

دنیا کے ان گندے خیالات کی وجہ سے ہمارے اعمال خراب ہوجاتے ہیں۔ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ: تم درود شریف پڑھو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کو پاکیزہ بنادیں گے، اعمال میں جتنی گندگیاں ہوں گی ان کو اللہ تعالیٰ دور فرمادیں گے۔

اس لیے دینی بہنو! ہم سب ہر نماز کے بعد، ہر عمل کے بعد کچھ نہ کچھ درود شریف پڑھ لیں؛ تاکہ اس کی برکت سے ہمارا وہ عمل گندگیوں سے پاک ہو جائے اور ہمارا عمل اللہ کے دربار میں مقبول ہو جائے۔

نماز کے اخیر میں درور شریف کیوں؟

دیکھیے! ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز کے بالکل اخیر میں درود شریف کو رکھا گیا ہے، حکمت یہ سمجھ میں آئی کہ پوری نماز میں ہم سے جو کچھ غلطیاں ہو گئیں، اللہ اخیر میں درود شریف کی برکت سے ان کوتاہیوں کو دور فرما دیں اور ہماری نماز کو پاکیزہ بنا دیں۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا كَرِيْمُ

درود شریف کی برکت سے دعا قبول ہوگی

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ پر درود شریف پڑھا کرو، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمھاری دعاؤں کو قبول فرمالیں گے۔

عجیب بات ارشاد فرمائی! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اتنی زبردست ہے کہ درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول فرما لیتے ہیں؛ اس لیے ہم جب بھی دعا مانگیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ضرور پڑھیں۔

دعا کی ابتدا میں بھی درود شریف پڑھیں۔

دعا کے بیچ بیچ میں بھی درود شریف پڑھیں۔

دعا کے اخیر میں بھی درود شریف پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ درود کی برکت سے ہماری دعاؤں کو قبول فرمالیں گے۔

درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث میں ہے کہ: تم دورد پڑھا کرو کہ اس کی برکت سے اللہ تم سے راضی اور خوش ہو جائیں گے۔

میری بہنو! ہم سب چاہتے ہیں کہ اللہ ہم سب سے راضی اور خوش ہو جائیں تو ہم زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی اور خوش ہو جائیں گے، یہ عجیب وغریب فضیلت رکھنے والی چیز ہے۔

درور شریف کی برکت سے خیرات وصدقہ کا ثواب

ایک حدیث میں تو ایک عجیب مضمون آیا ہے کہ: جس کے پاس صدقہ وخیرات کرنے کے لیے مال نہ ہو، روپیہ پیسہ نہ ہو، اگر وہ صدقہ اور خیرات کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو وہ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھا کرے، درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو صدقہ وخیرات کرنے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

کیسی بڑی عجیب فضیلت ہے!!!

میری دینی بہنو! اگر اللہ نے مال دیا ہو تو صدقہ اور خیرات بھی کرو اور ساتھ میں درود شریف بھی پڑھو تو ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ڈبل فضیلت ہم کو عطا فرمائیں گے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا كَرِيْمُ

ایک عجیب واقعہ

میں آپ کو ایک عورت کا عجیب قصہ سناتا ہوں:

حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: ایک عورت ان کی خدمت میں آئی اور ان سے کہنے لگی: حضرت میری لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے اور میں خواب میں اس کو دیکھنا چاہتی ہوں۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ: عشا کی نماز کے بعد چار رکعت نفل نماز پڑھو اور ہر رکعت میں "الحمد شریف" کے بعد ایک مرتبہ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" کی سورت پڑھو، نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بستر پر سو جاؤ اور نیند آئے وہاں تک لگاتار درود شریف پڑھتے رہو، درمیان میں کسی کے ساتھ بات مت کرو، درود شریف پڑھتے پڑھتے نیند آجائے تو سو جاؤ۔

دیکھو! یہ عجیب عمل ہے، اگر آپ کو بھی اپنے کسی مرحوم کو خواب میں دیکھنا ہو تو یہ عمل کرو۔

چنانچہ وہ عورت گھر گئی اور اس نے یہ عمل کیا اور درود پڑھتے پڑھتے سو گئی، اس عورت نے خواب میں اپنی جس لڑکی کا انتقال ہو گیا تھا اس کو دیکھا کہ اس کی لڑکی عذاب میں ہے اور جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا ہے، اس کے ہاتھ اور پیر آگ کی زنجیر سے

بندھے ہوئے ہیں اور تارکول یعنی یہ راستہ جو بنتا ہے اس پر جو کالا کالا مادہ (ڈامر) استعمال ہوتا ہے اس کے کپڑے اس کو پہنائے گئے ہیں اور وہ سخت عذاب میں ہے۔

جب ایک ماں نے اپنی لڑکی کو عذاب میں دیکھا تو وہ بہت پریشان ہوئی اور صبح پھر سے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں پہنچی اور عرض کیا کہ: حضرت! آپ نے جو عمل بتلایا تھا وہ عمل میں نے کیا؛ لیکن میری لڑکی تو جہنم کے عذاب میں مبتلا ہے، اس کو جہنم کی آگ میں عذاب ہو رہا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ: جاؤ بہن! صدقہ اور خیرات کرو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ اور خیرات کی برکت سے تمھاری بیٹی کی مغفرت فرمادیں اور تمھاری بیٹی کو جہنم کی آگ سے نجات مل جائے۔

چنانچہ وہ عورت چلی گئی، اللہ کی عجیب قدرت کہ دوسری رات میں خود حضرت حسن بصریؒ نے اس لڑکی کو خواب میں دیکھا؛ لیکن حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے عجیب چیز دیکھی کہ ایک لڑکی جنت کے باغیچے میں ہے اور جنت میں ایک تخت لگا ہوا ہے اور اس تخت پر وہ لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، بہت خوب صورت ہے، اس کے سر پر نور کا تاج ہے۔

اس لڑکی نے خواب میں کہا: اے خواجہ حسن بصری! تم مجھ کو پہچانتے ہو میں کون ہوں؟

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: نہیں نہیں! میں تجھے نہیں پہچانتا۔

اس لڑکی نے جواب میں کہا: حضرت میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کل گذشتہ آپ کے پاس آئی تھی اور آپ نے اس کو خواب میں مُردوں کو دیکھنے کا عمل بتلایا تھا اور

میری ماں نے دیکھا تھا کہ میں عذاب میں ہوں، میں وہی لڑکی ہوں، آج جنت کے باغیچوں میں ہوں۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ: پھر تمھاری مغفرت کیسے ہوئی؟ کیسے تم کو جنت مل گئی؟ عذاب سے چھٹکارا تم کو کیسے مل گیا؟

اس لڑکی نے بڑا عجیب جواب دیا، وہ لڑکی کہتی ہے کہ: حضرت! آج ایسا ہوا کہ اللہ کا ایک نیک بندہ قبرستان کے پاس سے گذر رہا تھا، اس نے قبرستان کو دیکھا تو اس نے ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اور درود شریف پڑھ کر قبرستان کے تمام مرحومین کو ایصالِ ثواب کر دیا، اس اللہ کے نیک بندے کے ایک مرتبہ درود شریف کے ایصالِ ثواب کی برکت سے اللہ نے پورے قبرستان کے مُردوں کی مغفرت فرما دی اور سب کو اللہ تعالیٰ نے جنت عطا فرما دی۔

مرحومین کو درود شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں

میری دینی بہنو! ایک مرتبہ درود شریف پورے قبرستان کے مُردوں کی مغفرت کروا دے، میں آپ سب کو نصیحت کرتا ہوں، درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اپنے مرحومین کے لیے، اپنی اماں، ابا اور جو رشتہ دار دنیا سے چلے گئے ہیں، روزانہ تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر ان کو ایصالِ ثواب کر دیا کرو، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کریں گے، جنت میں ان کے درجات کو بلند کریں گے۔

لیکن ساتھ میں آپ کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ جس دن ہم قبر میں جائیں اللہ ہماری مغفرت فرما دیں، اللہ ہم کو معاف فرما دیں تو ہم زیادہ سے

زیادہ درود شریف پڑھ کر اپنے لیے آخرت میں ذخیرہ کردیں، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ درود شریف کی برکت سے ہم سب کی مغفرت فرمادیں گے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی یَا کَرِیْمُ

حضرت شبلیؒ کا واقعہ

حضرت شبلیؒ ایک بہت بڑے اللہ کے ولی گذرے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: میرے پڑوس میں ایک آدمی رہتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا، کچھ وقت کے بعد حضرت شبلیؒ نے اپنے اس پڑوسی کو خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ: بھائی! اللہ کے یہاں تمھارا کیا ہوا؟

وہ آدمی جواب میں کہنے لگا: حضرت! بہت تکلیف ہوئی، بہت پریشانی ہوئی، اللہ کے فرشتے قبر میں سوال کرنے کے لیے آئے تو ان کے سوال کے جواب دینے میں میں ادھر ادھر ہونے لگا، مجھ کو پریشانی ہونے لگی، سوال کے جواب نہیں آئے تو میں اپنے دماغ میں سوچنے لگا کہ شاید میری موت اسلام پر نہیں ہوئی ہے (**نعوذ باللہ نعوذ باللہ**) کسی وجہ سے میرا ایمان ختم ہوگیا تھا؛ اس لیے میں فرشتوں کو جواب نہیں دے پا رہا ہوں، میں اپنے ذہن میں ایسی باتیں سوچ رہا تھا تو فرشتوں نے مجھے یوں کہا کہ: یقیناً تو ایمان پر تھا (بہت عجیب جواب ہے) فرشتوں نے کہا کہ: یقیناً تو مسلمان تھا؛ لیکن آج جو تیری زبان چل نہیں رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تو زندگی میں اپنی زبان استعمال کرنے میں احتیاط نہیں کرتا تھا، جیسے چاہے ویسے زبان کو استعمال کرتا تھا، جھوٹ،

غیبت، تہمت، بے کار اور فضول باتوں میں تیری زبان چلتی رہتی تھی، تو نے اپنی زبان پر قابو نہیں رکھا، اس کی نحوست کی وجہ سے آج تیری زبان پر جوابات نہیں آ رہے ہیں۔

میری دینی بہنو! اپنی زبان کو بہت قابو میں رکھو، اللہ حفاظت فرمائے، اگر زبان کو قابو میں نہیں رکھا تو فرشتوں کے جواب مشکل ہو جائیں گے، زبان سے اچھی باتیں بولو، غلط باتیں مت بولو۔

وہ آدمی خواب میں حضرت شبلیؒ سے کہتا ہے کہ: تھوڑی دیر ہوئی اور میری زبان سے جواب برابر نہیں نکلے تو فرشتوں نے مجھ کو مارنے کا ارادہ کیا، اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی میری قبر میں آیا، اس کے پورے بدن سے خوشبو پھوٹ رہی تھی، عجیب خوشبو آ رہی تھی، وہ آدمی آ کر بیچ میں کھڑا ہو گیا اور فرشتوں کو مارنے سے روک دیا۔

میں تو خوش ہو گیا، میں نے اس آنے والے آدمی سے سوال کیا: اے اللہ کے بندے! اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو کون ہے؟ تو نے آ کر فرشتوں کی مار سے میری حفاظت کر لی؛ ورنہ یہ فرشتے قبر میں مجھے مارنے جا رہے تھے، مجھے بتا تو کون ہے؟ تیرا بدن بھی خوشبو والا ہے۔

اس آدمی نے دھیرے سے مجھے کہا: تو نے مجھے نہیں پہچانا کہ میں کون ہوں؟ تو اپنی زندگی میں جو درود شریف پڑھا کرتا تھا میں وہی درود ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس درود شریف کو ایک خوشبو والے انسان کی شکل میں تیری قبر میں مدد کے لیے بھیج دیا۔

درود شریف قبر کے عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے

میری دینی بہنو! درود شریف پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس درود

شریف کو ایک خوب صورت، خوشبو والے انسان کی شکل میں قبر میں بھیجا، جس نے عذاب سے حفاظت کر لی؛ اس لیے خوب درود پڑھو، آج تک ہم نے اپنی زبان سے بہت گناہ کر لیے، غیبتیں کر لیں، جھوٹ بول دیا، گالیاں بک دیں، حرام باتیں بول دیں، اب میری دینی بہنو! زیادہ سے زیادہ مقدار میں درود شریف پڑھو؛ تاکہ یہ درود قبر میں ہمارے لیے عذاب سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے۔

حضرت ابوالفضل قومانیؒ پر آپ ﷺ کا سلام

ایک اور عجیب بات آپ کو سناتا ہوں، حضرت ابوالفضل قومانیؒ بڑے اولیاء اللہ میں سے گذرے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: ایک اجنبی آدمی میرے پاس آیا، میں اس کو پہچانتا بھی نہیں تھا کہ یہ کون ہے؟ اور آنے والا بھی مجھ کو نہیں پہچانتا تھا، وہ آدمی ''خراسان'' سے آیا تھا۔

اس آنے والے آدمی نے کہا کہ: میں مدینۂ منورہ میں تھا اور مدینہ میں ایک دن میں نے خواب میں نبیٔ کریم ﷺ کی زیارت کی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار خواب میں نبیٔ کریم ﷺ کی زیارت نصیب فرمائے۔

خواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم مدینہ سے ہمدان جاؤ تو ابوالفضل کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ: مجھے بہت تعجب ہوا کہ حضور ﷺ سلام کہلوائیں؟ تو میں نے خواب میں پوچھا کہ: حضور! ابوالفضل میں کون سی ایسی خوبی کی بات ہے کہ آپ خود ان کو سلام کہلوا رہے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: وہ روزانہ سو مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر مجھے بھیجتے ہیں، اس درود کی برکت سے خود نبیٔ کریم ﷺ نے ان کو خواب میں سلام بھیجا۔

میری دینی بہنو! کتنی عجیب بات ہے کہ حضور ﷺ نے خود سلام بھیجا، اللہ کرے حضور ﷺ کا سلام ہم سب کو بھی نصیب ہو جائے، آمین۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ: جس نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا، اس نے حضور ﷺ ہی کو دیکھا، شیطان کبھی حضور ﷺ کی شکل میں نہیں آ سکتا۔

وہ درود میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں، آپ بھی اس درود کو سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لیجیے، اللہ سے امید ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے سلام نصیب ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

یہ وہ درود شریف ہے، جس کی برکت سے خود نبیٔ کریم ﷺ نے سلام کہلوایا، ابوالفضل فرماتے ہیں کہ: اس آدمی نے قسم کھائی کہ وہ مجھے یا میرے نام کو کبھی نہیں جانتا تھا، جب حضور ﷺ نے خواب میں بتایا تب پہچانا۔

درود شریف کی برکت سے پل صراط پر حفاظت

ایک صحابی حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کل رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔

حضور ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھتے تھے کہ: کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ کسی صحابی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اپنا خواب بیان کرتے، پھر اگر حضور ﷺ نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو حضور ﷺ اپنا خواب بھی بیان فرماتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی پل صراط پر چلنے لگا اور پل صراط ایسا راستہ ہے کہ ہر ایک کو اس پر سے گذرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ (مریم)

ترجمہ: اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کا اس (جہنم) پر گذر نہ ہو، اس بات کو تمھارے رب نے لازمی طور پر اپنے اوپر طے کرلیا ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی پل صراط پر مدد فرمائے، حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ ایمان کے نور کے ساتھ بجلی سے بھی زیادہ تیز گذرنا ہم سب کو نصیب فرمائے، آمین۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ایک آدمی پل صراط پر چلنے لگا، اس کے قدم ڈگمگانے لگے، وہ پھسلنے لگا تھا، قریب تھا کہ وہ پھسل کر جہنم میں گر جائے، وہ پل سے چمٹ جاتا تھا؛ تاکہ وہ اندر نہ گر جائے۔

جب وہ ایسی خطرے کی حالت میں تھا تو اس وقت اللہ کی جانب سے عجیب مدد ہوئی اور وہ مدد یہ ہوئی کہ اس انسان نے اپنی زندگی میں جو درود شریف پڑھا تھا، وہ درود شریف آیا اور اس درود شریف نے پل صراط پر اس کے پیروں کو جما دیا، اس کی

مدد کی اور اس کو آرام کے ساتھ پل صراط سے پار کروا دیا۔

میری دینی بہنو! پتہ چلا کہ درود شریف ایسا عمل ہے کہ اس کی برکت سے پل صراط سے گذرنا آسان ہو جاتا ہے؛ اس لیے زیادہ سے زیادہ درودِ پاک پڑھنے کا اہتمام کرو۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی یَا کَرِیْمُ

عبرت خیز واقعہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ''جذب القلوب'' نامی کتاب میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ: میں نے صفا، مروہ پر اور طواف میں ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صرف درود پڑھ رہا ہے۔

حج کے ارکان ادا کر رہا ہے اور ہر ایک میں درود شریف پڑھ رہا ہے۔

میں نے اس آدمی سے سوال کیا کہ: بھائی! حدیث میں صفا پہاڑ پر پڑھنے کی دعا، مروہ پر پڑھنے کی دعا، طواف کی دعا، سب کی الگ الگ دعائیں آئی ہیں تو کوئی دعا نہیں پڑھتا اور صرف درود ہی پڑھتا رہتا ہے؟

سود کا وبال

اس آدمی نے جواب دیا کہ: حضرت! میرے ابا کا انتقال ہو گیا تو موت کے

بعد فوراً ان کا چہرہ گدھے کی طرح ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ایسے عذاب سے میری اور آپ کی حفاظت فرمائے، آمین۔

مجھے بہت غم ہوا، مجھے بہت رنج ہوا، اسی غم کی حالت میں میں سو گیا تو خواب میں مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا باپ سود کھاتا تھا اور جو آدمی سود کھائے ایسے آدمی کو دنیا اور آخرت میں ایسی ہی سزا ہوتی ہے۔

میری دینی بہنو! اگر ہمارے گھروں میں، ہمارے کاروبار میں بینک والی لون لی جاتی ہو تو اس کو اللہ کے واسطے بند کروادو، بڑی خطرناک سزا ہے، سود لینا اور دینا اور اس کے چکر میں پڑنا، سود والی لون لینا یہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔

الغرض! نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ سود کھاتا تھا اور سود کھانے والوں کی یہی سزا ہوتی ہے؛ اس لیے اس کا چہرہ گدھے کی طرح ہو گیا ہے۔

درود شریف کی برکت سے عذاب سے حفاظت

لیکن پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک عجیب خوش خبری سنائی، حضور ﷺ نے فرمایا: گھبرانے کی ضرورت نہیں، میں نے تیرے باپ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے سفارش کی اور اللہ تعالیٰ نے میری سفارش کو قبول فرما لیا۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ: حضور ﷺ نے خواب میں مجھے یہ خوش خبری دی کہ: تیرا باپ سود کھاتا تھا؛ لیکن وہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے سو مرتبہ (۱۰۰) میرے لیے درود پڑھتا تھا، اس کی برکت سے میں نے اللہ کے سامنے اس کی سفارش کی اور اللہ تعالیٰ نے میری سفارش کی وجہ سے تیرے باپ کی مغفرت فرما دی۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ: میں نیند سے اٹھا اور میں نے دیکھا تو میرے باپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، بالکل نورانی ہو چکا تھا اور غیب سے آواز آئی کہ: اللہ تعالیٰ نے درود کی برکت سے تیرے باپ کی مغفرت فرما دی۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی یَا کَرِیْمُ

سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت

امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے: نبیٔ کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

آگے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ: جو مجھ پر سو مرتبہ (۱۰۰) درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر لکھ دیتے ہیں:

براءۃ من النفاق وبراءۃ من النار۔

یعنی یہ آدمی نفاق سے پاک ہے اور جہنم کی آگ سے بھی پاک ہے۔

کتنی زبردست فضیلت ہے۔

نیز سو (۱۰۰) مرتبہ درود پڑھنے والے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شہیدوں کا مرتبہ عطا فرمائیں گے، شہیدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کو رکھیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو آدمی سو (۱۰۰) مرتبہ درود شریف پڑھے گا،

اللہ اس کی سو (۱۰۰) ضرورتیں پوری فرمائیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

جو آدمی فجر کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سو (۱۰۰) مرتبہ درود پڑھ لے اور مغرب کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سو (۱۰۰) مرتبہ درود شریف پڑھ لے، اللہ اس کی سو (۱۰۰) ضرورتیں پوری فرمائیں گے، تیس (۳۰) ضرورتیں دنیا کی ہوں گی اور ستر (۷۰) ضرورتیں آخرت کے لیے ہوں گی جو اس کے لیے آخرت کا ذخیرہ بن جائیں گی۔

میری دینی بہنو! کیسی کیسی عجیب فضیلتیں حدیث شریف میں درود شریف کی آئی ہیں؟

اللہ تعالیٰ ہم کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا بنادے، آمین۔

جیسا کہ میں نے آپ سے ابتدا میں کہا تھا کہ آج جمعہ کی نورانی رات ہے اور رمضان کا مبارک مہینہ ہے، ہوسکتا ہے ''شبِ قدر'' ہو؛ اس لیے میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں حدیث میں جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں، اس لیے بہت زیادہ درود پڑھو۔

درود شریف کی برکت سے آپ ﷺ کی مبارک بادی ملی

ایک مرتبہ ایک شہر کے لوگوں نے بہت بڑی مقدار میں درود شریف پڑھا تو حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی طرف سے مبارک بادی آئی۔

میری بھی چاہت ہے کہ آج کی جمعہ میں ''لیلونگوے'' (Leelongway)

شہر کی بہنوں سے درخواست کروں کہ آج مغرب کے بعد سے لے کر آئندہ کل جمعہ کے افطار تک میں ہماری بہنیں ہمت کرلیں کہ ہمیں ایک لاکھ مرتبہ درود پڑھنا ہے۔

اور یہ کوئی مشکل نہیں ہے، میں آپ کو ایک آسان ترتیب سمجھاتا ہوں، میں آپ کو ایک چھوٹا سا درود شریف بتلاتا ہوں:

صَلَى اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

بہت چھوٹا درود شریف ہے، آپ یقین مانیے! آپ تسبیح لے کر بیٹھیں گی تو ان شاء اللہ! آپ سو مرتبہ (۱۰۰) دو منٹ میں پڑھ لیں گی۔

ہماری چاہت ہے کہ ہماری شہر کی بہنیں چوبیس گھنٹوں میں ایک لاکھ مرتبہ درود کا تحفہ اللہ کے رسول ﷺ کو بھیج دیں؛ تاکہ حضور ﷺ کی توجہ اور حضور ﷺ کی روحانیت ہماری طرف آئے۔

اس لیے ہر ایک بہن اپنی اپنی ہمت کے مطابق زیادہ سے زیادہ نیت کرے اور ذمے دار بہنیں ایک کاغذ میں نام نوٹ کرلیں کہ کونسی بہن کتنی مرتبہ درود پڑھے گی، میں ہر بہن سے کہوں گا کم از کم ایک ایک ہزار مرتبہ کی تو ہر بہن نیت کرے، ہو سکے تو تین ہزار، ہو سکے تو پانچ ہزار؛ لیکن ایک ہزار سے کم کوئی بہن نیت نہ کرے۔

پانچ ہزار کی نیت بھی کوئی مشکل نہیں ہے، آج مغرب سے لے کر کل افطار تک چوبیس گھنٹے میں پڑھنا ہے، آپ کی نیت اور ارادے آجائیں، ان شاء اللہ! ایک لاکھ مرتبہ یہ درود شریف حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے گا تو حضور ﷺ کی خصوصی توجہ اور عنایت ہمارے اس شہر کی طرف آئے گی، اس کی رحمت اور برکت آپ سب اپنی آنکھوں

سے دیکھو گی، جو جتنا زیادہ پڑھے گا اس کو اتنا زیادہ فائدہ ہوگا۔

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی یَا کَرِیْمُ

درود شریف کی فضیلت

(دوسری قسط)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَاوَاِمَامَنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھلِ بَیْتِہٖ وَاَھلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (الأحزاب)

جمعہ کا دن چمکتا ہوا دن ہے

آج جمعہ کا دن ہے، جمعہ کے دن کو حدیث شریف میں روشن یعنی چمکتا ہوا دن کہا گیا ہے اور جمعہ کی رات کو روشن اور چمک دار رات بتلایا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جمعہ کی روشن رات اور جمعہ کے روشن دن میں زیادہ درود پڑھا کرو کہ تمھارا درود مجھ کو پہنچایا جاتا ہے، میں تمھارے لیے دعا کروں گا، تمھارے لیے استغفار کروں گا۔

ہم جیسے گنہگاروں کا تحفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے یہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہے۔

ہمارے لیے ہمارے حضور ﷺ دعا فرمائیں یہ ہمارے لیے بڑی سعادت ہے۔

ویسے تو درود شریف روزانہ پڑھنا بہت ہی برکت والا عمل ہے؛ لیکن جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں درود شریف کا پڑھنا یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اس کا ثواب زیادہ ہوجاتا ہے۔

اعمال قبول ہوجائیں اس کی دعا کرتے رہنا چاہیے

ہم جو اعمال کرتے ہیں، نیکیاں کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوئیں یا نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں؛ اس لیے ہم جو بھی عمل کریں، جو بھی کام کریں وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوجائے، اس کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بہت ہی بڑے نبی ہیں؛ بلکہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا نمبر پہلا ہے اور دوسرا نمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف بنایا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ: اے ابراہیم! ہمارا گھر بناؤ۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور ان کے لاڈلے اور چہیتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں باپ بیٹے نے مل کر کعبہ بنایا، جب کعبہ بن گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ (البقرۃ)

اے اللہ! ہم نے جو یہ کعبہ بنایا، اس بنانے کی خدمت کو تو قبول فرمالے۔

اللہ کا گھر بنایا، اللہ کے حکم سے بنایا پھر بھی اللہ کے یہاں قبول ہوجائے اس کی دعا کر رہے ہیں اور وہ بھی اللہ کے ایک جلیل القدر نبی دعا کر رہے ہیں؛ لہذا ہم سب

کو بھی چاہیے کہ ہم جو اعمال کریں، جو نیکیاں کریں وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جائے اس کی دعا کرتے رہنا چاہیے، جیسے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا میں یوں کہیں کہ:

اے اللہ! ہماری نمازوں کو قبول فرما۔

اے اللہ! ہماری تراویح کو قبول فرما۔

اے اللہ! ہم جو زکوۃ، صدقہ، خیرات دیتے ہیں اس کو قبول فرما۔

اے اللہ! ہم قرآن پڑھتے ہیں اس کو قبول فرما۔

جتنے نیک کام ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو جائیں اس کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

عمل قبول ہونے کی علامت

لیکن ہمارا کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوا کہ نہیں اس کی ایک نشانی اللہ والوں نے بیان فرمائی ہے کہ اس عمل کے قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ اُس عمل کے کرنے کی دوسری مرتبہ توفیق ہو جائے تو سمجھ لو کہ ہمارا پہلی مرتبہ والا عمل قبول ہو گیا۔

آج ہم نے سو مرتبہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" پڑھا، پھر سنیچر کو پڑھنے کی توفیق ہو گئی تو سمجھ لو کہ جمعہ کے دن ہم نے جو سو مرتبہ "لا الہ الا اللہ" پڑھا تھا وہ قبول ہو گیا، جو نیک عمل، نیک کام دوسری مرتبہ کرنے کی توفیق ہو جائے تو سمجھ لینا کہ پہلی مرتبہ والا اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو گیا، یہ تمام اعمال اور نیکیوں کے بارے میں ہے۔

درود شریف اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو ہی جاتا ہے

لیکن ایک نیکی، ایک عمل ایسا ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہونے کا

ہم کو پکا یقین ہے اور وہ درود شریف والا عمل ہے۔

درود شریف کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی درود شریف پڑھتا ہے تو درود شریف یقیناً اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہو ہی جاتا ہے۔

ایک عمل ایسا ہے جو خود اللہ تعالیٰ کرتے ہیں

جو اعمال اور نیکیاں انسان اور جنات کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر ان کو اجر عطا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ تو کوئی عمل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ تو عمل کو قبول فرماتے ہیں اور عمل پر ثواب عطا فرماتے ہیں؛ صرف ایک عمل ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ خود بھی کرتے ہیں اور اس کو کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم بھی دیا ہے۔

گویا تمام نیکیوں میں ایک نیکی ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے بندے شریک ہیں اور وہ عمل ''درود والا عمل'' ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ مجید میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الأحزاب)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود (رحمت) بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان (محمد ﷺ) پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ جو عمل خود اللہ تعالیٰ کرے، جو عمل اللہ تعالیٰ کے فرشتے کریں، وہ عمل مسلمانوں کو کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا، گویا پوری ایک جماعت بن گئی، پوری ایک اجتماعیت ہوگئی، یعنی خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام

ایمان والے سب درود بھیجتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر۔

ایک درود شریف کی برکت سے چالیس نعمتیں

درود شریف ایک ایسا عمل ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ: جو ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس کو چالیس نعمتیں عطا فرمائیں گے۔

ایک درود بھیجو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو چالیس نعمتیں مل جائیں، کونسی چالیس نعمتیں؟ فرمایا:

(۱) ایک درود پڑھو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں اتاریں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہم سب کو ضرورت ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا:

قال النبي ﷺ من صلّى عليّ واحدة صلّى الله عليه عشرة۔

جو ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں اتاریں گے۔

(۲) اللہ تعالیٰ دس گناہ معاف فرمائیں گے۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس کو دس نیکیاں عطا فرمائیں گے۔

(۴) اللہ تعالیٰ اس کے دس درجے جنت میں بلند فرمائیں گے۔

کتنی بڑی فضیلت کی چیز ہے!!!

عجیب حدیث

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ: ایک روز ہم نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کو بہت خوش دیکھا، چہرۂ انور خوشی سے جگمگا رہا تھا تو لوگوں نے سوال کیا کہ:

اے اللہ کے رسول! آج آپ بہت خوش ہیں؟

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام آیا ہے، میری امت میں سے جو مجھ پر ایک مرتبہ درور شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دس نیکیاں عطا فرماویں گے، دس درجے اس کے (جنت میں) اونچے کردیں گے، اس کے دس گناہ معاف ہوجاویں گے۔

قیامت کے دن حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے قریب جگہ حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ درود شریف ہے

ہم میں سے ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اس کو قیامت کے میدان میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے بالکل پاس میں جگہ ملے، تو اگر کوئی آدمی قیامت کے میدان میں حضور ﷺ کے نزدیک رہنا چاہتا ہے تو اس کا بہترین عمل ''درود شریف'' ہے۔

جو آدمی زندگی میں جتنا زیادہ درود بھیجے گا وہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے اتنے زیادہ قریب ہوگا، کتنا بہترین عمل ہے۔

دنیا میں کسی بادشاہ، کسی وزیر کے قریب پہنچنا ہو تو دو طریقے ہیں:

اس کو ''ووٹ (Vote) دو یا نوٹ (Note) دو اور قریب ہوجاؤ۔

اور قیامت کے دن حضور ﷺ کے قریب جانا ہے تو اس کا بہترین عمل ہے درود پاک پڑھو، اس کی برکت سے آدمی قیامت کے دن حضور ﷺ کے قریب ہوجائے گا۔

درود شریف راحت وسکون کا ذریعہ ہے

درود شریف وہ مبارک عمل ہے کہ اس کی برکت سے انسان کو دنیا اور آخرت

میں بڑی راحت ملتی ہے، بڑا چین ملتا ہے۔

درود شریف کی برکت سے ہمارا اکرام

یہ کتنا مبارک اور نیک عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فرشتوں کی ایک بہت بڑی جماعت مقرر کی ہے جو محلوں، گلیوں، مسجدوں، مدرسوں، گھروں اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں فرشتے ہیں اور ان فرشتوں کا ایک ہی کام ہے اور وہ کام یہ ہے کہ ''پوری دنیا میں جو مسلمان درود پڑھتا ہے، وہ فرشتے وہ درود شریف مدینۂ منورہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی قبرِ مبارک میں پہنچا دیتے ہیں''۔

کتنا بڑا اکرام ہے! مسلمان درود پڑھے تو فرشتے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور سیدھے مدینہ جاتے ہیں، جا کر ہمارا نام لیتے ہیں اور حضور ﷺ سے کہتے ہیں:

اے آقا! آپ کے فلاں امتی نے آپ کو درود کا تحفہ بھیجا ہے۔

یہ اس امتی کے لیے کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم گنہ گاروں کا، ہم گندے لوگوں کے درود کا تحفہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں اللہ کے نورانی فرشتے لے جا کر پہنچاویں، کتنی بڑی ہماری سعادت ہے، ہماری خوش نصیبی کی بات ہے۔

آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں

جو آدمی مدینۂ منورہ حضور ﷺ کی قبرِ مبارک پر جاتا ہے اور قبر مبارک پر کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھتا ہے تو حضور ﷺ خود سنتے ہیں اور پھر حضور ﷺ خود جواب بھی دیتے ہیں؛ اس لیے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ''حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں'' جو امتی

بھی وہاں قبر مبارک پر جائے گا اور پڑھے گا:

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللّٰہ

الصلوۃ و السلام علیک یا حبیب اللّٰہ

الصلوۃ و السلام علیک یا شفیع المذنبین

تو خود حضور ﷺ قبر میں سے جواب دیں گے۔

اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے گزرے ہیں کہ جنھوں نے مدینہ میں قبر مبارک پر جا کر سلام پڑھا، حضور ﷺ نے جواب عطا فرمایا اور حضور ﷺ نے جو جواب دیا وہاں مسجد میں جتنے لوگ موجود تھے ان سب نے سنا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا واقعہ

میرے والد صاحب کے استاذ، میرے پیر و مرشد حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے استاذ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی یہ کرامت ساری دنیا جانتی ہے، حضرت جوان تھے، اپنی جوانی میں مدینۂ منورہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر پہنچے اور قبر مبارک پر جا کر سلام پیش کیا:

السلام علیک یا رسول اللّٰہ

تو قبر مبارک میں سے جواب آیا، زور سے جواب آیا اور مسجدِ نبوی ﷺ میں جتنے عرب علما بیٹھے ہوئے تھے، جتنے نمازی لوگ بیٹھے ہوئے تھے سب لوگوں نے اپنے کانوں سے وہ جواب سنا، پورے مدینہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ آج ہندوستان سے دیوبند کے ایک نوجوان عالم آئے انھوں نے سلام پڑھا اور ان کے سلام کا قبر مبارک

میں سے جواب ملا۔

جواب کیا ملا؟ جواب ملا:

وعلیک السلام یا ولدي

اے میرے بیٹے! تیرے لیے بھی سلامتی ہو۔

ایک تو جواب مل گیا اور دوسری یہ بات یقینی ہوگئی کہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ حقیقت میں حضور ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

چوں کہ وہ زمانہ کچھ نازک تھا، ہندوستان میں جنگِ آزادی آخری دور میں تھی اور مسٹر محمد علی جناح اور لیگ کے لوگ پاکستان الگ مانگ رہے تھے اور جمعیتِ علما اور حضرت مدنیؒ اور دیوبند کے بزرگوں کا کہنا تھا کہ پاٹیشن نہیں ہونا چاہیے، ملک کے دو حصے نہیں ہونے چاہیے، پاکستان نہیں بننا چاہیے، جس کی ایک بڑی لمبی داستان ہے۔

اس زمانے میں مولانا حسین احمد مدنیؒ سفر کرتے، آج کے پاکستان میں جو پنجاب ہے، ہمارے ہندوستان کا جو پنجاب ہے، ہریانہ ہے اور سندھ میں جاتے تھے اور مسلمانوں کو سمجھاتے تھے کہ ''بھائی! پاکستان الگ مت مانگو، ایک ملک رہنے دو''۔

تو محمد علی جناح کی طرف داری کرنے والے لیگی مسلمان حضرت مدنیؒ کو گالیاں دیتے تھے اور حضرت کو کافر کہتے تھے، ''شیخ الاسلام'' کے بجائے ''شیخ الاصنام'' کہتے تھے اور اسی پنجاب کے لوگوں نے حضرت کے سامنے اپنی جوان لڑکیوں کو نچوایا بھی تھا۔

بعض لوگوں نے گستاخی کر کے حضرت کو یہ کہا کہ: تو حرامی کی اولاد ہے۔

تو وہ جو حرامی کی اولاد کا الزام حضرت پر لگا اس الزام کا جواب مدینۂ منورہ

میں حضور ﷺ کی طرف سے مل گیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حسین احمد کو حرامی مت کہو، یہ میرے خاندان میں سے ہیں، پکے سید ہیں اور حلالی اولاد ہے۔

حضور ﷺ نے یہ جواب دیا، یہ کتنے بڑے اکرام کی بات ہے کہ حضرت مدنیؒ کو قبر مبارک سے سلام کا جواب ملا۔

میرے گھر کی سعادت

میرے والد حضرت مدنیؒ کے عاشق تھے، خادم تھے، پڑھنے کے زمانے میں دیوبند میں حضرتؒ کی خدمت کرتے تھے، گھریلو کام کاج کرتے تھے، دورۂ حدیث شریف کے بعد ایک سال مستقل حضرت مدنیؒ کی خدمت میں رہے، سفر میں، حضر میں ساتھ رہے۔

ہمارے یہاں گھر میں پہلے نمبر پر بڑی بہن صاحبہ کی ولادت ہوئی تو والد صاحب نے حضرت مدنیؒ سے نام کے لیے درخواست کی، تو حضرت نے دو نام لکھ کر دیے، ایک مریم، دوسرا خدیجہ۔

اللہ کے ولی حضرت مدنیؒ کی عجیب کرامت، ہمارے یہاں دو ہی بہنیں ہوئیں اور والد صاحب نے اسی ترتیب سے پہلی بہن کا نام مریم اور دوسری کا نام خدیجہ رکھا، بڑی بہن کی ولادت کے بعد جب بڑے بھائی کی ولادت ہوئی تو والد صاحب نے پھر اپنے استاذ اور پیر حضرت مدنیؒ سے درخواست کی۔

حضرت مدنیؒ نے تین نام لکھ کر دیے: احمد، محمد، محمود۔

اور حضرت مدنیؒ کی عجیب کرامت، ہمارے گھر میں ہم تین بھائی ہوئے اور والدین نے حضرتؒ کی لکھی ہوئی ترتیب ہی سے نام رکھے۔

حضرت مدنیؒ کے تبرکات

حضرتؒ کے تبرکات میں حضرتؒ کی دی ہوئی عیدی کا روپیہ جو والد صاحب کو حضرتؒ نے دیا تھا، الحمدللہ! وہ میرے پاس محفوظ ہے۔

اس سے یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے اپنی اولاد کے نام رکھوائیں اور اللہ والے جو نام دیویں وہ نام ہی رکھ لیویں۔

الغرض! مدینۂ منورہ میں جو آدمی درود پڑھے گا اس کو نبیٔ کریم ﷺ خود جواب عنایت فرماتے ہیں اور باقی پوری دنیا میں جو مسلمان درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے وہ درود لے جا کر حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیں گے۔

اس لیے ہر مسلمان کو روزانہ جتنا ہو سکے اتنا زیادہ درود پاک پڑھنا چاہیے، جتنا درود زیادہ پڑھیں گے اتنی حضور ﷺ کی محبت زیادہ ہوگی اور اتنا حضور ﷺ کا پیار اور عشق ہم کو نصیب ہوگا۔

درود شریف کے فوائد

درود کے بڑے فائدے ہیں:

”القول البدیع“ میں ایک عجیب حدیث نقل کی گئی ہے، جب سے میں نے یہ حدیث پڑھی ہے اس پر الحمدللہ! پابندی سے عمل کر رہا ہوں، آپ کو بھی بتلاتا ہوں اس

امید ہے کہ آپ بھی اس پر آج ہی سے عمل شروع کر دیں گی۔

روزانہ پچاس مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت

ہم میں سے ہر مسلمان چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کو حضورِ پاک ﷺ کی ملاقات نصیب ہو اور یہ بھی ہماری چاہت ہے کہ حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے حوضِ کوثر کا پانی ہم کو نصیب ہو۔

حدیث میں آتا ہے کہ:

جو مسلمان روزانہ پچاس مرتبہ درود پڑھے گا، قیامت کے دن اس کو نبیٔ کریم ﷺ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

پچاس مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھنے کا فائدہ اتنا بڑا ہے۔

بیماری سے شفا کے لیے درود شریف بہترین نسخہ ہے

ایک درود شریف ہے جس کو کوئی بیماری ہو، چھوٹی بیماری ہو یا کوئی خطرناک بڑی بیماری ہو، اس درود کو شفا کی نیت سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس بیماری سے شفا عطا فرمائیں گے۔

جیسی بیماری اس حساب سے اس درودِ پاک کو پڑھو:

اگر چھوٹی بیماری ہے تو روزانہ تین (3) مرتبہ وہ درود پڑھو۔

بڑی بیماری ہے تو روزانہ گیارہ (11) مرتبہ، اکتالیس (41) مرتبہ، سو (100) مرتبہ، جتنی آسانی سے اور پابندی ہو سکے، اتنا اس درود کو پڑھو؛ لیکن طاق عدد

پر (3،5، 7، 9، 11، 13، 17، 41، 51، 101 ایسے عدد پر) اس درود کا نام ہی ہے ''درودِ شفا'' بہت چھوٹا درود ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ دَاءٍ وَدَوَاءٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ! جتنی بیماریاں ہیں اور جتنی دوائیں اتنی مرتبہ حضور ﷺ پر رحمت، برکت، سلام بھیجیے۔

حضور ﷺ پر درود ہوگا اور ہمارے لیے شفا کا کام ہو جائے گا۔

حیرت انگیز واقعہ

ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ: وہ کشتی میں بیٹھ کر جا رہے تھے، طوفان آیا اور قریب تھا کہ کشتی ڈوب جائے تو انھوں نے نبیٔ کریم ﷺ کی زیارت کی۔

حضور ﷺ کی زیارت بعض کو خواب میں بھی ہوتی ہے اور ''جس نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً حضور ﷺ ہی کو دیکھا؛ اس لیے کہ شیطان کبھی حضور ﷺ کی شکل میں نہیں آ سکتا''۔

اور بعض اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کر لیتے ہیں۔

ہمارا جوڈابھیل کا مدرسہ ہے اس کے جو اِس وقت کے مہتمم ہیں، ان کے دادا۔ وہ بھی مہتمم تھے اور ان کا نام بھی وہی تھا، جو ان کا نام ہے ''مولانا احمد بزرگ'' واقعی اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی اور بزرگ تھے۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ جب وہ حدیث شریف پڑھتے تھے تب پڑھتے پڑھتے بیداری میں جاگتے ہوئے سامنے نبیٔ کریم ﷺ

کی زیارت کرتے تھے، جس وقت دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے بخاری شریف پڑھتے تھے تب چار پانچ مرتبہ بیداری میں نبیٔ کریم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، ایسے چوٹی کے وہ بزرگ تھے۔

جیسے ہمارا سلسلۂ چشتیہ ہے۔ جو ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے پھیلا۔

اسی طرح ایک سلسلہ ہے نقشبندیہ۔

ایک سلسلہ ہے سہروردیہ۔

ایک ہے قادریہ، جو حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے چلا۔

اسی طرح ایک سلسلہ ہے، سلسلۂ رفاعیہ۔

دنیا میں آج بھی کہیں کہیں یہ سلسلہ ہے، سورت میں رفاعی خانقاہ ہے، ایک خانقاہ بنگلور میں بھی ہے۔

حضرت رفاعیؒ کا واقعہ

اس سلسلۂ رفاعیہ کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے ''سید احمد رفاعی'' بہت عجیب وغریب اللہ تعالیٰ کے ولی گذرے ہیں، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ: جب سید احمد رفاعیؒ مدینۂ منورہ قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور نبیٔ کریم ﷺ کو سلام کیا تو جالی میں سے حضور ﷺ کا نورانی ہاتھ باہر نکلا اور پوری مسجد آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے جگمگا اٹھی، چمک اٹھی اور سید احمدؒ نے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا، پھر ہاتھ مبارک قبر مبارک میں واپس چلا گیا، ایسے بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے گزرے ہیں۔

علامہ جامیؒ کا عجیب قصہ

ایک بزرگ گزرے ہیں علامہ جامیؒ، یہ بھی بڑے عجیب وغریب انسان تھے، حضور ﷺ کی قبر مبارک پر محبت میں شاعری لے کر جا رہے تھے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک پر جا کر میں شاعری پڑھوں گا اور وہ شاعری ایسی عجیب شاعری لکھی کہ جب حج سے فارغ ہو کر مدینۂ منورہ جا رہے تھے تو مکہ کے امیر نے خواب میں حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت کی، حضور ﷺ نے خواب میں ان کو ارشاد فرمایا کہ: اس (جامی) کو مدینہ نہ آنے دیں۔

مکہ کے امیر نے ان پر پابندی لگا دی؛ مگر ان پر جذب وشوق اس قدر غالب تھا کہ چھپ کر مدینہ کی طرف چل دیے، مکہ کے امیر نے دوبارہ خواب دیکھا، حضور ﷺ نے فرمایا: وہ آرہا ہے اس کو یہاں نہ آنے دو۔

مکہ کے امیر نے دو آدمی دوڑائے اور شیخ جامیؒ کو راستے سے پکڑوا کر بلایا اور ان پر سختی کی اور جیل میں ڈال دیا، اس پر مکہ کے امیر کو تیسری مرتبہ حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جامی کوئی مجرم نہیں ہے؛ بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں، جن کو یہاں آکر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے، اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا، جس میں فتنہ ہوگا، اس پر ان کو جیل سے نکالا اور بہت اعزاز واکرام کیا گیا، بادشاہ نے معافی مانگی اور چھوڑ دیا۔

کیسے کیسے عاشق گذرے ہیں!!!

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور ﷺ کا عاشق بنا دے، آمین۔

جو جتنا بڑا عاشق ہوگا وہ اتنا زیادہ درود پڑھے گا، اتنی زیادہ حضور ﷺ کی سنتوں پر عمل کرے گا۔

درودِ تُنْجِیْنَا کی برکت

بہر حال! ایک اللہ کے ولی کشتی میں جا رہے ہیں اور وہ کشتی ڈوب رہی ہے، حضور ﷺ نے خود ان کو فرمایا کہ: ''تم درودِ تُنْجِیْنَا پڑھو، تمھاری کشتی ڈوبنے سے محفوظ ہوجائے گی۔

انھوں نے وہ درود پڑھنا شروع کیا، اللہ تعالیٰ نے اس درود کی برکت سے ان کی کشتی کو ڈوبنے سے سلامت رکھا اور صحیح وسلامت وہ اپنے مقام پر پہنچ گئے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

اگر کسی مسلمان پر کوئی بڑی سے بڑی مصیبت آئے تو ستر مرتبہ (70) یہ **درودِ تُنْجِیْنَا** پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور فرما دیں گے۔

الحمد للہ! خود مجھے اس کا تجربہ ہے، اس کو پڑھنے کی برکت سے مصیبت کہاں جاتی ہے پتہ بھی نہیں چلتا ہے، آپ بھی یہ درودِ پاک یاد کرلو۔

اس کی فضیلت میں یہ بھی ہے کہ: گھر میں لگا کر رکھو گے تو اس کی برکت سے گھر میں بھی عافیت اور برکت رہے گی۔

زیادہ نہیں تو روزانہ تین مرتبہ پڑھ لو اور دعا کرو کہ: اے اللہ! اس درود کی برکت سے بلا، مصیبت سے ہماری حفاظت فرمالے اور اے اللہ ہمیں سلامت رکھ؛

لیکن کبھی کوئی مصیبت آئے تو اس درودِ شریف کو ستر مرتبہ (70) پڑھو، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دور فرما دیں گے، وہ درود شریف یہ ہے:

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْأَحْوَالِ وَالْأٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

یہ ہے "صلوۃِ تنجینا" جس کو درودِ تنجینا کہا جاتا ہے۔

بہت سے اللہ کے ولیوں نے بڑے بڑے مقصد کے لیے اس کو آزمایا ہے، جو اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نوازتے ہیں؛ اس لیے اس کو یاد کرلو اور اس کے علاوہ بھی خوب درودِ پاک پڑھنے کا معمول بناؤ۔

اب دیکھو کہ درود شریف بہت سارے ہیں، آدمی سوچتا ہے کہ کونسا درود پڑھوں، نماز والا درود "درودِ ابراہیمی" وہ سب سے افضل درود ہے، اگر پڑھ سکو تو وہی پڑھنا چاہیے، ورنہ چھوٹے چھوٹے درود بھی حدیث شریف میں آئے ہیں، آپ اگر تین سو (300) مرتبہ پڑھنا چاہو تو پانچ چھ منٹ میں پڑھ سکتے ہو۔

ایک چھوٹا درود نسائی شریف کی حدیث میں آیا ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ۔

اسی طرح یہ درود شریف بھی ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔

ایسے ہی یہ درود بھی ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٌ۔

غرض یہ کہ اپنے معمولات میں درود پاک کو بڑھاؤ، جتنا درود پڑھیں گے اتنا ہمارے لیے دنیا اور آخرت میں بھلائی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ درود پڑھنے والا بنادے، آمین۔

کوشش یہ کرو کہ ہر جمعہ کی رات میں اور جمعہ کے دن میں ہم تین سو (300) مرتبہ درود شریف پڑھ لیں۔

صبح وشام دس مرتبہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت

حدیث شریف کی ایک کتاب ہے، جس کا نام ہے ''مجمع الزوائد'' اس میں حضرت ابوالدردہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح وشام دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھے گا، وہ قیامت کے دن میری شفاعت کو پائے گا۔

اس لیے اس مجلس کے ختم ہونے سے پہلے دس مرتبہ درود شریف پڑھ لو اور آج ہی سے اس پر عمل شروع کردو صبح شام دس مرتبہ، ان شاء اللہ! قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶

اے ایمان والو! تم بھی ان (محمد ﷺ) پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ درود پڑھنے والا بنادے، آمین یارب العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مناجات

نفس کے شر سے مجھ کو بچالے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
پنجۂ غم سے مجھ کو چھڑالے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
سن میرے نالے، سن میرے نالے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
اپنا بنالے، اپنا بنالے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
شغل میرا بس تو الٰہی! شام وسحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ
اپنی رضا میں مجھ کو مٹا دے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
کر دے فنا سب میرے ارادے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
جامِ محبت اپنا پلا دے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
دل میں میرے یاد اپنی رچا دے، اے میرے اللہ! اے میرے اللہ!
شغل میرا بس تو الٰہی! شام وسحر ہو، اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ
دیدہ و دل میں تجھ کو بسالوں، سب سے ہٹالوں اپنی نظر مَیں
تیرا ہی جلوہ پیشِ نظر ہو، جاؤں کہیں مَیں، دیکھوں جدھر مَیں
تیرا ہی تصور ایسا جمالوں، قلب میں مثلِ نقشِ حجر مَیں
بھول سکوں تا عمر نہ تجھ کو، چاہوں بھلا خود بھی اگر مَیں
شغل میرا بس تو الٰہی! شام وسحر ہو، اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے، آٹھ پہر ہو، اللہ اللہ